إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ (سورۃ ق)

بفضل سبحانی و امداد یزدانی کتاب مستطاب یعنی

سیرت امام ربانی

حضرت مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی فاروقی قدس سرہ السامی

مؤلفہ

جناب مولانا مولوی ابو البیان محمد داؤد صاحب پسروری نقشبندی مجددی

مصنف آسمانی کڑک، خون کربلا، چاہ بابل، عشرہ کاملہ، بم کا گولہ، عقائد مرزا وغیرہ

و ایڈیٹر رسالہ "الفیض" امرتسر

ابن علامہ اجل حضرت الحاج مولانا نور احمد صاحب مدظلہ العالی

سنہ ۱۳۴۳ھ

۱۹۲۵ء

باہتمام الفیض دار الاشاعت چوک فرید امرتسر (پنجاب)

[illegible] پریس امرتسر میں [illegible] شائع ہوئی

قیمت با جلد [illegible]

سلسلہ اشاعت نمبر [illegible]

بار اول

فہرست مضامین سیرت امام ربّانی

آغاز حالات

مشاہیر سلسلۂ نسب کے حالات

مقدمہ ضرورت تجدد

شبانہ روز کے اعمال

عقائد

پوشش

حلیہ

مخصوص کمالات

شیوخ وسلاسل

مشاہیر خلفاء

اصحاب خانقاہ

قطعہ تاریخ

۷۸۶

مجدد الف ثانیؒ

(از بندہ ابو البیان محمد داؤد پسروری مصنف سیرت)

ہوئے دنیا میں کالمتروک جب احکام قرآنی
زبانوں ہی پہ باقی رہ گیا نام مسلمانی

ہزاروں بدعتیں پیدا ہوئیں آئینِ مذہب میں
مقولے این وآں کے بن گئے الہام ربانی

ہر اِک نافہم نے دعویٰ کیا فہمِ معارف کا
ہر اِک جاہل نے برپا کر دیا شورِ ہمہ دانی

غرض جب چھاگئی ہر سمت تاریکی ضلالت کی
مکدر ہوگئی حسنِ صداقت کی درخشانی

ہوا اُسوقت یکسر اقتضا الطافِ سرمد کا
کہ ہو دینِ متین کی پھر سے تجدید و نگہبانی

مجددِ الفِ ثانی کے ہوئے پیدا زمانے میں
شبِ تاریک میں بدرُ الدجیٰ کی جیسے تابانی
شرف اس کا ملا سرہند کی خاکِ مقدس کو
کہ ہو ذرات اُسپر بارشِ انوارِ یزدانی
یہی ہے مستقر اورنگ سلطانِ ولایت کا
یہی لاریب ہے سرچشمۂ فیضانِ روحانی
دیا اس سرزمین کو حق نے کیسا رتبۂ والا
کہ ہر ذرہ بنا آئینۂ اسرارِ عرفانی
حقائق منکشف اسمیں ہوئے شرع و طریقت کے
ہی منشورِ ایمان کو ہیں فرخندہ عنوانی
اسی کی زینتِ آغوش ہے وہ دُرگہِ عالی
ہوئی جو مرجعِ تاتاری و رومی و ایرانی
مجددِ الفِ ثانی جس میں محوِ استراحت ہیں
نہیں ہے انفس و آفاق میں جنکا کوئی ثانی

نہ پا مسندِ الفقرُ فخری جلوہ گستر ہے

سرِ اقدس پہ زیبندۂ فخرِ تاجِ سلطانی

دبستانِ حقیقت میں مؤدّبِ عقلِ کُل[1] کے ہیں

گلستانِ طریقت میں وہی ہیں سروِ بستانی

نہیں ہے دور اُنکے فیض سے شئے بوالہیبان ہرگز

کہ پیدا بے تکلّف ہو تری مشکل سے آسانی



[1] علمائے ربّانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

آج کئی ماہ کی متواتر مساعی اور کوششوں کے بعد میں اپنا مضطرب قلب مسرت آمیز اطمینان سے لبریز پاتا ہوں، کہ جس مقدس ہستی کی زبردست خدمت کو سرانجام دینے کیلئے میں نے جرأت اور دلیری سے کام لیا تھا، الحمد للہ کہ اس سے پورے طور پر سبکدوش ہوتا ہوں،

میرے لئے اس سے زیادہ باعث فلاح و سعادت اور کیا بات ہوگی، کہ میں اُس مقدس مجسمۂ روحانیت کے آستانہ پر جس کی حلقہ بگوشی کو دنیا کے صوفیاء اور مشائخ اپنے لئے باعث فخر سمجھتے ہیں، اخلاص و عقیدت کے پھول مختلف چمن کدوں سے چن کر اپنے ہاتھوں چڑھا رہا ہوں،

مجھے سیرت کے لکھنے کا خیال گذشتہ سال جبکہ میں عرس کے موقعہ پر عین مزار شریف کے پاس حالتِ مراقبہ میں بیٹھا تھا، پیدا ہوا تھا، کہ کیوں نہ اس بے نظیر و بے عدیل ہستی کی عام فہم اردو میں ایک مختصر جامع و مانع سیرت تحریر کی جائے۔

مزار شریف سے رخصت ہونے کے بعد میں سیدھا قیام گاہ پر آیا، ابھی یہ بات اپنے برادر محترم ابو الفیض مولوی محمد سلیمان صاحب بی۔ اے سے کہنے ہی کو تھا، کہ آپ نے بات کرنے سے قبل اسی امر کے متعلق مجھ سے کہا، پھر کیا تھا، اس کارِ خیر

کو سر انجام دینے اور اس بارِ امانت کو اُٹھانے کا میں نے عزمِ مصمم کر لیا۔
سرہند شریف سے واپس آنے کے بعد متواتر پانچ ماہ میں دوسری کئی کتب کی تالیف و تصنیف کی طرف ہمہ تن مشغول رہا، اس عرصہ میں برادرِ محترم کا تقاضائے شوق برابر جاری رہا، چنانچہ اس عرصہ میں انہوں نے اس مطلب کی بہت سی مطبوعہ و غیر مطبوعہ کتب فراہم کیں،
بالآخر میں نے دیگر امور کو خیرباد کہکر اللہ کا نام لیکر قلم اٹھایا، اور آج اسی کے نام پر پیش کرتا ہوں۔
حقیقت یہ ہے، کہ یہ سعادت ازل ہی سے کچھ ہمارے خاندان کیلئے مخصوص کیگئی ہے، چنانچہ حضرت کی مکتوبات شریف کی خدمت قبلہ حضرت والد صاحب مدّ فیضہٗ سے سر انجام ہوئی، یہ خزانۂ جواہرات، یہ گوہر نایاب، یہ دُرِّ یکتا لوگوں کی آنکھوں سے مستتر، مخفی اور اوجھل تھا، چند نسخے جو معدودے چند اشخاص کے پاس موجود تھے، اُن میں کم فہم نسخہ نویسوں کے ہاتھوں بہت کچھ تحریف ہو چکی تھی، عبارات مسخ ہو چکی تھیں، مطابع کی دست بُرد نے عجب غارت مچا دی تھی، مکاتیب کی یہ حالت دیکھکر علامۂ اجل قبلہ الحاج حضرت مولٰنا مولوی نور احمد صاحب مُدّ ظلہ العالی ما دامت الایام واللیالی کی طبیعت میں انکی تصحیح کا داعیہ پیدا ہوا، لہٰذا انہوں نے اطرافِ مُلک سے قلمی نسخے جمع کئے، اور کمالِ جدّ و جہد سے ہر ہر لفظ اور ہر ہر جملہ کا بار ہا مقابلہ کر کے بہت ہی جانفشانی کے ساتھ اصل متن کی تصحیح کی، اور کافی و وافی حواشی لکھے، نکاتِ دقیقہ اور معارفِ لطیفہ کو خوب مشرح کر دیا، الفاظِ مشکلہ کا حل لکھدیا، عربی عبارات پر اعراب لگا دیئے عربی مکاتیب کا بالمقابل سلیس فارسی میں ترجمہ لکھدیا، احادیث و آیات مندرجہ متن کے حوالے بھی درج کر دیئے، اور انکا ترجمہ بھی لکھدیا، اور جن جن اکابر کے

اسمائے گرامی مکاتیب میں مذکور تھے، اُن کے حالات بھی قلمبند کر دیئے۔

الغرض سالہا سال کی محنت اور دماغی عرق ریزی کے بعد یہ ضخیم کتاب نو حصص میں بصرفِ زرِ کثیر نہایت اعلیٰ درجہ کی کتابت کے ساتھ طبع کرائی،

آج یہ دنیا کے مختلف حصص یارقند، کاشغر، ختن، جلال آباد، کابل، قندھار، غزنی، بخارا، سمرقند، تاشقند، بلوچستان، مصر، ہندوستان وغیرہ وغیرہ کے گوشہ گوشہ میں پہنچ چکی ہے، جس کے ہاتھ میں یہ کتاب جاتی ہے، وہ بے اختیار پکار اُٹھتا ہے، کہ ؎

جمادے چند دادم و جاں خریدم
بحمد اللہ زہے ارزاں خریدم

اب ایک ضروری کام یہ رہ گیا تھا، کہ آپ کے حالات زندگی اُردو میں صحیح طور پر قلمبند کیئے جائیں، سو یہ خدمت بھی ہم ہی سے انجام پذیر ہوئی ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

سب سے آخر میں اتنا بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں، کہ سیرت لکھتے وقت میں نے اس امر کو زیادہ ملحوظ رکھا ہے، کہ محالات و مستبعدات، رطب و یابس غثّ و ثمین اور عوام النّاس کے اضافوں کو اُڑا کر صرف صحیح صحیح واقعات ہی قلمبند کیئے جائیں، وماتوفیقی الّا باللہ

خاکسار
ابو البیان

امرتسر ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۴۳ھ

۷۸۶

سرنامہ

ایک گدا حسنِ عقیدت کے
پھول سینکڑوں چمن کدوں سے
چُن کر آستانۂ مجدّدیت پر چڑھانے
آیا ہے۔

گر قبول اُفتد زہے عزّ و شرف

ابوالبیان
رمضان المبارک ۱۳۴۳ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ خاتم النبیین الذی لا نبی بعدہٗ

افتتاحیہ

آج ہندوستان کی اسلامی تاریخ کے آسمان پر جتنے نام تارے بنکر چمک رہے ہیں، اِس جھرمٹ میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا اسم گرامی سب سے زیادہ فائق اور ممتاز ہو کر جگمگا رہا ہے، آپکی عظمت و جبروت کا پرچم شہرت کی اُن سرِبفلک چوٹیوں پر لہرا رہا ہے، جن پر بہت کم کی رسائی ہوئی ہے زہد و تقویٰ، فقر و تصوف اور عزم و ثبات کی آبادیوں میں جاکر دیکھو اور اندازہ کرو، کہ آپکی عبدیت و نیاز اور جوش و سرمستی کی اداؤں اور آپکی ہر جنبش لب اور ہر اشارۂ ید پر دل والے کس طرح کھچے ہوئے چلے آتے ہیں، ارباب کشف و ریاضات کی مجالس کا کیف مشاہدہ کرنے والوں سے پوچھو کہ کتنے ہیں جو اس آسمانِ ولایت کے آفتاب کے فیضان ضوء بخش سے فیضیاب ہوئے ہیں، تسبیح ہُو ہُو میں مشغول شب بیدار زاہدوں کے دروازوں پر جاکر دستک دینے والوں سے دریافت کرو، کہ کتنے ہیں جنکو اس ذاتِ گرامی کی حلقہ بگوشی کا فخر حاصل ہے ؎

ہونے کو گل و لالہ بھی ہیں شمس و قمر بھی   تیری ہی طرف اٹھتی ہیں خلقت کی نگاہیں

حقیقت یہ ہے، کہ آپکا ظہور ایسے اہم عہد اور ایسے نازک موقعہ میں ہوا جبکہ ہندوستان اپنی تاریکی کے انتہائی مدارج طے کر چکا تھا، ضلالت وگمراہی، خسران وطغیان، جور وتشدد، اکراہ واستبداد، ظلم وستم، جبر وتظلم کی گھنگور گھٹاؤں نے اس کو کچھ اس درجہ ڈھانک لیا تھا، کہ اس کے مطلع کی درخشانی کی توقعات بھی اسی تیرگی وتاریکی میں پنہاں ہو گئی تھیں۔

عوام چھوڑ خواص کی یہ حالت تھی، کہ تاریکی کے تہ بتہ حجابوں نے اُن کی چشم بصیرت کو معطل کر رکھا تھا، اُن کے نزدیک ہر انحراف، عدل، معصیت عین تقویٰ، رذالت محض شرافت اور سیئات، حسنات تھے،

غضب تو یہ تھا، کہ اس ضلالت کے زمانہ میں حاکم مدعی اسلام تھا، جو اکبر کے نام سے مشہور تھا، مگر حالت یہ تھی، کہ پیشانی پر قشقہ لگائے اور گلے میں زنار پہنے ہوئے ہندو وزراء کے ہمراہ بتوں کے آگے جبین نیاز جھکائے بیٹھے ہیں دربار شاہی میں وہ محشر بپا تھا، کہ الاماں! الاماں!! شرک کی تعلیم علی الاعلان ببانگ دہل دی جاتی تھی، درباری آداب سجدہ تھا، مساجد منہدم کر دی گئی تھیں، قوانین خلاف شریعت جاری کر دیئے گئے تھے، ابوالفضل و فیضی کا الحاد وزندقہ شبانہ روز ترقی پذیر تھا، ایک مسلمان کیلئے کلمۂ دین کا برملا پڑھنا محال ہو گیا تھا، غرض بشری طاقتیں شاہی مقابلہ سے عاجز تھیں، دیندار سراسیمہ وپریشان گرداب حیرت میں سرگردان امداد غیبی کے منتظر تھے اور بزبان حال پکار رہے تھے، کہ ؎

پھنسی ہے کشتیٔ حق اب بھنور میں کفر وظلمت کے
خدایا نوح سا پیدا پھر کوئی ناخدا کر دے

ہاں! جس کے قلب میں ذرہ بھر بھی اسلام کا درد تھا، جس کے جگر میں شمہ بھر

بھی ایمان کی ٹیس تھی، وہ ان ہوشربا مناظر کو ملاحظہ کرتے ہوئے ہر وقت بارگاہِ ایزدی میں دست بدعا تھا، کہ ؎

پردۂ غفلت کا ان آنکھوں سے اُٹھا دے یا رب!
اپنے بندوں کو راہِ راست دِکھا دے یا رب!
شب ہے تاریک۔ سمندر میں بپا ہے طوفان
ڈوبتی ناؤ کو ساحل سے لگا دے یا رب!

اسوقت پھر کسی ایسے داعی حق اور مُنادِ صادق کی ضرورت تھی، جو ظلمتوں کو نُور سے، موت کو حیات سے، وِیرانوں کو معموروں سے اور خزاں کو بہار سے مُبدّل کرتا، پھر کسی ایسے مُصلح کی طلب تھی، جو عوام کو ضلالت و گمراہی سے نکالکر اُن کے قلوب و صدور کو رہِ حق سے شناسا کرتا، آوازۂ توحید کو للکار کر اُن کے کانوں تک پہنچاتا، دنیوی بادشاہوں سے کاٹ کر اُن کو ایک ہی بادشاہ، ایک ہی حاکم اور ایک ہی آقا کے آغوش میں لے آتا ؎

نگاہیں لگ رہی تھیں، نورِ حق کب جلوہ گر ہوگا؟
کھُلے گا یا الٰہی کب وہ دروازہ عنایت کا؟

چنانچہ اُس خالقِ اکبر نے اِس خدمت کو سرانجام دینے کیلئے حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمتہ کو پیدا کیا، اور حقیقت میں آپنے ایک قلیل ہی عرصہ میں وہ کارِ نمایاں کر کے دکھائے، کہ ہندوستان کے مسلمانوں کا بچہ بچہ آپ کا ممنونِ احسان ہے،

آپنے آتے ہی مسلمانوں کو آستانۂ احدیّت کے سوا تمام آستانوں سے بے نیاز اور واحدُ القہّار کے سِوا ہر ہستی سے بے خوف کر دیا، شاہی قاقم و حریر کی مسندوں کو اُلٹ دیا، اُن کے جبروت و استبداد کے پُرزے اُڑا دیئے، صدائے

لا الٰہ الا اللہ کی ہیبت و عظمت سے اُن کے قلوب میں زلزلہ پیدا کر دیا ؎

آوازۂ لا الٰہ نہیں کم تفنگ سے
پروا نہیں جو ہاتھ میں تیغ و سناں نہیں

آغاز حالات

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا خاندان اور نسب

آپکا اسم۔ کنیت لقب اور مذہب اسلام کے اس خاک نشین، خرقہ پوش، درویش سیرت مصلح کا اسم گرامی احمد۔ لقب بدر الدین کنیت ابو البرکات اور عرف امام ربّانی تھا، مذہبا کے حنفی تھے، اور طریقہ آپکا مجددیہ تھا، جو تمام دیگر طرق کے کمالات کا جامع ہے

نسب آپکی رگوں میں اُس مشہور فاتح اعظم کا خون تھا، آپکے کلاہِ فقر پر اُس نسبت عالیہ کا طُرہ لہرا رہا تھا، جس کے نام، جس کے جاہ و جلال اور جسکی عظمت و ہیبت سے آجتک یورپ کا بچہ بچہ کانپتا ہے، جس نے اپنے قوت بازو اور رُوحانی زور سے حکومتوں کے تخت اُلٹ دیے، سلطنتوں کی بنیادیں ہلا دیں، ٹوٹے ہوئے قبضے اور چیتھڑوں سے بندھی ہوئی تلوار کی جنبش سے جبابرۂ عالم کو سرنگوں کر لیا ؎

نسب ملتا ہے اُن کا حضرت فاروق اعظم سے
جہانکے بادشاہوں پر اثر ہے، جن کی دہشت کا

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا نسب اٹھائیس ۲۸ واسطوں سے سیدنا فاروق اعظم

امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طرح متصل ہے۔
حضرت شیخ احمد بن مخدوم عبد الاحد بن شیخ زین العابدین بن شیخ عبد الحی بن شیخ محمد بن شیخ حبیب اللہ بن امام رفیع الدین (بانی قلعہ سرہند شریف) بن شیخ نصیر الدین بن شیخ سلیمان بن شیخ یوسف بن شیخ اسحاق بن شیخ عبد اللہ بن شیخ شعیب بن شیخ احمد بن شیخ یوسف بن شیخ شہاب الدین (المعروف فرخ شاہ کابلی) بن شیخ نصیر الدین بن شیخ محمود بن شیخ سلیمان بن شیخ مسعود بن شیخ عبد اللہ واعظ اصغر بن شیخ عبد اللہ واعظ اکبر بن شیخ ابو الفتح بن شیخ اسحاق بن شیخ ابراہیم بن شیخ ناصر بن شیخ عبد اللہ بن سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

علاوہ ازیں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلہ نسب نو واسطوں سے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سات واسطوں سے کعب پر جا ملتا ہے کعب کا زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے ساڑھے پانسو برس قبل کا ہے۔

مشاہیر سلسلۂ نسب کے حالات پر ایک اجمالی نظر

ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آپکے سلسلۂ نسب کے مشاہیر کا سرسری تذکرہ کر دیا جائے، تاکہ آیندہ کئی امور کے سمجھنے میں سہولت اور آسانی ہو جائے۔
آپکے سلسلۂ نسب میں شیخ ناصر اور ابراہیم تابعین اور شیخ اسحاق بن ابراہیم اور ابو الفتح تبع تابعین سے ہیں، شیخ اسحٰق طبقہ مجتہدین میں اعلیٰ

پایہ اور مرتبہ رکھتے تھے۔

شیخ عبداللہ واعظ اکبرؒ یہ شیخ ابوالفتح کے بڑے فرزند تھے، اپنے زمانہ کے محدثین و مجتہدین کے سردار تھے وعظ بکثرت کیا کرتے تھے، جبھی آپ کا لقب بھی واعظ اکبر ہو گیا تھا، آپ کے وعظ میں ایک ایسی روحانی کشش تھی، کہ لوگ عاشق بے دل کی طرح کھنچے ہوئے چلے آتے تھے، مجمع پر ایک وجدانہ کیفیت طاری ہو جایا کرتی تھی، صاحبانِ علم سن کر پکار اُٹھا کرتے تھے، کہ ؎

اثر لبھانے کا پیارے تیرے بیان میں ہے
کسی کی تیغ میں تیری زبان میں ہے

شیخ عبداللہ واعظ اصغرؒ یہ واعظ اکبر کے فرزند تھے، علوم ظاہری میں کمال کو پہنچے ہوئے تھے، اکثر علمائے وقت آپ سے استفادہ کیا کرتے تھے، باپ کی طرح آپ بھی لسّان اور مشہور واعظ تھے۔

شیخ مسعودؒ خلفائے عباسیہ آپکے بہت معتقد تھے، اسی واسطے بڑی منت سماجت کے بعد انہوں نے آپکو مکہ معظمہ سے دارالخلافہ بغداد میں بلا لیا تھا، آپ کے والد بزرگوار تک آپکا خاندان حجاز میں ہی مقیم رہا تھا، آپ ہی پہلے شخص ہیں، جو خلفائے عباسیہ کے اصرار سے بغداد میں آکر مقیم ہوئے،

آپنے باطنی استفادہ بارہ ائمہ کے علاوہ اپنے والد بزرگوار سے بھی کیا تھا کیونکہ اُس زمانہ میں یہ قاعدہ تھا، کہ باطنی استفادہ اپنے والد سے بھی کیا کرتے تھے۔

شیخ محمود رح آپنے اپنے والد بزرگوار شیخ سلیمان سے باطنی استفادہ حاصل کیا تھا، آپ بڑے قوی، دلیر، جری اور شجاع تھے خلیفۂ وقت نے آپکو لشکر کا سردار مقرر کرکے ترکستان کی لڑائی میں بھیجا تھا، جہاں سے آپ مظفر و منصور اور فاتح وکامیاب ہوکر آئے، اور پھر غزنی کا قلعہ جاکر فتح کیا، خلیفہ نے اس قلعہ کی حکومت آپ کے سپرد کردی تھی،

شیخ نصیر الدین رح آپ نے اپنے والد شیخ محمود کے انتقال کے بعد غزنی کے قلعہ کی عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی آپ ہمیشہ کابل پر چڑھائی کیا کرتے، اور لوٹ مار کرکے واپس چلے آیا کرتے تھے، یہی دستور عرصہ تک جاری رہا، حتیٰ کہ آپنے کابل کو فتح کرلیا، اس کے بعد اس کو دار الخلافہ مقرر کرکے اپنی رہائش بھی وہیں اختیار کرلی، آج تک انکی اولاد کابلی کہلاتی ہے،

سلطان شہاب الدین علی معروف بہ فرخ شاہ کابلی رح آپ شیخ نصیر الدین کے بڑے بیٹے تھے، والد کے انتقال کے بعد تخت نشین ہوئے، اور سلطنت کو سنبھالا آپ نہایت متقی، پرہیزگار اور متدین تھے، آپ کے اوصافِ حمیدہ، عاداتِ حسنہ اور اخلاقِ پسندیدہ کے اعلیٰ سے لیکر ادنیٰ تک سب ثناخواں تھے،

آپ ہی پہلے شخص ہیں، جنہوں نے ہندوستان پر اسوقت تک وقت میں حملہ کرکے لوگوں کو توحید کی دعوت دی، اور اُن میں دینِ اسلام کو رواج دیا، جبکہ ہندوستان کا بچہ بچہ دنیا کے ذرہ ذرہ کو خدا سمجھتا تھا، جنگل کا ہر بڑا درخت اس کا خدا تھا، زمین کا ہر خوفناک کیڑا اسکا خدا تھا، پہاڑ کا ہر سیاہ پتھر اس کا خدا تھا، وہ سانپ کو پوجتے تھے، کہ سانپ اُن کا دیوتا تھا، وہ دریا کو پوجتے

تھے، کہ دریا اُن کی دیوی تھی، وہ پہاڑ کو پوجتے تھے، کہ پہاڑ اُنکے دیوتاؤں کا مسکن تھا، وہ آگ کو پوجتے تھے، کہ وہ خدا کا مظہر تھی، وہ عام ستاروں کو پوجتے تھے، کہ وہ حکمران عالم تھے، وہ شمس و قمر کو پوجتے تھے، کہ وہ نور اکبر تھے وہ حیوانوں کو پوجتے تھے، کہ انسانوں سے زیادہ اُنہیں قوت تھی، وہ انسانوں کو بھی پوجتے تھے، کہ وہ خدا کے اوتار تھے۔

غرض آپ پہلے مسلمان بادشاہ ہیں، جنہوں نے حملہ کرتے ہی ہندوستان میں ایک زلزلہ برپا کر دیا، صنم خانوں کو منہدم کیا، مسجدیں تعمیر کروائیں بہت سے سرکش اور متعصب بُت پرستوں اور مشرکوں کو تیغ کے گھاٹ اُتارا، الغرض

آپ کے آنے سے قائم ہوگئی بنیادِ دین
جس جگہ بُت خانہ تھا، اللہ کا گھر ہوگیا

اس کے بعد آپ نے ممالک ایران، توران، بدخشان اور خراسان کیطرف قدم بڑھایا، اور اُن کو زیر و زبر کرتے چلے گئے، اِن ممالک کا انتظام کرنے کے بعد آپ کابل لوٹ آئے، پٹھانوں اور مغلوں کے مختلف قبائل کے درمیان زمین تقسیم کرکے اُن کی حدیں مقرر کردیں، اور ہر ایک قبیلہ سے اپنی حد سے آگے تجاوز نہ کرنے کا حلفی وعدہ لیا، چنانچہ آجتک افغان اور مُغل آپکی مقررکردہ حدود پر قائم ہیں،

عمر کے آخری حصے میں آپ نے سلطنت کو خیرباد کہکر اپنے بڑے بیٹے شیخ یوسف کو ولی عہد بنادیا، اور خود ایک دَرّہ میں جو کابل سے تھوڑے فاصلہ پر تھا، اپنی عمر کے چند باقی لمحوں کو آقائے حقیقی کی یاد کے لئے وقف کرکے گوشہ نشینی اختیار کرلی۔

پیاری زندگی ہے زندہ دلِ شب خیز زاہد کی — اُسے تسبیح ہُو ہُو سے مزہ مستانہ آتا ہے

آپ کا مزار بھی اسی درہ میں ہے، یہ درہ فرخ شاہ کے نام سے مشہور ہے علاوہ صاحب سلطنت ہونے کے آپ اسدرجہ کے صاحب باطن تھے کہ عین حکومت و سلطنت کے وقت میں عوام و خواص آپ سے باطنی استفادہ کیا کرتے تھے۔

شیخ یوسف رح آپ اپنے باپ فرخ شاہ کے سلطنت کو ترک کر دینے کے بعد حکومت کی عنان اپنے ہاتھ میں لی، اور باپ کے جانشین ہوئے، آپ نہایت عادل، صالح اور دیندار تھے، آپ نے بھی باپ کی طرح آخری عمر میں سلطنت کے کاروبار سے سبکدوش ہوکر اپنے بیٹے کو اپنی حیات میں ہی مختار کر دیا تھا۔

شیخ احمد رح آپ نہایت متقی، عالم اور صاحب حال بادشاہ تھے، باپ کی طرح آپ نے بھی سلطنت چھوڑ دی، اور بیٹوں کو بھی اس بات کی نصیحت کی، آپ نے تھوڑا سا اثاثہ اپنے عیال و اطفال کے لئے رکھکر باقی تمام مال و اسباب فقراء کو بانٹ دیا، علاوہ اپنے والد کے آپ نے شیخ شہاب الدین سہروردی سے بھی استفادہ کیا، اور اُن سے خلافت پائی۔

شیخ شعیب رح باپ کے بعد خانقاہ کی خلافت آپ کو ملی، آپ درویش صورت فرشتہ خصلت اور نہایت صاحب کشف و تصرف تھے،

شیخ عبداللہ رح آپ اپنے والد کے مرید تھے، علاوہ ازیں آپ نے حضرت شیخ بہاء الدین زکریا سے استفادہ کیا، اور اُن سے خلافت حاصل کی۔

شیخ اسحٰق رح آپ صاحب حال، صادق اللہجہ، مستقل الفکر، حُرّ الضمیر اور آزاد گوشہ، مرید صرف اپنے والد کے تھے،

شیخ یوسف رح آپ اپنے زمانہ کے متقی اور عابد تھے، عبادت میں ہر وقت اور ہر ساعت ہمہ تن مشغول رہتے، ظاہری و باطنی ہر دو علوم کے جامع تھے، لوگ آپ سے دونوں علوم کا استفادہ کیا کرتے تھے۔

شیخ سلیمانؒ باپ کے بعد آپ کو خلافت ملی، بہت سی خلقت آپ سے مستفید ہوئی، آپ علم وفضل، حلم وعفو، زہد وتقویٰ اور احسان وکرم سے آراستہ اور موصوف تھے،

شیخ نصیر الدینؒ آپ اپنے زمانہ کے جید عالم اور بڑے مشائخ میں سے تھے آپ نے باطنی استفادہ اپنے والد اور مشائخ چشتیہ سے کیا،

امام رفیع الدینؒ آپ علوم ظاہر وباطن کے جامع تھے، اپنے والد ماجد کے خلیفہ اتم ہوئے، علاوہ باپ کے بہت سے مشائخ کبار سے آپنے استفادہ کیا، جنکی تعداد چار سو تک پہنچتی ہے، بعدہ آپ سید جلال الدین بخاری کے خلیفہ ہوئے جنہوں نے آپکے کمال زہد وتقدس کیوجہ سے آپکو اپنا امام نماز مقرر فرمایا تھا،

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے خاندان میں آپ ہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے ہندوستان میں سکونت اختیار کی، سرہند کی بنا بھی آپ ہی سے ہوئی،

سرہند کے مختصر حالات

وجہ تسمیہ اصل لفظ ہندی میں سہرند ہے، جس کے معنے بیشۂ شیر کے ہیں، جس مقام پر آج کل شہر سرہند واقع ہے، چونکہ یہاں قدیم زمانہ میں ایک خوفناک جنگل تھا، جس میں شیر اور درندے رہا کرتے تھے، اس لئے اس کا نام بھی سہرند یعنی بیشۂ شیر ہوگیا۔

یہ لفظ سہ اور رند سے مرکب ہے، سہ ہندی میں شیر کو کہتے ہیں، اور رند جنگل کو، کثرت استعمال سے سرہند ہوگیا، مگر سکہ عموماً سہرند ہی لکھتے ہیں۔

سرہند کی بنیاد کہتے ہیں، کہ ایک دفعہ سلطان فیروز شاہ خلجی کے عہد حکومت میں شاہی خزانہ لاہور سے دہلی جارہا تھا، جب شاہی عمال خزانہ لیکر اس جنگل سے

گزرے تو ان میں سے ایک شخص جو عارف اور صاحب حال تھا، اس نے اپنے کشف سے معلوم کیا، کہ اس جنگل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی ہجرت کے ہزار سال بعد ایک ولی اللہ پیدا ہوگا، جو امام وقت اور مجدد اسلام ہوگا، چونکہ باقی سب عمّال اس صاحب حال کے معتقد تھے، لہذا اس نے اُن سے اپنے کشف کا حال بیان کیا، اور کہا، کہ اگر یہاں شہر بنایا جائے تو بہت اچھا ہوگا، اس کے ہمراہیوں کو بھی وہاں کی آب و ہوا کا اعتدال، ندیوں کی کثرت، زمین کی تر و تازگی، قدرتی نظاروں کی دلچسپی وغیرہ امور پسند آئے، اس لئے سب نے اُس کی صدا کو لبیک کہا، اور حاکم وقت کو اس بات کا مشورہ دینے کیلئے آمادگی ظاہر کی،

علاوہ ازیں اس وحشتناک جنگل کے گرد و نواح میں کوئی شہر، کوئی قصبہ اور کوئی قریہ نزدیک نہ تھا، صرف ایک سامانہ شہر تھا، وہ بھی سرہند سے چوبیس [۲۴] میل کے فاصلے پر تھا، لوگ روپیہ داخل کرنے کے لئے وہاں جایا کرتے تھے، یہ سبب بھی اس جگہ ایک شہر کے بننے کا مقتضی تھا،

الغرض شاہی عمّال جو خزانہ پہنچانے جا رہے تھے، سب کے سب حاکم وقت سلطان فیروز شاہ کے مرشد سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں کی خدمت میں حاضر ہوئے، اُس مرد صالح کا مکاشفہ عرض کیا، وجوہات بھی پیش کئے، اور اس جگہ ایک شہر تعمیر کروانے کے لئے پر زور الفاظ میں درخواست کی، مخدوم جہانیاں نے ان لوگوں کی التماس کو قبول کیا، اور اس کار خیر کو سرانجام دینے کیلئے اپنے وطن سے سلطان کے پاس دہلی گئے، سلطان استقبال کرکے بڑی شان و شوکت اور بڑے ادب و احترام سے آپ کو شہر میں لایا، پہلی ہی مجلس میں آپ نے بادشاہ سے اس مطلب کا اظہار کیا، بادشاہ نے منظور کرکے اسی وقت حکم دیا، کہ فلاں مقام پر شہر آباد کیا جائے امام رفیع الدین کا بڑا بھائی خواجہ فتح اللہ جو بادشاہ کا وزیر تھا، اس کا نام

کے سرانجام دینے کے لئے مقرر ہوا، وہ فی الفور دو ہزار آدمی ہمراہ لیکر اس جنگل میں تشریف لے گئے، اور ایک مرتفع مقام پسند کرکے سب سے قبل قلعہ کی بنیاد رکھی اور تعمیر میں مصروف ہوئے، مگر حیرانی کی بات تھی، کہ جسقدر تعمیر کا حصہ دن کو تیار ہوتا، رات کو سب گر جاتا تھا، ہرچند اس کا تجسس کیا گیا مگر سبب دریافت نہ ہوا سراغ نہ لگا،

آخر بادشاہ کو اسکی اطلاع دی گئی، بادشاہ نے اپنے مرشد مخدوم صاحب سے عرض کیا، مخدوم صاحب نے اپنے امام نماز اور بڑے خلیفہ رفیع الدین کو جو وزیر بادشاہ خواجہ فتح اللہ کے چھوٹے بھائی تھے اس کام کی سربراہی کے لئے مامور فرمایا،

جب امام رفیع الدین اس مقام پر پہنچے، تو اپنے روحانی زور اور نور باطنی سے اس کی حقیقت حال اور اسکا سبب دریافت کیا، معلوم ہوا، کہ شاہی پیادے شاہ شرف بو علی قلندرؒ کو زبردستی مزدوروں میں شامل کرتے ہیں، وہ رات کو اپنے باطنی اثر سے دنکی تیار شدہ عمارت کو گرا دیتے ہیں، امام رفیع الدین نے اُن سے بہت معذرت کی، قلندر صاحب نے فرمایا، کہ میں آپکے ہی بلوانے کے لئے ایسا کرتا تھا، کیونکہ آپکی نسل سے خدا کا ایک برگزیدہ بندہ پیدا ہونیوالا ہے، جو اپنے وقت میں سرزمین ہندوستان سے کفر و شرک کی ظلمت کو دور کریگا،

الغرض دونوں صاحبوں نے بلکرت ۷۶۱ھ میں قلعہ کی بنیاد رکھی، جو کچھ مدت بعد تیار ہوگیا، بعد ازاں شہر کی تعمیر کا کام بھی شروع کیا گیا، جو ایک قلیل ہی عرصہ میں اختتام کو پہنچ گیا۔

دیا اس سرزمین کو حق نے کیسا رتبہ والا
کہ ہر ذرّہ بنا آئینۂ اسرار عرفانی

تعمیر کا کام مکمل ہونے کے بعد شہر کی آبادی بڑھنی شروع ہوگئی، حتیٰ کہ یہ ایک نہایت

پُر رونق مقام بن گیا، بالخصوص دہلی سے لاہور اور کابل جانیوالے مسافروں کے قیام کرنے کی وجہ سے اس کی رونق دوبالا رہتی تھی،

شاہجہان بادشاہ کے عہد تک اس کی آبادی ترقی پر رہی، وہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمتہ کا مرید اور نہایت معتقد تھا اُس نے اپنے عہد حکومت میں یہاں ایک عالیشان محل اور باغ تعمیر کرایا تھا،

جب سلطان اورنگ زیب عالمگیر تسخیر ممالک دکن میں مصروف ہوگیا، تو پیچھے سکھوں نے لوٹ مار کر کے اس شہر کو اُجاڑ دیا، اس کے معموروں کو پھر ویرانوں سے بدل دیا، اب کچھ کچھ آبادی باقی ہے، ہر سال چھبیس ۲۶ صفر سے اٹھائیس ۲۸ صفر تک حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمتہ کا عرس ہوتا ہے، ہزار ہا برگزیدہ بزرگ جمع ہو کر فیض حاصل کرتے ہیں، عرس سے ایک ماہ قبل کئی سو حافظ کلام اللہ شریف پڑھنا شروع کرتے ہیں، اور متواتر عرس کے آخری دن تک پڑھتے رہتے ہیں، غالباً کئی ہزار قرآن شریف ختم کرتے ہیں۔

یہ شہر دہلی اور لاہور کے وسط میں واقع ہے۔

شیخ حبیب اللہؒ | آپ امام رفیع الدینؒ کے فرزندوں میں سے تھے، باپ کے بعد امام صاحب کی خانقاہ کی خلافت آپ کو ملی، آپ اپنے زمانہ کے ولی اور مشاہیر میں سے تھے،

شیخ محمدؒ | آپ شیخ حبیب اللہؒ کے خلف ارشد تھے، آپنے باطنی استفادہ اپنے والد بزرگوار سے کیا، باپ کے انتقال کے بعد خلیفہ مقرر ہوئے، سرہند کی ظاہری و باطنی ریاست آپ کے سپرد ہوئی۔

شیخ عبدالحیؒ | آپ شیخ محمدؒ کے فرزند اور سجادہ نشین تھے، اپنے وقت کے جنید عالم تھے، عوام الناس کو راہ راست پر لانے کے لئے ہر دم اور ہر لحظہ اور

ہر وقت ساعی و کوشاں رہتے۔

شیخ زین العابدین رح آپ شیخ عبدالحی رح کے بڑے بیٹے اور خلیفہ تھے، اپنے زمانہ کے شیخ اور ظاہری و باطنی علوم کے جامع تھے، لوگ آپ سے دونوں علوم کا فائدہ حاصل کرتے تھے،

مخدوم شیخ عبدالاحد قدّس سرّہ العزیز

آپ امام ربّانی حضرت مجدد الفِ ثانی علیہ الرحمتہ کے والد ماجد اور پیرِ طریقت ہیں ظاہری علوم آپنے اوائل رُبعان میں حاصل کئے۔

آپکی شیخ عبدالقدوس گنگوہی رح سے بیعت

عین عالمِ شباب میں آپکو جاذبۂ الٰہی اور عشقِ خداوندی نے حضرت قطبِ عالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی چشتی کی خدمت میں پہنچایا، جہاں آپنے باطنی سلوک ختم کیا، گو آپ کو آباؤ اجداد سے سُہروردیہ خلافت حاصل تھی، پھر بھی سلوکِ چشتیہ شیخ کی خدمت سے حاصل کیا، ظاہری علوم میں چونکہ چند ایک کتابیں باقی رہ گئی تھیں، لہٰذا شیخ صاحب نے آپ کو حکم دیا، کہ وہ بھی ختم کر کے آؤ، حضرت مخدوم نے عرض کیا، کہ اگر اس وقت تک آپ کی زندگی نے وفا نہ کی، تو میں کس کی طرف رجوع کرونگا؟

حضرت مخدوم کی شیخ رکن الدین رح سے خلافت

شیخ صاحب نے اپنے خلیفہ اور قائم مقام بلکہ اپنے وقت کے قطب شیخ رکن الدین کی طرف اشارہ کیا۔

اس کے بعد حضرت مخدوم تحصیلِ علومِ دینیہ میں مشغول ہوگئے، ابھی فارغ ہونے نہ پائے تھے، کہ شیخ کے وصال کی حسرت ناک خبر ملی، پھر کیا تھا، دل تنور کی طرح درد و حسرت سے بھڑک اٹھا، آہوں سے پُر، فریادوں سے معمور

اور شورشوں سے لبریز ہو گیا، آنکھیں ندیوں کی طرح بہنی شروع ہو گئیں، روح کے اضطراب اور بیقراری کی کوئی حد باقی نہ رہی، بزبانِ حال پکار رہے تھے کہ ؎

اک میری ہی پریشانی قسمت لکھکر
نہ کیا کاتبِ تقدیر نے دفتر اپنا

چونکہ تحصیل علوم سے فارغ ہونے میں ایک بہت ہی قلیل مدت رہ گئی تھی، اس لئے عین فارغ ہونے کے وقت آپکو شیخ کی وفاتِ حسرت آیات کی خبر پہنچنا یہ ایک نہایت ہی تکلیف دہ اور ناقابل برداشت رنج والم کے پیدا کرنے والی خبر تھی فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپکو شیخ کی خدمت میں حاضر ہونے کا بیحد شوق تھا بہت سی امیدیں اور آرزوئیں دل میں تھیں، مگر اس حسرت ناک اُنکی خبر کے سنتے ہی سب خاک میں مل گئیں ؎

قسمت تو دیکھنا کہ کہاں ٹوٹی ہے کمند
دو چار ہاتھ جب کہ لب بام رہ گیا

اس جانکاہ حادثہ کا صدمہ حضرت مخدوم صاحب پر بہت پڑا، ہر وقت یہی کہتے، کہ کاش! میں تعلیم سے چند یوم پہلے فارغ ہو گیا ہوتا، کاش! میں نے اپنی دلی آرزوؤں کو پورا کر لیا ہوتا، مگر افسوس ؎

صبح تک تو نے نہ چھوڑی وہ بھی او بادِ صبا
یادگارِ رونقِ پروانہ تھی محفل کی خاک

آخر صبر سے کام لیا، اور تکمیل تحصیل کے بعد کئی سال مختلف شہروں کی سیاحت کرتے ہوئے شیخ قدس سرہٗ العزیز کے آستانہ پر حاضر ہوئے، شیخ رکن الدین کو شیخ قدس سرہٗ العزیز حضرت مخدوم کی تعلیم کے متعلق ہدایت فرما گئے تھے، انہوں نے اس کے بموجب آپ کا کمال اعزاز کیا، بہت جلد فیوض و برکات سے بہرہ یاب

کرا کے آپکو طریقۂ قادریہ اور چشتیہ، صابریہ کا خرقۂ خلافت عنایت فرمایا۔ غرض حضرت مخدوم نے سلوک باطنی میں سے جو کچھ باقی رہ گیا تھا، وہ شیخ رکن الدینؒ سے پورا کیا

حضرت مخدوم کی شاہ کمالؒ کیتھلی سے خلافت

شاہ کمال کیتھلی اکثر قصبہ پائل میں مقیم رہتے تھے، جو سرہند سے بارہ میل کے فاصلہ پر ہے، آپ اعلیٰ پایہ کے قادری شیخ تھے چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمتہ ان کی شان میں فرماتے ہیں،

جب طریقہ قادریہ کے حالات کا کشف ہوتا ہے، تو غوث الثقلینؒ کے بعد شاہ کمالؒ جیسا کوئی شخص نظر نہیں آتا۔

کیفیت ملاقات

حضرت مخدومؒ اور شاہ کمالؒ کی کیفیت ملاقات یوں ہے، کہ ایک روز حضرت مخدوم شیخ عبد القدوسؒ کے خلیفہ شیخ جلال تھانیسریؒ کے پاس بیٹھے تھے، کہ ایک شخص سیاہ لباس پہنے ہوئے خانقاہ میں آیا، شیخ صاحب نے سپاہی سمجھکر اُس سے شاہی فوج کے حالات پوچھنے شروع کئے، شاہ کمال کیتھلی بھی وہاں موجود تھے، وہ شیخ صاحب کے اس سوال سے ناراض ہوئے اور فرمانے لگے، کہ شیخ صاحب میں تو آپ کو درویش سمجھکر آپکے پاس آیا تھا لیکن آپ تو بادشاہ کے متصدی نکلے، چونکہ شیخ جلال نہایت حلیم و خلیق تھے اس لئے شاہ کمال سے معافی مانگنے لگے۔

حضرت مخدومؒ نے جب شاہ کمال میں جذبہ اور بے تعلقی کے آثار دیکھے، تو بے اختیار اُنکی ہمنشینی کی طرف مائل ہوئے، اُٹھتے وقت حضرت مخدوم نے شاہ کمال سے اُنکا نام و مقام پوچھا، شاہ کمال نے فرمایا، کہ مجھے کمال کہتے ہیں، میں اکثر قصبہ پائل میں رہتا ہوں، جو سرہند سے بارہ میل کی مسافت پر ہے۔

حضرت مخدوم چند روز بعد پائل میں شاہ کمالؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے

اور شاہ صاحب کی خدمت سے بہت سے فیوض و برکات بالخصوص نسبت فردیت حاصل کی، اور سلوکِ قادریہ بھی طے کیا، شاہ کمال اور حضرت مخدوم میں بہت محبت ہوگئی تھی، چنانچہ اکثر اوقات شاہ کمال معہ عیال و اطفال سرہند میں آکر حضرت مخدوم کے گھر کئی کئی روز رہتے، نسبتِ فردیت کے متعلق حضرت مجدد علیہ الرحمۃ مبدء معاد میں فرماتے ہیں، کہ

"فردیت کی نسبت مجھے اپنے والد بزرگوار سے حاصل ہوئی، اور انہیں ایک مردِ خدا صاحبِ جذبہ سے"۔

یہاں پر مردِ خدا سے مراد شاہ کمال کیتھلی ہی ہیں۔

شیخ اللہ دادؒ سے ملاقات حضرت مخدوم نے کابل سے بیکر بنگالہ تک کی سیاحت فرمائی ہے، شہر رہتاس میں ایک نہایت معمر صاحبِ حال مردِ خدا اللہ داد نام رہا کرتے تھے، جنہوں نے اپنے زمانہ کے بہت سے مشائخ کی زیارت و ملاقات کی تھی، حضرت مخدوم دورانِ سیاحت میں اُنکے پاس پہنچے، اور کچھ عرصہ اُن کے پاس رہ کر بہت سے فیوض و برکات حاصل کئے،

سید علی قوام نظامیؒ سے ملاقات ایک دفعہ حضرت مخدوم جونپور گئے، وہاں پر سید علی قوام نظامیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے، جو صاحبِ جذبہ، صاحبِ سُکر، صاحبِ وجد اور صاحبِ سماع تھے، آپکا سلسلہ چشتیہ تھا، اور تین واسطوں سے شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی سے ملتا تھا۔ حضرت مخدوم نے آپ کی خدمت سے بہت کچھ فوائد حاصل کئے،

شیخ برہانؒ سے استفادہ نیز حضرت مخدوم نے بنگالہ میں شیخ برہان سے ملاقات کی، جو عموماً شب کو بیدار رہ کر تمام شب آقائے حقیقی کے آگے گریہ و زاری اور توبہ و استغفار میں گزار دیا کرتے تھے، حضرت مخدوم نے ان سے بھی

استفادہ کیا۔

شیخ عبدالغنیؒ سے ملاقات علاوہ ازیں حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ نے شیخ عبدالغنیؒ سے جو معتبر مشائخ سے تھے، ملاقات کی، اس ملاقات کا اتفاق یوں ہوا، کہ ایک روز حضرت مخدوم نے سُنا، کہ شیخ عبدالغنی نے ایک درویش کو معرفت کی، کوئی ایسی بات تبلائی، جس کی وہ تاب نہ لاکر مرگیا، حضرت مخدوم شیخ کی ملاقات کی جستجو میں تھے، کہ اُن سے ملکر پوچھیں، کہ وہ بھید اور راز کون سا تھا، جس سے درویش کا کام تمام ہوگیا؟

ایک مدت کے بعد شیخ عبدالغنی اتفاق سے سرہند آنکلے، حضرت مخدوم کو جب شیخ صاحب کے آنے کی اطلاع ہوئی، تو انہیں اپنے گھر لاکر ٹھہرایا، اور عرض کی حضور! وہ کیا بات تھی، جس نے درویش کا کام تمام کر دیا؟ شیخ صاحب نے فرمایا کہ میں نے تو صرف یہ کہا تھا، کہ یہ تمام عالم جو دکھائی دیتا ہے، یہ حقیقی پروردگار کی ذات واحد ہے، جو وحدت سے کثرت میں آئی ہے، چونکہ وہ سادہ لوح تھا اس لئے وہ اس بات کی تاب نہ لاکر مرگیا۔

کرامات حضرت مخدوم سے بہت سے خوارق و کرامات ظہور میں آئے چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اپنے مکتوبات کی پہلی جلد میں فرماتے ہیں، کہ ہمارے والد بزرگوار کی خدمت میں بہت سے لوگ آیا کرتے تھے، اور کہا کرتے تھے، کہ ہمنے آپ کو مکہ معظمہ میں دیکھا ہے، کوئی کہتا، کہ میں نے بغداد میں دیکھا ہے، اور اپنی آشنائی جتلاتے، لیکن والد صاحب فرمایا کرتے تھے، کہ یارو! میں تو کبھی اپنے گھر سے باہر نہیں نکلا، اور تم کہتے ہو، کہ ہم نے فلاں شہر میں دیکھا ہے، اور آشنا بنتے ہیں، یہ کس قسم کی تہمت مجھ پر لگاتے ہو۔

اسی طرح خواجہ ہاشم کشمی جنہوں نے زبدہ مقامات برکات احمدیہ لکھی ہے،

قیوم ثانی حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ سے نقل کرتے ہیں، کہ آپنے فرمایا، کہ ایک روز حضرت مخدومؒ کا سچا مخلص جب آپ کے حجرے میں داخل ہوا، تو کیا دیکھتا ہے کہ حضرت مخدوم کے تمام اعضاء الگ الگ پڑے ہیں، اُس نے خیال کیا کہ شاید کسی دشمن یا کسی چور سے یہ حرکت سرزد ہوئی ہے، بے اختیار روتا پیٹتا باہر نکل آیا، لوگوں کو خبر کی، لوگ اندر گئے، تو دیکھتے کیا ہیں کہ حضرت مخدومؒ صحیح و سالم زندہ تسبیح و تہلیل میں مشغول اپنی مسند پر مراقبہ کئے بیٹھے ہیں۔ لوگ فوراً قدموں پر گر پڑے، حضرت مخدومؒ نے فرمایا، جب تک ہم زندہ رہیں، یہ راز ظاہر نہ کرنا۔

طریقہ حضرت مخدوم اکثر طریقہ نقشبندیہ کی تعریف کیا کرتے اور فرمایا کرتے تھے، کہ کشفی نگاہ سے معلوم ہوتا ہے، کہ یہ طریقہ مرکز اور شاہراہ پر واقع ہے لیکن ہماری نگاہ میں کوئی اس طریقے کا صاحب نہیں، جس کی ہمنشینی سے اس طریقہ کی برکتیں حاصل کی جائیں۔

عقائد آپ اصولاً و فروعاً حضرت شیخ اکبرؒ کے متبع اور انہیں کے عقائد کے مقلد تھے، اُن کے کلام کے دقائق اور اسرار کے بیان میں آپ ید طولیٰ رکھتے تھے، مسئلہ وحدت الوجود کی تفہیم وجودی طریقہ سے کرتے اور فرماتے، کہ ہمارا حال و مشرب یہ ہے، کہ جو کچھ نظر آرہا ہے، واحد حقیقی ہے، جو بعنوان کثرت نمودار ہوا ہے،

سب سے تعجب خیز امر تو یہ ہے، کہ باوجودیکہ حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ کا مشرب وحدت الوجود تھا، اور اس مقام کے سخت مغلوب الحال تھے، لیکن پھر بھی کتاب و سنت نبویہ سے بال بھر تجاوز نہیں کرتے تھے، جس درویش کو ذرا بھی خلاف شریعت پاتے، اُسکی صحبت کو فوراً ترک کردیتے، اور ہرگز اس کے ولی ہونے کا اعتبار نہ کرتے۔

مریدین و تلامذہ آپ کے ہزاروں مرید اور صدہا شاگرد تھے، آپکو ظاہری

علوم میں ید بیضاء حاصل تھا، گویا اپنے زمانہ کے امام تھے، علمائے وقت آپ کو اپنا اُستاد مانتے تھے، چنانچہ علماء و فقراء کے پیشوا شیخ میرک لاہوری جو شہزادہ داراشکوہ کے اُستاد اور شطحیات و سفینۃ الاولیاء وغیرہ کے مصنف تھے، علم ظاہری و باطنی میں آپ کے شاگرد تھے، بعض اوقات آپ لوگوں سے ایسے ایسے اسرار و معارف بیان کیا کرتے تھے، کہ بڑے بڑے علماء اُسکے سمجھنے میں حیران اور ششدر رہ جاتے،

تصانیف علم شریعت و طریقت میں آپنے کئی رسالے تصنیف کئے، ان میں سے اسرار التشہد اور کنوز الحقائق مشہور ہیں، اُن کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو کچھ حِکَم و دقائق اور اسرار و حقائق آپ نے اُنہیں لکھے ہیں، سب القائی ہیں، حقیقت تو یہ ہے، کہ ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ

افضلیت ہے ہدایت کے سبب
نہ عزت نہ وجاہت کے سبب

وفاتِ حسرت آیات ایک نہ ایک دن موت سب پر آنیوالی ہے دنیا میں کوئی بھی ایسی ہستی نہیں، جو فنا کا شکار ہونے والی نہ ہو، بڑے بڑے آئے، مگر کوئی بھی اس کے آہنی پنجہ سے محفوظ و مامون نہ رہ سکا، ؎

تھا کونسا نخل جس نے دیکھی نہ خزاں
وہ کون سے گُل کھلے جو مُرجھا نہ گئے

جب ہندوستان کے مفلس مسلمانوں کے اندھیرے گھر کے اس چراغ کے گُل ہونے کا وقت آیا، تو سوائے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے کوئی بھی ایسا شخص موجود نہ تھا، جو اس کے فیضانِ ضو بخش سے پورے طور پر فیضیاب ہونے کا مستحق اور حقیقی طور پر خلف کہلانے کا حقدار ہوتا۔

چنانچہ وفات سے قبل آپنے سلسلہ چشتیہ، قادریہ اور سُہروردیہ کی نسبت جو آپکو حاصل تھی، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمتہ کو اِنفا کی، اور اپنی خانقاہ کی خلافت بھی اُنہی کو عنایت فرمائی۔

وفات سے پہلے آپ عاشقِ نیم جان کی طرح بستر پر پڑے مولائے حقیقی کی یاد میں کچھہ ایسے مشغول تھے، کہ معلوم دیتا تھا کہ محبوب کی ملاقات کے ہر ساعت ہر لحظہ منتظر ہیں، ہر وقت یہی زبان پر جاری رہتا، کہ اے مولا! تیری ہی یاد میں خاتمہ ہو، اے آقا! تن سے روح کی جدائی کے وقت تیرا ہی نام وردِ زبان ہو ؎

جانِ عاشق تن سے جب آزاد ہو
منہ میں کلمہ دِل میں تیری یاد ہو

جب آپ کا اخیر وقت آیا، تو آپنے کئی مرتبہ ارشاد فرمایا، کہ بات وہی ہے، جو شیخ عبدالقدوسؒ نے فرمائی تھی، آپکے صاحبزادہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہُ العزیز اس وقت حاضر تھے، اُنہوں نے آپ سے دریافت فرمایا، کہ حضور! وہ کیا بات ہے؟ آپنے فرمایا "حقیقت حق سبحانہٗ وتعالیٰ ہستی مطلق ہے، لیکن پیاس کو یہہ محجوبوں کی آنکھہ پر ڈالکر اُنہیں دُور و مہجور رکھتا ہے"۔

آپنے عرض کیا، کہ حضور مجھکو کچھہ وصیت فرمائیے، فرمایا، بس تمہیں یہی وصیت کرتا ہوں، اور میں اہلبیت کی محبت میں سرشار اور بحرِ نعمت میں مستغرق ہوں ؎

الٰہی بحقِ بنی فاطمہ | بر قولِ ایمان کنی خاتمہ

الغرض ۱۷ رجب ۱۰۱۲ھ کو اُسی سال کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے اس دارِ فانی کو خیرباد کہکر دارِ ابدی کیجانب کُوچ کرکے محبوب حقیقی سے جا ملے ؎

جان گئی جاناں کے جو یا کے پاس
پہنچا مریض اپنے مسیحا کے پاس

آپ کا مزار شریف سرہند میں شمال کی جانب ایک میل پر واقع ہے، آپ کی تاریخ وصال میں کسی شخص نے حسب ذیل قطعہ کہا ہے ؎

آں شیخ کہ بود اعلم اندر فن
جانشش گہر سرّ ازل را معدن
چوں شیخ زمانہ بود در علم و عمل
تاریخ وصال او بگو شیخ زمن

حضرت مخدومؒ کی اولاد | حضرت مخدوم کی شادی ضلع بلند شہر کے ایک قصبہ میں ایک بزرگ زادی سے ہوئی تھی، جن کے بطن سے سات صاحبزادے تولّد ہوئے، حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ منجملے فرزند تھے، تین آپ سے عمر میں بڑے تھے اور تین چھوٹے یہ سبکے سب عالم اور کامل ولی تھے، ان سب کے دائرے کا مرکز حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ ہیں۔

مقدمہ

ضرورت مجدّد

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجدّدِ دین کی بعثت اور اُن کے ظہور کے متعلق ارشاد فرمایا ہے، کہ

اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ	اللہ تعالےٰ اس اُمت کی اصلاح کے لئے
عَلٰی رَاْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ	ہر صدی کے سر پر مجدد بھیجتا رہے گا
مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا (اخرجہ ابوداؤد)	جس کا کام دین محمدی کی تجدید کرنا ہوگا

اس حدیث کے راوی حضرت ابوہریرہ ہیں، اس کو ابوداؤد نے بیان کیا ہے، اور جلال الدین سیوطی مرقاۃ الصعود میں لکھتے ہیں کہ

اِتَّفَقَ الْحُفَّاظُ عَلٰی تَصْحِیْحِہٖ	حفاظ حدیث اس کی صحت پر اتفاق رکھتے ہیں

چنانچہ متقدمین میں سے حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے مدخل میں اس کا ذکر کیا ہے، اور متاخرین میں سے ابوالفضل عراقی اور حافظ ابن حجر شافعی بھی اس کی صحت کے قائل ہیں،

اب یہاں پر کئی سوال پیدا ہوتے ہیں، اول یہ کہ تجدید دین سے کیا مراد ہے؟ دوم یہ کہ مجدد کون ہوسکتا ہے؟ سوم یہ کہ کیا مجدد کا شروع ہی صدی میں آنا ضروری ہے، یا وسط اور آخر میں بھی آسکتا ہے؟ چہارم یہ کہ کیا ایک وقت میں ایک ہی مجدد ہوسکتا ہے، یا کہ متعدد بھی؟ وغیرہ وغیرہ

ان سوالات کے جواب علی حسب المدارج درج کئے جاتے ہیں۔

تجدید دین | تجدید دین سے مراد کتاب و سنت کے عمل کو جو مرور زمانہ سے مندرس ہوکر مٹ چکا ہو، از سر نو زندہ کرنا، لوگوں کے غلو کو روکنا، جہلاء کی تاویلوں کی نفی کرنا اور حق و باطل میں تمیز دکھانا ہے، جو یہ نہ کرے، وہ کیسا ہی فاضل ہو، عابد ہو، فقیہ ہو، صاحب دل ہو، صاحب مکاشفہ ہو، مجدد نہیں ہوسکتا۔[1]

مجدد کون ہوسکتا ہے؟[2] | مجدد کیلئے ضروری ہے، کہ وہ علم و فضل میں شہرہ آفاق ہو، دین میں شناسائیہ ہو، علوم ظاہریہ و باطنیہ میں یکتائے روزگار ہو

---

[1] مجالس الابرار، مجلس ثالث و الثمانون اور حجج الکرامہ فصل بعثت مجددین میں تجدید دین کے یہی معنی لکھے ہیں، ۱۲ منہ رح

[2] علاوہ مذکورہ دو کتابوں کے عون المعبود حاشیہ سنن ابوداؤد میں ابن الاثیر، طیبی وغیرہما سے مجدد کی یہی تعریف لکھی ہے ۱۲ منہ رح

حامی سنّت ہو، قامع بدعت ہو،

- مجدد کا پتہ اُس کی دینی خدمات سے چلتا ہے، اُس کے ہم عصر علماء قرائن اور ظنِ غالب سے اُس کی دینی خدمات، اُس کے علم و فضل کو دیکھکر اُس پر مجددیت کا فتوےٰ لگا سکتے ہیں۔

قیدِ راس بعض محققین کی یہ رائے ہے، کہ حدیث میں راس کی قید اتفاقی ہے، مجدد صدی کے اوّل آخر اور درمیان میں بھی آسکتا ہے۔

لفظ مَن کا اطلاق یہاں یہ بتلا دینا بھی غیر محل نہ ہوگا، کہ لفظ مَن کا اطلاق واحد اور متعدد دونوں پر ہو سکتا ہے، یہ قطعی طور پر لازمی نہیں کہ مجدد ایک صدی میں ایک ہی ہو، بلکہ ایک سے زائد بھی ہو سکتے ہیں، بہرحال ہر صدی میں ایک مجدد کا وجود ضروری ہے،

مجددِ الفِ ثانی

ان ابتدائی مراحل کو طے کرنیکے بعد اب یہ ثابت کرنا ضروری ہے، کہ الفِ ثانی کے مجدد حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی علیہ الرحمۃ ہیں۔

آپکا ظہور جیسا کہ افتتاحیہ میں مجملاً بتایا گیا ہے، اور آئندہ انشاء اللہ مفصلاً لکھا جائیگا، ہندوستان میں ایک ایسے نازک موقعہ میں ہوا، جبکہ کفر و شرک ضلالت و گمراہی، فسق و فجور کا دَور دَورہ تھا، لوگ دین اسلام سے منحرف ہو رہے تھے آپنے آکر آوازۂ توحید کو پھر بلند کیا، کفر و بدعت اور فسق و فجور کی ظلمت کو دور کیا، یہ دینی خدمت بڑے زور سے آپ کے مجدد ہونے پر دلالت کرتی ہے، علاوہ ازیں علمائے وقت نے بھی آپکو مجدد مانا ہے، بلکہ انہیں سے اکثر تو آپکے

لہ جیسا کہ اسی کتاب کے مختلف مقامات بالخصوص تجدید کے سالوں میں مذکور رہے، اور اُن علماء و مشائخ

حلقہ ارادت میں داخل ہوئے، اور آجتک کیا عوام اور کیا خواص، کیا علماء اور کیا مشائخ، سب آپکو مجدد الف ثانی مانتے چلے آئے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں آپکی شان میں جو کچھ لکھا ہے، وہ مندرجہ بالا دعوے کا بڑے زور سے موید ہے میرے خیال میں اس کے بعد آپ کے متعلق کسی بزرگ کے قول کے نقل کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی، حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں، کہ

شیخ مجدد از ناصیں ایں دورہ اند	شیخ مجدد علیہ الرحمۃ اس دورہ کے پیش خیمہ
و بسا معارف مختصۂ ایں دورہ	ہیں، اس دورہ کے بہت سے معارف اور
کہ از زبان شیخ بطریق رمز و	علوم شیخ کی زبان مبارک سے صادر
ایما سر زدہ، و شیخ قطب ارشاد	ہوئے ہیں، شیخ اس دورہ کے قطب
ایں دورہ است، و بر دست وے	ارشاد ہیں، آپکے ہاتھوں پر بہت سے
بسیارے از گمراہان بادیۂ طبیعت	طبعی گمراہ اور بدعتی تائب ہوئے ہیں
و بدعت خلاص شدہ اند۔۔۔۔۔	حضرت شیخ مجدد علیہ الرحمۃ کی تعظیم عین
تعظیم شیخ تعظیم حضرت مدور	مدور ادوار اور مکون کائنات (یعنی حق سبحانہٗ
ادوار و مکون کائنات است	تعالےٰ) کی تعظیم ہے، حضرت شیخ کے
و شکر نعمت حضرت شیخ شکر	نعماء و برکات کا شکریہ عین ایزد متعال
نعمت مفیض او ست تعالیٰ	کا شکریہ ہے،

و تقدس الخ (کلمات طیبات صفحہ ۱۶۲ مکتوب ہفتم)

حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید دہلوی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے تحدیث نعمت کے طور پر فرمایا ہے، کہ میں ایک دفعہ جمال جہاں آرا حضرت سرور کائنات

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۱ سے حلقہ ارادت میں داخل ہونے کی مفصل کیفیت بھی درج ہے ۱۲ منہ رح

علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات سے مشرف ہوا، وہ اس طرح پر کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پہلو میں لیٹا ہوا ہوں، اور آپکا سانس مبارک مجھکو پہنچ رہا ہے، اور پیرزادگان سرہندی بھی وہاں موجود ہیں، اس اثنا میں مجھے پیاس معلوم ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے ایک کو پانی لانے کا حکم فرمایا، میں نے عرض کیا، حضرت یہ تو میرے پیرزادے ہیں، آپنے فرمایا، میرے حکم کی امتثال کرتے ہیں، وہ عزیز پانی لے آئے، اور میں نے خوب سیر ہو کر پیا، پھر میں نے عرض کیا، کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے حق میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا کہ اُن جیسا میری اُمت میں دوسرا کون ہے، پھر میں نے عرض کیا، کہ حضور اُن کے مکتوبات آپکی نظر مبارک سے گذرے ہیں؟ آپنے فرمایا، تمہیں کچھہ یاد ہے، تو پڑھو، میں نے یہ عبارت پڑھ سُنائی، اِنَّہٗ تَعَالٰی وَرَاءَ الْوَرَاءِ ثُمَّ وَرَاءَ الْوَرَاءِ[1] آپنے اسکو بہت پسند فرمایا، اور نہایت خوش ہوئے، پھر میں نے دوبارہ یہی عبارت پڑھی، پھر آپنے بہت زیادہ تحسین فرمائی، اور یہ حالت بہت دیر تک جاری رہی انتہیٰ

مزید براں خود حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے بھی اپنے مکتوبات شریف میں اپنے مجدد ہونیکا ذکر فرمایا ہے، ملاحظہ ہو۔

ایں علوم مقتبس از مشکوٰۃ انوار نبوت	یہ علوم نبوت کے انوار کے مشکوٰۃ
اند علیٰ اربابہا الصلوٰۃ والسلام	سے حاصل ہوتے ہیں، جو دوسرے ہزار
والتحیۃ کہ بعد از تجدید الف ثانی بہ	کی تجدید کے بعد وراثت کے طور پر تازہ
تبعیت و وراثت تازہ گشتہ اند	ہوگئے ہیں، اور ترو تازگی سے ظہور پایا ہے

[1] یعنی اللہ تعالیٰ پرے سے پرے بلکہ اور بھی پرے سے پرے ہے، اسے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم، پنجابی میں اسکو کسی نے نہایت عمدہ پیرایہ میں بیان کیا ہے، سو اُتنے ناوں اُتوں اُتے، پریوں پرے پریر سے

و بعد از وے ظہور یافتہ صاحب
این علوم و معارف مجدد این الف
است .... و بدانند کہ
بر سرِ ہر مائۃ مجددے گذشتہ
است، امّا مجددِ مائۃ دیگر است
و مجددِ الف دیگر، چنانچہ درمیان
مائۃ و الف فرق است، درمیان
مجددین اینہا نیز ہمان قدر فرق
است، بلکہ زیادہ ازان، و مجدد
آن ست کہ ہرچہ دران مدت
از فیوض بامتان برسد بتوسط
او برسد، اگرچہ اقطاب و اوتاد
آن وقت بودند و بدلا و نجبا باشند الخ

ان علوم و معارف کا صاحب اس ہزار کا
مجدد ہے .... اور جاننا چاہیے
کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد گذرا ہے
ہاں! مجدد صدی کا اور ہے، اور مجدد ہزار
کا اور، جیسا کہ سو اور ہزار میں فرق ہے
اسی کے مطابق صدی اور ہزار کے مجددوں
میں فرق ہے، بلکہ اس سے بڑھکر
اور مجدد وہ ہے، کہ اُس زمانہ میں
جس قدر فیض اُمتوں کو پہونچتا ہے
وہ اُسی مجدد کے توسّط سے پہنچتا ہے
خواہ اُس زمانہ کے قطب، اوتاد
ابدال اور نجبا بھی کیوں نہ ہوں

(مکتوباتِ شریف جلد ششم دفترِ دوم مکتوب چہارم)

ان عبارات کے بعد ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے ظہور کے واقعات شروع کئے جائیں۔

آپکے ظہور کے متعلق اولیائے سابقین کی بشارتیں

آپکے عالمِ قدس سے عالمِ امکان میں تشریف لانیکے متعلق بہت سے اولیاء اللہ صلحا سے امت اور عارفانِ الٰہی نے اپنے کشفوں اور سچّی خوابوں کی بنا پر بشارتیں دی تھیں، جنکا تذکرہ آپ کی ولادت کے ذکر سے قبل ضروری معلوم ہوتا ہے

لہذا وہ اجمالاً درج ذیل ہیں۔

حضرت غوث اعظم رح کا کشف اور آپکی وصیت

ایک روز حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کسی جنگل میں بیٹھے مراقبہ فرما رہے تھے کہ یکایک آسمان سے ایک نور ظاہر ہوا، جس سے تمام عالم منور ہوگیا، آپکو اس وقت القا ہوا، کہ آپکے پانسو سال بعد جبکہ عالم میں ضلالت وگمراہی اور شرک و بدعت کا دَور دورہ ہوگا، اسوقت ایک بزرگ وحید امت پیدا ہوگا، وہ دنیا سے الحاد و زندقہ اور شرک و بدعت کا نام ونشان مٹا دیگا، دین محمدی کی تجدید کرکے اس کو نئے سرے سے تازگی بخشے گا، اس کی صحبت کیمیائے سعادت ہوگی، اس کے فرزند اور خلفاء بارگاہِ احدیت کے صدر نشین ہونگے۔

اس القاء کے بعد محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے اپنے خاص خرقہ کو اپنے کمالات سے مملو کرکے بطور امانت اپنے صاحبزادہ سید تاج الدین عبدالرزاق رح کے حوالہ کیا، اور وصیت فرمائی، کہ جب اس بزرگ کا ظہور ہو، تو یہ میری طرف سے اُن کو دیدینا، چنانچہ اسوقت سے صاحبزادہ علیہ الرحمۃ کی اولاد میں وہ خرقہ یکے بعد دیگرے بطور امانت چلا آتا رہا، آخر شاہ کمال رح کے پیر شاہ سکندر رح نے تجدید کے دوسرے سال وہ خرقہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پہنچایا، جسکا تذکرہ انشاء اللہ تجدید کے سال دوم میں آئیگا۔

حضرت شیخ احمد جام رح کا ارشاد

مقامات شیخ الاسلام احمد جام میں مذکور ہے، کہ شیخ قدس سرہ العزیز نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد سترہ آدمی میرے ہمنام پیدا ہونگے

ملہ یہ واقعہ روضۃ قیومیہ میں لکھا ہے۔ ۱۲

اُن میں سب سے آخری شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے ہزار سال بعد ظاہر ہوگا، جو سب سے افضل ہوگا،

شیخ کے فرزند شیخ ظہور الدین قدس سرہ العزیز نے اپنی کتاب سوز العاشقین میں لکھا ہے، کہ آخر عمر تک میرے باپ کے ہاتھ پر چھ[ل] لاکھ آدمیوں نے توبہ کی تھی میں نے اُن سے عرض کیا، کہ بہت سے مشائخ کبار کے حالات کتابوں میں مرقوم ہیں مگر آپکے حالات سب سے فائق نظر آتے ہیں، اسپر آپنے فرمایا، کہ مجھ سے چارسو سال بعد ایک اللہ کا ایسا برگزیدہ بندہ پیدا ہوگا جس کے حالات مجھ سے کہیں افضل ہونگے،

نفحات الانس میں مولٰنا جامیؒ نے بھی شیخ احمد جام کا مذکورہ بالا مقولہ نقل کیا ہے، اور شیخ کی وفات چھٹی صدی ہجری تحریر کی ہے، چونکہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا ظہور ۱۰۰۰ھ میں ہوا، جو شیخ کے زمانہ سے پورے چارسو سال بعد ہے، لہٰذا ثابت ہوا، کہ وہ بزرگ آپ ہی ہیں۔

شیخ خلیل اللہؒ بدخشی کا خط

مقاماتِ شیخ خلیل اللہ بدخشی میں مذکور ہے، کہ شیخ نے ایک روز فرمایا، کہ سبحان اللہ! سلسلۂ خواجگان نقشبند سے ایک شخص ہندوستان میں پیدا ہونے والا ہے، جو مجددِ وقت ہوگا، لیکن افسوس کہ زندگی کی وفا کا اعتبار نہیں، ورنہ میں شرفِ ملاقات کے لئے انکی خدمت میں ضرور حاضر ہوتا،

انہوں نے ایک خط لکھکر اپنے بڑے خلیفہ خواجہ عبدالرحمٰن بدخشی کو دیا، اور فرمایا، کہ اس خط کو حفاظت سے رکھنا، جب حضرت مجدد الفِ ثانیؒ مبعوث ہوں، تو یہ خط بڑی نیاز سے اُن کی خدمت میں پیش کرنا، تاکہ ہمارے حق میں دعائے خیر کریں۔

[ل] ایک روایت میں چھ ہزار بھی آیا ہے۔

خواجہ عبدالرحمٰن نے تجدید کے دسویں سال اس مکتوب کو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پیش کیا، حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے شیخ صاحب کے حق میں دعائے خیر فرمائی، اور فرمایا، کہ شیخ خلیل اللہ امت کے بڑے مشائخ سے نظر آتے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کا فرمان

جب مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے والد ماجد حضرت مخدوم حضرت شیخ عبدالقدوسؒ کی خدمت میں بیعت کی غرض سے حاضر ہوئے، تو آپ نے فرمایا، کہ تمہاری پیشانی میں ایک ولی برحق کا نور جلوہ گر ہے اُس سے بدعت و گمراہی کا خاتمہ ہو جائیگا، اگر میری زندگی نے اُس وقت تک وفا کی، تو میں اُس کی خدمت کو بارگاہِ الٰہی کے قُرب کا وسیلہ گردانونگا۔

حضرت شیخ سلیم چشتیؒ کا کشف

حضرت شیخ سلیم چشتی قدس سرہٗ ایک روز مراقبہ میں مستغرق تھے، اس اثنا میں کیا دیکھتے ہیں، کہ سرزمین سرہند سے ایک نور ظاہر ہوا، جسکی روشنی چاروں طرف پھیل گئی، شیخ علیہ الرحمۃ سخت متعجب ہوئے، غیب سے القا ہوا کہ اُمت محمدیہ میں سے ایک شخص اس شہر میں پیدا ہوگا، جس کے فیض سے بہت سی مخلوقِ خدا ہدایت پائیگی، اور احکامِ شرعی اُس کی طفیل از سرِ نو تازہ ہونگے،

حضرت شیخ نظام نارنولیؒ کا ارشاد

جب ہندوستان کے مسلمانوں میں کفر کی رسمیں پیدا ہوگئیں، بادشاہ مرتد ہوگیا، اور اسلام شبانہ روز ضعیف اور کمزور ہونا شروع ہوگیا، تو اپنے سچے مذہب کا درد رکھنے والے مسلمان حضرت شیخ نظام نارنولیؒ کی خدمت میں جو مقتدائے اہلِ اسلام تھے، حاضر ہوئے، اور غلبۂ کفر کے دفعیہ کے بارے میں دعا کی التجا کی آپ نے بڑی توجہ کے بعد لوگوں کو خبر دی، کہ عنقریب ایک شخص پیدا ہونے والا ہے

جو آتے ہی ظلمت کو نور سے، اور کفر کو اسلام سے بدل دیگا، چنانچہ اس کے کچھ عرصہ بعد حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا ظہور ہوگیا۔

حضرت شیخ عبداللہ علاؤالدین سہروردیؒ کا ارشاد

لوگ آپ کے پاس بھی دعا کیواسطے گئے تھے، آپنے باطنی توجہ کے بعد لوگوں کو خوشخبری دی، کہ عنقریب ایک امامِ وقت مجددِ اسلام کا ظہور ہوگا، وہ آتے ہی ضلالت وگمراہی کا قلع قمع کرے گا شرک وبدعت کی رسموں کو اڑا کر لوگوں کو آستانۂ احدیت کی طرف لے آئیگا۔

حضرت مولٰنا عبدالرحمٰنؒ کا حیرت انگیز مشاہدہ

مولٰنا عبدالرحمٰن جو اپنے زمانہ کے جید عالم اور صالحین کے سردار تھے، فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اکبر آباد سے دہلی آیا اتفاقاً ایک منزل پر میرے پیٹ میں درد ہوا، میں جنگل میں ٹھہر گیا، میرے ہمراہی مجھے اکیلا چھوڑ کر چلدیئے، شدت درد کیوجہ سے میں بار بار قضائے حاجت کیلئے جاتا تھا، اتنے میں رات ہوگئی، اس جنگل میں قریب ہی ایک غیر آباد محل تھا، میں جاڑے کے مارے وہاں چلا گیا، کہ چلو رات یہیں بسر کراوں، ابھی آدھی رات نہ گذری تھی، کہ کیا دیکھتا ہوں، کہ ایک بڑی فوج نمودار ہوئی ہے، اور ہوتے ہوتے اس محل کے قریب آپہنچی ہے، پھر انہوں نے نہایت عالیشان فرش اس محل میں بچھایا، اور فرش پر ایک تخت لاکر رکھا، بعد ازاں ایک نوجوان آکر اس تخت پر بیٹھا، اور ہزار ہا آدمی اس کے گرداگرد بڑے ادب سے کھڑے ہوگئے، آخر مجھے معلوم ہوا، کہ یہ جنوں کے بادشاہ کی فوج ہے، یہ معلوم کرکے میں بہت ڈرا، خوف کی وجہ سے میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے، بدن پر لرزہ طاری ہوگیا، تھر تھر کانپنے لگ گیا، اتنے میں جنوں کے بادشاہ نے کہا، کہ معلوم ہوتا ہے، کہ یہاں پر سوائے

ہماری قوم کے بغیر قوم کا کوئی فرد ہے، آخر مجھے پکڑ کر اُس کے پاس لیگئے، اُس نے مجھ سے پوچھا، کہ تو کون ہے؟ میں نے کہا، کہ میں آدم کی اولاد سے ایک مسلمان مولوی مرد ہوں، اُسنے کہا، الحمدللہ ہم بھی مسلمان ہیں، اچھا چند علمی کلمات بیان کرو، تاکہ تمہارے علم سے فائدہ اٹھائیں، میں نے چند ایک حدیثیں فقہ اور اہلسنت والجماعت کے عقائد کے متعلق بیان کیں، اور ساتھ ہی کہا، کہ ان دنوں ہمارا یہ علم بہت کمزور ہوگیا ہے، اُس نے پوچھا، کیوں؟ میں نے کہا، ہمارا بادشاہ مرتد ہوگیا ہے، اُس نے کہا، ہم بھی اس بارہ میں اُس پر سخت ناراض ہیں، اور ہمیں اپنے علم سے معلوم ہوا ہے، کہ عنقریب ایک شخص مبعوث ہونیوالا ہے، جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ کفر کی تاریکی کو سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے بدل ڈالیگا، اس شخص کا طریقہ، اُس کے اوضاع واطوار اور اُس کے اقوال و افعال سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہونگے، آپ ضرور اُس شخص کی زیارت کرنا، مولٰنا عبدالرحمٰن اسی روز سے حضرت مجدد الفِ ثانی علیہ الرحمۃ کے معتقد ہوگئے، حتّٰی کہ تجدید کے پہلے ہی سال آپکی قدمبوسی سے مشرف ہوئے،

حضرت مخدوم کا کشف آپکے والد ماجد حضرت مخدوم عبدالاحد قدس سرہٗ العزیز نے ایک روز مراقبہ میں دیکھا، کہ عالم میں تاریکی پھیل گئی ہے، خوک، بندر اور ریچھ لوگوں کو ہلاک کر رہے ہیں، ایک نور اُنکے سینہ سے نکلا، جس کی روشنی چاروں طرف پھیل گئی، اور برقِ خاطف نے نکل کر سب درندوں کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا،

پھر کیا دیکھتے ہیں، کہ ایک تخت پر کوئی بزرگ مسند نشین ہے، اُس کے چاروں طرف بہت سے نورانی آدمی کھڑے ہیں، ملحدوں، زندیقوں، ظالموں اور جابروں کو اُن کے سامنے لا لاکر بکریوں کی طرح ذبح کر رہے ہیں، منادی ندا

دے رہا ہے،

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ٥ حق آیا، اور باطل بالکل پامال ہوا،

آپ نے یہ واقعہ شاہ کمال کیتھلی سے عرض کیا، آپ نے توجہ الی اللہ کر کے فرمایا کہ آپ کے ایک فرزند پیدا ہوگا، جو ضلالت و گمراہی کو مٹادیگا، اور اس کے زمانہ میں دین کو فروغ حاصل ہوگا،

منجمین کی پیشگوئی

اکبر[۱] کے زمانہ میں خان اعظم رکن سلطنت تھا، اس کے قلب میں ابھی حمیت و غیرت مذہبی کا عنصر متحرک باقی تھا، وزرات پادشاہ کے مرتد ہونے اور غلبہ کفر کی وجہ سے آتش حسرت پر حرمل کے دانہ کی طرح جلتا تھا، اس نے سلطنت کے رمالوں اور منجموں کو بلا کر پوچھا، کہ بتلاؤ! یہ فتنہ کب فرو ہوگا؟ یہ آفت کب ٹلیگی؟ انہوں نے اپنے علم میں غور و خوض کرنے کے لئے چالیس روز کی مہلت مانگی، خان اعظم نے دیدی، چالیس روز کے بعد منجموں نے آکر کہا، کہ ہم نے اپنے علم میں خوب غور کیا ہے، اوضاع فلکی سے یوں معلوم ہوتا ہے، کہ عنقریب ایک شخص پیدا ہوگا، جس کی توجہ سے دین اسلام کو ترو تازگی حاصل ہوگی، اور کفر و شرک اور ضلالت و بدعت مغلوب ہو جائیں گے

شاہی اختر شناس جو سب منجموں سے لائق تھا، کہنے لگا، کہ تین روز سے ایک ستارہ طلوع ہوا ہے، جو اس ہزار سال کے عرصہ میں طلوع نہیں ہوا، اگر خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پہلے وہ ستارہ طلوع ہوتا، تو کسی اولوالعزم نبی کی

---

[۱] کما فی روضۃ القیومیہ صفحہ ۱۲ رح

پیدائش پر دلالت کرتا چونکہ اس اُمت میں پیغمبر کا پیدا ہونا مُحال ہے، اسواسطے ضروری ہے، کہ کوئی ایسا شخص پیدا ہوگا، جو جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہوگا، اور جو تمام باطل او رگمراہ مذاہب کو برطرف کرکے دینِ اسلام کو رواج دیگا، اسی روز سے خان اعظم رات اور دن انتظار کرنے لگا، حتیٰ کہ تجارب کے دوسرے سال اس نتیجہ پر پہنچا، کہ اس بزرگِ خدا سے مراد حضرت مجدد الف ثانی ہی ہیں چنانچہ اُسی سال حاضرِ خدمت ہوکر شرف زیارت وارادت سے مشرف ہوا،

ارکان سلطنت کی خوابیں

شیخ سلطان کا خواب

یہ بھی اکبر بادشاہ کے وقت میں سلطنت کے رکن تھے، ایک رات اُنہوں نے خواب میں دیکھا، کہ ایک بڑا قوی الجثہ ہاتھی لوگوں کو ہلاک کر رہا ہے، اتنے میں ایک مردِ خدا بہت سی افواج سمیت نمودار ہوا، اُس نے آتے ہی ہاتھی پر ایک غضب کی نگاہ کی، نگاہ کے پڑتے ہی ہاتھی فوراً زمین پر گر کر دم بخود ہوگیا،

معبّروں نے اِس خواب کی تعبیر کی، کہ عنقریب ایک شخص پیدا ہوگا، جو اکبر کے اِلحاد وزندقہ کو بالکل مٹا دیگا،

شیخ صاحب نے اس کے علاوہ بھی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمتہ کے حق میں بہت سے واقعات مشاہدہ کئے، حتیٰ کہ کمالِ عقیدت کیوجہ سے اپنی بیٹی کی شادی بھی آپ سے کردی،

خانِ اعظم کا خواب

اسی طرح خانِ اعظم نے بھی خواب میں دیکھا، کہ ایک بہت بڑا جنگل ہے، جسمیں ایک سیاہ دریا بہ رہا ہے، اس دریا سے سانپ بچھو، ہزار پائے وغیرہ نکل رہے ہیں، جس طرف

دریا کا پانی جاتا ہے، زمین بالکل سیاہ ہو جاتی ہے، جڑی بوٹیاں خاک بھسم ہو جاتی ہیں، درختوں کے پتے گر جاتے ہیں، اسی اثناء میں آسمان سے ایک آدمی نازل ہوا، جو سراپا نور معلوم ہوتا تھا، کیا دیکھتے ہیں، کہ وہ آتے ہی جہاں پر ایڑی مارتا ہے، وہیں سے چشمہ جاری ہو جاتا ہے، ہزار ہا پرندے اُس چشمہ سے پانی پینے اور نہانے ہیں، اُس چشمہ کا پانی تمام اطراف واکناف میں پھیل گیا، جڑی بوٹیاں از سرِ نو زندہ ہو گئیں، درختوں کے پتے پھر سرسبز ہو گئے، اور وہ سیاہ دریا بالکل معدوم ہو گیا،

خانِ اعظم نے جب اِس خواب کی تعبیر معبّروں سے پوچھی، تو اُنہوں نے بہت غور و تعمق کے بعد یہ کہا، کہ اِس سیاہ دریا سے مراد کفر کا غلبہ ہے، سانپ بچھو اور ہزار پائے ملحد اور بیدین لوگ ہیں، آسمان سے آدمی کا نازل ہونا کسی ولیِ برحق کا تولد ہے، اور بچھوؤں کا مارا جانا کفر و بدعت کا صفحۂ ہستی سے حرفِ غلط کی طرح مٹ جانا ہے۔

سیّد صدر جہاں کا خواب

سیّد صدر جہاں ایک صحیح النسب سیّد تھے، سلطان کے مقرّب بلکہ مدار المہام تھے لیکن بادشاہ کے بیدین ہو جانے پر ہمیشہ مغموم رہتے، ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا، کہ سیاہ رنگ کے بگولوں نے تمام جہاں کو تاریک کر دیا ہے، اور ہوا کی تندی سے درختوں اور عمارتوں کی بنیادیں اُکھڑ گئیں ہیں، ان بگولوں میں بچھو اُڑتے چلے آ رہے ہیں، اور لوگوں کو کاٹ رہے ہیں، بہت سے لوگ ان کے کاٹنے سے دم بخود ہو رہے ہیں، اسی اثناء میں سرہند کی زمین سے ایک روشنی نمودار ہوئی، جو اطراف واکناف میں پھیل گئی، روشنی کے نکلتے ہی وہ بگولے گم اور بچھو ہلاک ہو گئے، اس روشنی میں سے ہزار ہا خوبصورت و خوش رنگ

پرندے بآواز بلند پکارتے نکلے، کہ

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ   حق آگیا، اور باطل جاتا رہا۔

سید صاحب نے یہ خواب شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ شیخ جلال الدین قدس سرہ العزیز کی خدمت میں بیان کیا، اور تعبیر پوچھی، شیخ صاحب نے فرمایا کہ بگولوں سے مراد بدعت، گمراہی اور کفر کا غلبہ ہے، جو آج کل پھیلا ہوا ہے اور بچھوؤں سے مراد بدعت و گمراہی کے سرغنہ ہیں، جو لوگوں کو باطل پرستی کی ترغیب دے رہے ہیں، سرہند سے جو روشنی نمودار ہوئی، اس سے مراد وہ مرد خدا ہے، جو اس شہر میں پیدا ہوگا، جس کی وجہ سے ظلمت اٹھ جائیگی،

یہ سنکر سید صاحب کے دل میں کمال اشتیاقِ ملاقات پیدا ہوا، چنانچہ کچھ عرصہ انتظار کے بعد جب آپ اس نتیجہ پر پہنچ گئے، کہ اس سے مراد حضرت مجدد الف ثانی ہی ہیں، تو تجدید کے دوسرے سال شرفِ قدمبوسی کیلئے حاضر ہوئے

تذکرۂ ولادت

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے والد ماجد حضرت مخدوم عبدالاحد کی طبیعت جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے، ہمیشہ سیر و سیاحت کی طرف مائل تھی۔

خواجہ ہاشم کشمیؒ اپنی کتاب زبدۃ المقامات برکات احمدیہ میں لکھتے ہیں، کہ ایک دفعہ حضرت مخدوم کا گذر قصبہ سکندرہ میں ہوا، جو دہلی سے اکیس (۲۱) میل کے فاصلہ پر ہے، وہاں کے علماء سے آپنے کتب احادیث کا مطالعہ کیا، جب لوگوں نے آپ میں صلاحیت کے انوار دیکھے، تو بہت دلدادہ ہو گئے، اور نہایت تعظیم و تکریم کرنے لگے، اسی اثناء میں وہاں کی ایک پاکدامن صحیح النسب سیدہ نے خواب میں دیکھا، کہ حضرت مخدوم کے سینہ سے ایک نور نکلا، جس میں ایک

تخت نمودار ہوا ہے، اُس پر ایک شخص تکیہ لگائے بیٹھا ہے، لوگ اُس کے چاروں طرف کھڑے ہیں، ایک شخص اُن میں سے کہ رہا ہے، کہ "یہ مخدوم عبد الاحد کا فرزند ہے -

جب صبح ہوئی، تو اُس سیّدہ نے یہ خواب اپنے خاوند کو سُنایا، اُس نے حسرت و یاس سے ایک سرد سانس کھینچکر کہا، افسوس! میرے ہاں کوئی بیٹی نہیں، ورنہ یہ سعادت ابدی میں ہی حاصل کرتا، اُس سیّدہ نے کہا، کہ میری ایک نہایت ہی صالحہ بہن ہے، اُس کی شادی اِس مرد سے کردینی چاہئیے اُس کے خاوند نے حضرت مخدوم رحؒ سے اِس بات کا ذکر کیا، پہلے تو حضرت مخدومؒ نے اِنکار کر دیا، لیکن جب اُنہوں نے بہت منّت سماجت کی، تو آپ نے قبول کر لیا اور نکاح کر کے اُسے سرہند لے آئے، اُس پاک دامن صالحہ کے بطن سے حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ تولّد ہوئے،

الغرض جب ۱۰ محرم ۹۷۱ھ جمعہ کی شب کو حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ والد بزرگوار کی پشت سے رحم مادر میں داخل ہوئے، تو عالم میں سرسبزی کے آثار نمودار ہوئے، خزاں بہار سے اور ویرانے معموروں سے بدلنے شروع ہو گئے خاصانِ خدا کی شادمانی کے غلغلوں سے زمین و آسمان گونج اُٹھا ؎

شور تھا ہر سُو کہ شاہِ خوش خصال آنے کو ہے
گلشنِ پیغمبری کا نو نہال آنے کو ہے

ہے مجدّدِ الفِ ثانی جس کا قطبوں میں خطاب
وہ امامِ حق بصد جاہ و جلال آنے کو ہے

دُور کرنے کو جہاں سے شرک کی تاریکیاں
نورِ محبوبِ خدائے ذوالجلال آنے کو ہے

ظہورِ قدسی

آخر مدتِ حمل سے چار دن اوپر نو ماہ گذرنے کے بعد وہ ساعت بھی آ پہنچی، جس کے انتظار میں سینکڑوں بندگان خدا بیقرار بیٹھے تھے،

یہ شب وہی شبِ جان نواز، وہی ساعتِ ہمایوں، وہی دورِ فرخ فال تھا، جبکہ جبابرۂ عالم کا قہر وغضب مٹ گیا، ظالم حکومت کی بنیادیں ہل گئیں، تعبّد وغلامی کی زنجیریں کٹ کٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں، استقلالِ ذات و فکر، حُریتِ خیال ورائے، شرف واحترام نفس، مساواتِ حقوق اور ابطال شاہنشہی کی روشنی چاروں طرف پھیل گئی ۔

ظلمت گئی جہاں سے جب دَورِ نور آیا
باطل پرستیوں میں ہر سُو فتور آیا

غرض توحید کا غلغلہ پھر اُٹھا، چمنستانِ سعادت میں پھر بہار آ گئی یعنی ۱۴ شوال ۹۷۱ھ شب جمعہ کو آپ عالم قدس سے عالم امکان میں تشریف فرما ہوئے ۔

نائبِ خیر الوریٰ پیدا ہوئے
نورِ چشمِ مرتضےٰ پیدا ہوئے
مُحییٔ احکامِ دینِ پیدا ہوئے
حامیٔ شرعِ متیں پیدا ہوئے
آج وہ پیدا ہوئے حق کے ولی
جن کے تھے مشتاق سب شیخ وصبی

حضرت مخدوم ؒ نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمتہ کی کنیت ابوالبرکات، لقب بدر الدین اور اسم شیخ احمد مقرر کیا ۔

شہِ ملکِ ولایت شیخ احمد
بثلث مادرِ ایام کم زاد

اثنائے ولادت کے واقعات

آپکی ولادت کے وقت بہت سے واقعات ظہور میں آئے، جو اجمالاً درج ذیل ہیں،

پہلا واقعہ آپکی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں، کہ میرے فرزند شیخ احمد کی ولادت کے بعد مجھے غشی سی آگئی، تو کیا دیکھتی ہوں، کہ بہت سے اولیائے اُمت ہمارے گھر آئے ہیں، اور مجھے مبارکباد دے رہے ہیں۔

دوسرا واقعہ آپکے والد ماجد مخدوم عبدالاحدؒ فرماتے ہیں، کہ میں نے اپنے سعادت مند فرزند کی ولادت کے دن حالتِ کشف میں دیکھا، کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے ہیں، اور میرے بیٹے کے کانوں میں آذان و تکبیر کہہ رہے ہیں،

تیسرا واقعہ شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ العزیز کے خلیفہ شیخ عبدالعزیز آپ کی ولادت کے وقت سرہند شریف میں موجود تھے، آپ نے وہاں کشفی حالت میں ملائکہ کا ہجوم دیکھا،

چوتھا واقعہ علاوہ ازیں شیخ ابوالحسن چشتی قدس سرہ العزیز بھی آپ کی ولادت کے وقت سرہند شریف میں موجود تھے، وہ فرماتے ہیں، کہ ولادت کی رات میں نے عالمِ رؤیا میں دیکھا، کہ اس شہر میں بہت سے اولیاء اللہ جمع ہیں، اور ایک شخص ممبر پر چڑھکر کہہ رہا ہے، کہ لوگو! تمہیں مبارک ہو، آج تم میں ایک ایسا شخص پیدا ہوا ہے، جس کے سبب دینِ اسلام از سرِنو تازہ ہوگا،

پانچواں واقعہ آپ کی ولادت کے دن اکبر بادشاہ کا تخت اوندھا ہوگیا ہرچند سیدھا کیا گیا، مگر اصلی حالت پر نہ آیا، اسی اثنا میں بادشاہ نے ایک وحشتناک خواب دیکھا، کہ شمال کی طرف سے یکبارگی تند ہوا آئی، اور تخت کو بادشاہ سمیت اٹھاکر زمین پر دے مارا،

اس خواب سے بادشاہ بہت متحیر ہوا، ہیبت زدہ ہوکر معبروں سے دریافت کیا، انہوں نے کہا، کہ کسی بزرگ کے ظہور سے آپکے آئین سلطنت میں تزلزل واقع ہوگا، چنانچہ ویسے ہی ہوا۔

زمانۂ طفولیت

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سنت رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کیمطابق مختون[1] پیدا ہوئے، آپ عام بچوں کی طرح کبھی گریہ وزاری نہ فرماتے تھے ہر وقت خندۂ پیشانی رہتے، تھوڑے گئے برہنہ نہ ہوتے، آپ کا بدن یا کپڑا کبھی نجس نہ ہوتا،

آپ اس قدر ہر دلعزیز تھے، کہ جو کوئی آپ کو ایک دفعہ دیکھ پاتا، وہ آپ سے بے اختیار محبت کرنے لگ جاتا۔

ایک دفعہ شیرخوارگی کے زمانہ میں آپ علیل ہو گئے، آپ کے والدماجدؒ حضرت سید شاہ کمال کیتھلی کو آپ کے اوپر دم کرانے کی غرض سے بلاکر لائے، انہوں نے آپ کو ملاحظہ کیا، اور جوش میں آکر فرمایا، کہ اللہ تعالیٰ اسکی عمر دراز کرے، یہ عالم باعمل اور عارف کامل ہوگا، آپ اور مجھ جیسے بہت سے بزرگ اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔

---

[1] شیخ کمال الدین محمد احسان قدس سرہٗ مصنف روضۃ القیومیہ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔ ۱۲ منہ رح

بعد ازاں شاہ صاحب نے اپنی زبان آپ کے منہ میں رکھی، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے شاہ صاحب کی زبان کو دیر تک منہ میں دبائے رکھا، جب چھوڑی، تو شاہ صاحب نے فرمایا، کہ اس نے تمام قادریہ نعمت ہم سے لیلی

حضرت شاہ کمالؒ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز کے خرقہ کو جو بطور امانت اُن کے پاس موجود تھا، اپنے پوتے شاہ سکندر کو دیا، اور وصیت کی، کہ عنقریب اِس خرقہ کا مالک ظاہر ہوگا، اور یہ خرقہ اُس کے حوالے کر دینا، یہ وصیت کرکے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی طرف اشارہ کیا، حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی عمر ابھی سات سال کی تھی، کہ شاہ کمالؒ اِس دارِ فانی سے رحلت فرما کر دارِ ابدی کیجانب کوچ کر گئے،

تحصیلِ علمِ شریعت

مُلّاں بدرالدین سرہندی حضرات القدس میں اور خواجہ ہاشم کشمی زبدۃ المقامات برکات احمدیہ میں لکھتے ہیں، کہ جب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی عمر تعلیم کے لائق ہوئی، تو آپ کو مکتب میں داخل کیا گیا، آپ نے قلیل ہی عرصہ میں قرآن شریف حفظ کر لیا،

اس کے بعد دیگر علوم کی تحصیل سب سے قبل آپ نے اپنے والد ماجد سے کی، بعد ازاں سیالکوٹ تشریف لیگئے، اور مولٰنا کمالؒ کشمیری سے جو محقق و مدقق، عابد و زاہد اور علامہ روزگار تھے، معقولات کی بعض کتابیں نہایت تحقیق و تدقیق کے ساتھ پڑھیں، اور حدیث کی بعض کتابیں شیخ خوارزمی کبروی ؒ کے خلیفہ مولٰنا یعقوب کشمیری سے جنہوں نے حرمین الشریفین پہنچکر بڑے بڑے محدثوں سے استفادہ کرکے سند حاصل کی تھی، پڑھکر سند

حاصل کی،

علاوہ ازیں قاضی بہلول بدخشانی تلمیذ شیخ المحدثین ابن فہدی سے تفسیر واحدی مع دیگر موتفات واحدی اور تفسیر بیضاوی مع دیگر مصنفات قاضی بیضاوی اور صحیح بخاری مع متعلقات ثلاثیات وغیرہ ومشکوٰۃ المصابیح وترمذی شریف مع شمائل اور جامع صغیر وقصیدہ بردہ اور حدیث مسلسل بالاؔولیت کی اجازت حاصل فرمائی۔

غرض جب آپ سترہ برس کی عمر میں فارغ التحصیل ہوگئے، تو اپنے والد ماجد کے حضور ہی میں طالب علموں کو پڑھانا شروع کیا، مختلف ممالک سے صدہا طلبا جوق در جوق آنے شروع ہوئے، رات دن درس اور تدریس کا مشغلہ رہتا، ہر وقت حلقہ حدیث وتفسیر گرم رہتا۔

سند مصافحہ

مُلّاں بدرالدین حضرات القدس میں لکھتے ہیں، کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو چار شخصوں کے وسیلہ سے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا مصافحہ نصیب ہوا، جس کی ترتیب یہ ہے۔

آپ نے حاجی عبدالرحمٰن بدخشی سے مصافحہ کیا، اُنہوں نے حافظ سلطان اوہمی سے (جنکی عمر ایک سو دس سال کی تھی) اُنہوں نے شیخ محمود الضرادی رحمۃ اللہ علیہ سے، اُنہوں نے شیخ سعید رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے،

سلطان الاولیا حضرت محمد زبیر قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں، کہ سند مصافحہ میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے

مابین چار شخص ہیں، جن میں سے ایک جن ہے۔

اکبر آباد کا سفر

فارغ التحصیل ہونے کے بعد عین عالم شباب میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے دار الخلافہ اکبر آباد کا رُخ کیا، جو اُس وقت کفر و شرک، ظلمت و طغیان اور ضلالت و گمراہی کا مرکز تھا، اور جہاں اکبر بادشاہ سکونت پذیر تھا۔

جب آپ وہاں تشریف فرما ہوئے، تو وہاں کے علماء آپکی علمی قابلیت کو دیکھکر انگشت بدنداں رہ گئے، کیا عام اور کیا خاص، کیا علماء اور کیا مشائخ سب کے سب جوق در جوق آپکی زیارت کیلئے آنے شروع ہوگئے،

پھر کیا تھا، درس و تدریس کا سلسلہ شروع ہوگیا، علماء بڑے فخر کیساتھ حدیث و تفسیر کی کتابوں کی سند آپ سے حاصل کرتے، اور آپکی شاگردی کو باعث فخر سمجھتے،

شیخ سلیم چشتی رح کے خلیفہ کی ملاقات

ایک روز شیخ سلیم چشتی رح کے ایک صاحب حال خلیفہ آپ کی مجلس میں حاضر ہوئے اور آپ کے چہرہ کو غور سے دیکھنے لگے، اہل مجلس نے اُن سے غور سے دیکھنے کی وجہ پوچھی، تو اُنہوں نے بتایا، کہ میں نے خواب میں اُن کو دیکھا ہے، یہ وہی شخص ہیں، جن کی خبر اکثر اولیائے اُمت نے دی ہے، لیکن ابھی تک آپ کے ظہور کا وقت نہیں آیا۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی پیشانی میں مقام سجدہ سے لے کر دونوں بھوؤں کی درمیانی جگہ تک ایک سرخ لکیر تھی، جو آپ کی تجدید کی علامت تھی، شیخ سلیم چشتی کے خلیفہ نے جب دیکھی، تو لوگوں کو بتایا، کہ یہ سُرخ لکیر

آپ کی بزرگی پر دلالت کرتی ہے،

ابوالفضل وفیضی سے آپ کا مناظرہ

انہی ایّام میں ایک روز حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ ابوالفضل کی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ فلسفیوں اور اُن کے علوم کے اسقدر اوصاف بیان ہونے لگے، کہ زمین و آسمان کے قلابے مل گئے، حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ جوشِ اسلام سے اِس بات کو برداشت نہ کرسکے، فرمایا کہ فلسفی لوگ جن علوم کا اپنے تئیں واضع قرار دیتے ہیں، مثلاً الٰہیات، حکمت، نجوم، ہیئت اور طب وغیرہ وہ سب اُنہوں نے انبیائے گذشتہ کی کتب اور اُن کے کلاموں سے سرقہ کیا ہے، اور جو علوم خود انکی طبائع کا نتیجہ ہیں، جیسے ریاضی وغیرہ وہ سب بیفائدہ اور غیر مفید ہیں، یہی وجہ ہے، کہ امام غزالی وغیرہ علمائے حقانی نے اپنی تصنیفات میں اپنر کفر کا فتوٰے دیا ہے، یہ سُنکر ابوالفضل خاموش ہوگیا

چند روز بعد پھر ابوالفضل اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ میں ملاقات کا اتفاق ہوا، تو اُس نے دوبارہ فلسفیوں کی تعریف اور علمائے متکلمین کی توہین شروع کی، اور کہا، کہ خرق والتیام کے عدم کے سبب آسمان سے فرشتے نازل نہیں ہوسکتے، آپنے عقلی ونقلی دلائل سے ثابت کردیا، کہ فلسفیوں کے نزدیک بے خرق والتیام فرشتہ نازل ہوسکتا ہے، وہ اس طرح کہ حکیم فرشتہ کو مجردات سے شمار کرتے ہیں، اور متکلمین نور سے، پس ان دونوں کیلئے آسمانوں کا رستہ میں ہونا انکو زمین پر آنے سے روک نہیں سکتا، چنانچہ وہ اُن میں سے اس طرح گذر آتے ہیں جس طرح نظر عینک میں سے، یا روشنی شیشے میں سے۔

ابوالفضل نے سُنکر کہا، کہ ممکن ہے، کہ فرشتہ نزول کرے، لیکن یہ کیونکر معلوم ہوا، کہ ایک مقررہ شخص پر اُترتا ہے، اور اشارہ حضرت خاتم النبیین کیطرف

کہا، آپنے پوچھا، کہ تمہیں کیونکر معلوم ہوا، کہ ابونصر فاریابی اور ابن سینا حکیم تھے؟ کہا، کتابیں اور انکے علوم انکی حکمت پر بڑے زور سے دال ہیں، آپنے فرمایا، کہ بس اسی طرح قرآن و حدیث بھی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نبوّت پر دالّ ہیں، یہ سُنکر ابوالفضل پر ایسا سکوت طاری ہوا، کہ پھر اعتراض کے لئے سر نہ اُٹھا سکا،

اس مناظرہ کے تھوڑے ہی عرصہ بعد شہزادہ جہانگیر کے اشارہ سے ابوالفضل قتل کیا گیا، کسی شخص نے اُس کے قتل کی خوب تاریخ لکھی ہے، ع

تیغِ اعجازِ رسول اللہ سر باغی برید

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے والد ماجد کی آپکے پاس تشریف آوری

چونکہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو اکبر آباد رہتے ہوئے ایک عرصہ گذر گیا تھا، اس لئے آپ کے والد بزرگوار باوجود ضعف پیری اور بُعدِ مسافت کے آپ کے ملنے کے لئے اکبر آباد تشریف لائے، شاہی لشکر کے آدمی جب آپ کی زیارت کو آئے، تو پوچھا کہ اس بڑھاپے میں جناب نے اس قدر تکلیف کیوں اُٹھائی؟ تو فرمایا، کیا کروں بیٹے کی محبت کھینچ لائی ہے،

چونکہ آپ کے والد ماجد کو آپ کے ساتھ حدّ سے زیادہ محبّت تھی، اسلئے وہ آپکی جدائی گوارا نہیں کر سکتے تھے، چنانچہ جب آپ کے والد وطن کی طرف روانہ ہوئے، تو آپ بھی ساتھ ہو لئے، بعد ازاں اُنہی کی خدمت میں رہے۔

تزویج

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اکبر آباد سے واپس آرہے تھے، تو

راستے میں دہلی اور سرہند کے مابین شہر تھانیسر میں آپ کا گذر ہوا، وہاں کے رئیس شیخ سلطان تھے، یہ بادشاہ کے بڑے مقرب اور اس کی طرف سے دہلی اور لاہور کے درمیانی علاقہ کے حاکم مقرر تھے۔

شیخ سلطان نے خواب میں دیکھا، کہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں، کہ اے سلطان! اپنی بیٹی کی شادی شیخ احمد سے کر دے، جب وہ بیدار ہوئے، تو حیران رہ گئے، کہ وہ شیخ احمد کون ہیں؟

الغرض سلطان نے ایسے شخص کی تلاش کی، حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ بھی اُن دنوں تھانیسر میں تھے، شیخ سلطان نے جب معلوم کیا، تو حضرت مجدّد علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس بات کا تذکرہ کیا، آپ نے فرمایا، کہ اس معاملہ میں میرا اختیار نہیں، اگر میرے والد بزرگوار اس بات کو منظور فرمائیں، تو مجھے بھی منظور ہے، حضرت مخدوم رحؒ نے اس بات کو بڑی خوشی سے منظور فرمایا، چنانچہ اُنہی ایام میں شیخ سلطان کی بیٹی سے شادی کر کے اُسے اپنے وطن مالوف میں لے آئے۔

اس شادی کے بعد آپ کے پاس مال و دولت بکثرت ہو گیا، اپنے والد بزرگوار کی حویلی کے علاوہ آپ نے ایک نئی حویلی بنوائی، اور اس کے قریب ہی ایک مسجد بھی تعمیر کروائی۔

علم طریقت

یوں تو زمانہ طفولیت ہی سے آپ کی جبینِ صلاحیت آگین سے آثارِ بزرگی و تقدس نمایاں اور انوارِ ولایت و معرفت تاباں اور چہرہ اقدس سے کمالات فقر درخشاں تھے، اور طبیعت تجرید پسند تھی، تاہم تحصیل علوم سے فراغت

پاتے ہی جذبۂ عشق الٰہی اور ولولہ جوش وخروش ناستناہی جو فطرۃً آپ کے خمیر میں داخل اور پہلے ہی سے قدرۃً آپکو حاصل تھا، موجزن اور شعلہ افگن ہوگیا۔

پھر کیا تھا، اپنے تمام عزیز و اقارب اور دوست واحباب کو چھوڑ سب مشاغل اور جملہ کاروبار کو خیرباد کہکر گوشۂ تنہائی اختیار کر لیا۔

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا اپنے والد ماجد سے خلافت پانا

چنانچہ باطنی کمالات کا فیض سب سے قبل آپنے والد بزرگوار کی خدمت میں حاضر رہ کر حاصل کیا جب آپ کے والد ماجد کے انتقال کا وقت قریب آیا، تو آپنے اپنے تمام فرزندوں کو بلا کر اُن کے سامنے اپنا وہ خرقۂ خلافت جو سلسلہ سہروردیہ میں آباؤ اجداد سے اور وہ خرقۂ خلافت چشتیہ جو شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ خرقۂ خلافت قادریہ جو شاہ کمال کیتلی رح سے حاصل کیا تھا، سب کچھ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو عنایت فرما کر اپنا قائم مقام اور جانشین قرار دیا۔

حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ قدس سرہٗ

اور

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ

حضرت خواجہ بیرنگ رح کے والد ماجد کا اسم گرامی عبد السلام تھا، جو اپنے زمانہ کے متقی، متدین، پرہیزگار اور صالح مرد تھے، شبانہ روز خوف خدا سے گریہ وزاری میں مشغول رہتے۔

حضرت خواجہ بیرنگ رح ۹۷۱ ھجری میں کابل میں پیدا ہوئے، ابتدائے بچپن میں بزرگی اور تقدس کے جو آثار آپکی پیشانی پر نمایاں تھے، وہ اس امر کو اظہر من الشمس

کر رہے تھے، کہ یہ ہلال عنقریب بدر ہوکر چمکیگا۔

سب سے قبل آپنے علم شریعت کی باقاعدہ تکمیل کی، پھر علمِ طریقت کے حصول کیلئے ماوراء النہر اور بدخشان وغیرہ مقامات کی سیر و سیاحت کی، وہاں کے علماء و مشائخ اور سلسلۂ خواجگان کے خلفاء سے بہت سے فیوض و برکات حاصل کرکے ہندوستان کی جانب رُخ کیا، یہاں آکر باقی کمی کو پورا کیا۔

آپ ہر وقت یادِ الٰہی میں مشغول رہتے، حتیٰ کہ جذبۂ عشقِ الٰہی آپ کے قلب میں ایسا موجزن ہوا، کہ آپنے معموروں کو چھوڑکر جنگلوں، قبرستانوں اور ویران جگہوں میں راتیں جاگ جاگ کر بسر کرنی شروع کردیں، بے چینی و قلق کی کوئی انتہا باقی نہ رہی، بے اختیار مجذوبوں کے پیچھے دس دس روز تک دوڑتے پھرتے، وہ آپ کو پتھر اینٹیں مارتے، لیکن آپ ان کے پیچھے دوڑنے سے باز نہ آتے، آگ، پانی، مٹی، کیچڑ، برف، آندھی، بارش، کانٹے وغیرہ کوئی چیز آپ کو نہ روک سکتی تھی، حتیٰ کہ وہ مجذوب مہربان ہوکر آپ کو اپنے خوانِ نعمت سے معمور کرتے۔

باطنی فیوض انہوں نے زیادہ تر حضرت خواجہ بہاء الحق والدین نقشبند رح کی خدمت میں حاضر رہ کر حاصل کئے، حقیقت میں آپکا کام بھی انہی کی روحانیت سے سرانجام ہوا۔

حضرت خواجہ بیرنگ رح کا کشف

ایک دن حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ حضرت خواجہ بہاء الحق والدین نقشبند علیہ الرحمۃ کے مزار پر بیٹھے تھے، کہ یکایک آپ پر ایک کیفیتِ بیخودی طاری ہوگیا، حالتِ کشفی میں کیا دیکھتے ہیں، کہ حضرت خواجہ بہاء الحق والدین نقشبند علیہ الرحمۃ فرمارہے ہیں، کہ اے خواجہ

بیر نگ! دیکھو سرزمین ہند میں عنقریب ایک ولی اللہ پیدا ہونیوالا ہے جس سے کفر وظلمت، خسران وطغیان، ضلالت وگمراہی، شرک و بدعت بالکل مٹ جائیگی، میری آرزو ہے، کہ وہ صالح اُمت میرے سلسلہ میں مبعوث ہو الہٰذا تم ہندوستان جاؤ، اور اس مرد خدا سے ملو، کہیں ایسا نہ ہو، کہ تم سے پہلے اُسے کوئی اپنے سلسلہ میں لے آئے،

ہاں! مگر جانے سے قبل اتنا ضرور کرنا کہ وہ نسبت جو رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ کو القا فرمائی تھی، اور ان سے ہم تک پہنچی تھی، وہ اس وقت ہمارے سلسلہ کے بڑے خلیفہ خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہے، اُن کے پاس تم جانا، اُن سے یہ نسبت حاصل کرکے پھر ہند کا رُخ کرنا، جب اس صالح اُمت سے ملو، تو یہ امانت اُس کو پہنچا دینا۔

حضرت خواجہ امکنگیؒ کے پاس روانگی

حضرت خواجہ بیر نگ رحمۃ اللہ علیہ خواجہ نقشبندؒ کے حسب الحکم خواجہ امکنگی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے، خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ نے خواجہ امکنگیؒ کو بھی کشفی حالت میں اس معاملہ سے آگاہ کر دیا تھا، اثنائے راہ میں خواجہ امکنگیؒ نے خواجہ بیر نگؒ کو خواب میں فرمایا، کہ بیٹا! ہم تمہارے منتظر ہیں حضرت خواجہ بیر نگ یہ دیکھکر نہایت خوش ہوئے، اور بڑی جلدی خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہونچ گئے، حضرت خواجہ امکنگیؒ نے آپ سے گذشتہ احوال دریافت فرمائے، یہ حالات سُنکر ہر دو خواجہ صاحبان تین یوم تک خلوت میں رہے، بعدازاں فرمایا، کہ خداوند تعالیٰ کے فضل وکرم سے تمہارا کام سرانجام ہوگیا ہے، حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے تمہیں جس نسبت کے لینے کے لئے میرے پاس بھیجا ہے، یہ لو، اور ہند جاؤ، یہ سُنکر خواجہ بیر نگؒ

رحمۃ اللہ علیہ نے ہند کا رُخ کیا۔

استخارہ | ملاں بدرالدینؒ حضرات القدس میں اور خواجہ ہاشم کشمی برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں، کہ حضرت خواجہ بیرنگؒ نے فرمایا، کہ جب مجھے ہندوستان جانے کا حکم ہوا، تو میں نے اپنے آپ کو اس کام کے لائق نہ پاکر عاجزی ظاہر کی، اُنہوں نے استخارہ کرنیکا حکمدیا، جب میں نے استخارہ کیا، تو کیا دیکھتا ہوں، کہ ایک ٹہنی پر ایک طوطا بیٹھا ہے، میں نے نیت کی، کہ اگر یہ طوطا خود بخود آکر میرے ہاتھ پر بیٹھ جائے، تو یہ سفر میرے لئے بامراد ہوگا، یہ خیال کرتے ہی وہ طوطا اُڑکر میرے ہاتھ پر آبیٹھا، میں نے اپنا آب دہن اُس کی چونچ میں ڈالا، بعدازاں اُس طوطے نے میرے مُنہ میں شکر ڈالی۔

جب یہ واقعہ میں نے خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا، تو فرمایا، کہ تمہیں جلدی ہندوستان جانا چاہیئے، کیونکہ طوطا ہندوستان کا پرندہ ہے، کوئی مردِ خدا ہندوستان میں تمہارے دامنِ تربیت میں آئیگا، تمہیں بھی اُس سے باطنی فائدہ پہنچیگا۔

سفرِ ہند

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی جستجو

استخارہ کے بعد حضرت خواجہ بیرنگؒ خواجہ امکنگیؒ سے رخصت ہو کر ہندوستان کا عزم مصمم کرکے اپنے گھر سے نکلے، جب یہاں پہنچے، تو حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی بہت جستجو کی، مگر آپ کا سُراغ نہ ملا، اور وہ علامات اور نشان جو حضرت خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ سے آپکو معلوم ہوئے تھے، وہ کسی میں نہ پائے گئے۔

پہلا خواب جب آپ اثنائے راہ میں سرہند پہنچے، تو رات[1] خواب میں کسی نے اُن کو کہا، کہ تم قطب الاقطاب کے پڑوس میں آئے ہوئے ہو، پھر اس کا تمام حلیہ بھی بتایا۔

صبح اُٹھکر آپنے وہاں کے تمام مشائخ اور گوشہ نشینوں کی دیکھ بھال کی کسی کو بھی اِس صورت وشمائل کا نہ پایا، اور نہ ہی قطبیت کے آثار کسی میں معائنہ کئے وجہ صرف یہ تھی، کہ جس مقدس ہستی کا حُلیہ آپکو عالم رُؤیا میں بتایا گیا تھا، وہ اُسوقت سرہند میں موجود نہ تھی، یعنی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اُندنوں دامن کوہ کی سیر کو گئے ہوئے تھے، حضرت خواجہ بیرنگ رح نے خیال کیا، کہ شاید اس شہر کے کسی شخص میں قطبیت کی قابلیت ہو، جس کا ظہور بعد میں ہونیوالا ہو

دوسرا خواب اسی طرح[2] آپ نے پھر عالم رُؤیا میں دیکھا، کہ ایک مشعل روشن ہے، جس کی ضوٗ بہت دُور تک پھیلی ہوئی ہے، اور دم بدم بڑھ رہی ہے اُس مشعل سے ہزارہا اشخاص نے اپنے اپنے چراغ روشن کئے ہیں۔

اِس خواب کے بعد تو آپ کو یقین کامل ہو گیا، کہ وہ ہستی جس کی جستجو اور تلاش میں میں مشغول ہوں، اُس کی جائے پیدائش اور سکونت یہیں ہے۔

آپ چند روز وہاں ٹھیرے، اور حد سے زیادہ جستجو کی، مگر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی عدم موجودگی کے سبب ملاقات میسّر نہ ہوئی۔

پھر آپ مایوس ہوکر شہر دہلی کی جانب جو اُس وقت ہندوستان کا مرجع و مآب تھا، اس ارادہ اور نیت سے چلے گئے، کہ شاید کہیں اتفاقاً اُس شہر میں اُس

---

[1] خواجہ ہاشم کشمی رح اور ملا بدر الدین نے اپنی کتب تواریخ میں لکھا ہے، ۱۲ منہ - رح

[2] ملا بدر الدین رح اور خواجہ ہاشم کشمی نے ان دونوں خوابوں کو اپنی اپنی کتب میں نقل کرکے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ بیرنگ رح نے حضرت مجدد الف ثانی رح کی ملاقات کیوقت یہ دونوں خواب سنائیں، ۱۲ منہ رح

بزرگ ہستی کی ملاقات جس کی جستجو میں وطن کو خیرباد کہکر ہندوستان چلا آیا ہوں نصیب ہو جائے ،

آپ جب دہلی پہنچے ، تو قلعہ فیروزی میں قیام کیا -

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی حضرت خواجہ بیرنگ سے ملاقات

روحانی مدارج میں ترقی

عزم حج | حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو قدیم سے بیت اللہ شریف کے حج اور رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلّم کے روضۂ مبارک کی زیارت کا اشتیاق مالا یطاق دامنگیر تھا، چونکہ آپ کے والد ماجد سن رسیدہ تھے ، اس لئے اُن کی خدمت میں حاضر رہنے کی وجہ سے آپ کی یہ اُمید بر نہیں آتی تھی -

سفر دہلی | لیکن جب آپ کے والد اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے تو آپنے بیت اللہ شریف کی زیارت کا عزم مصمم کر لیا ، چلتے وقت کسی فرد بشر کو اس امر کی اطلاع نہ کی ، اور تن تنہا اس سفر کے لئے روانہ ہوئے

جب آپ دہلی پہنچے ، تو مولٰنا حسن کاشمیری ؒ سے جو آپ کے احباب اور حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ کے مخلصوں میں سے تھے ، ملاقات ہوئی انہوں نے آپ سے حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات کا اظہار کر کے ملاقات کرنے کیلئے تحریک کی ، اور بیان کیا ، کہ حضرت خواجہ بیرنگ ؒ اس سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں فرد و یگانہ ہیں ، اور حقیقت میں آپکی ایک نظر میں وہ فیض طالبوں کو حاصل ہوتا ہے ، جو دوسرے طریقوں میں فاقہ کشی ، شاقہ ریاضت اور چلّوں سے بھی کسی کو حاصل نہیں ہوتا -

ملاقات | چونکہ آپنے اپنے والد ماجد سے سلسلہ نقشبندیہ کی بہت کچھ

تعریف سنی (ہوئی) تھی، اور کتابوں میں اکابر سلسلہ کے بہت سے حالات ملاحظہ کئے ہوئے تھے، اور حقیقت میں اِس نسبت کی قابلیت اور استعداد بھی آپ بوجہ اتم رکھتے تھے، اِس لئے آپ مولٰنا کے ہمراہ حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت خواجہ صاحب نے آتے ہی آپ کو پہچان لیا، اور خانقاہ میں چند روز قیام کرنے کیلئے ارشاد فرمایا، آپنے ایک ہفتہ قیام کا وعدہ کیا، لیکن رفتہ رفتہ دو تین ہفتہ تک نوبت پہنچ گئی ۔

بیعت

ابھی دو روز بھی گذرنے نہ پائے تھے، کہ حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کے آثارِ تصرف وکشش نمودار ہوئے، اور آپ پر شوقِ انابت واخذ طریقۂ خواجگان نے اسقدر غلبہ کیا، کہ بے اختیار ہوکر آپنے حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ سے بیعت کیلئے درخواست کی، حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے فوراً آپ کو خلوت میں طلب فرماکر مرید کرکے ذکرِ قلبی تعلیم فرمایا، معاً آپکا قلب جاری ہو گیا، اور حلاوت ذکرِ قلبی والتذاذِ تام حاصل ہوا، شبانہ روز ترقیات عالیہ وعروجات متعالیہ ظاہر ہونے شروع ہوگئے ؎

طریقِ نقشبندی میں فیوضِ خواجۂ باقی سے
بنا ہے سینہ گنجینہ مجدد الف ثانی کا

توحید وجودی کا انکشاف مدہوشی وفنا

سب سے قبل حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو توحید وجودی کا انکشاف ہوا، چنانچہ آپ خود ایک مقام پر فرماتے ہیں، کہ انابت کے ایک روز بعد بیخودی کی کیفیت جسے بڑے بڑے اولیاء معتبر سمجھتے اور غنیمت سے

موسوم کرتے ہیں، مجھ پر طاری ہوئی، اس میں کیا دیکھتا ہوں، کہ ایک سمندر تمام جہان کو گھیرے ہوئے ہے، جس میں تمام عالم اس طرح نمایاں ہیں، جیسے پانی میں کسی چیز کا عکس، یہ بیخودی آہستہ آہستہ غالب آتی گئی، اور دیر تک رہنے لگی، کبھی ایک پہر، کبھی دو پہر اور کبھی رات بھر طاری رہتی۔

جب یہ حالت حضرت خواجہ بیرنگ علیہ الرحمۃ سے عرض کی، تو فرمایا، ایک قسم کی فنا حاصل ہوئی ہے ۔

موجِ خاکی وہم و فہم و فکرِ ما ست

موجِ آبی محو و سکر است و فنا ست

مقام ظلال و فناء الفناء اس کے بعد حضرت خواجہ صاحب نے آپکو ذکر کرنے سے منع کر دیا، لیکن موجودہ ذکر کی نگہداشت کیلئے ارشاد فرمایا، دو روز بعد آپکو وہ فنا حاصل ہوئی، جو عام اولیاء میں مروج ہے، جب اسکی کیفیت خواجہ صاحب سے عرض کی، تو فرمایا کہ اپنے کام میں لگے رہو، بعد ازاں فنائے فنا حاصل ہوئی، تو پھر آپنے خدمت والا میں کیفیت عرض کی، حضرت خواجہ صاحب نے پوچھا، کہ کیا تمام عالم کو ایک دیکھتے اور متصل اور واحد معائنہ کرتے ہو یا نہیں؟ آپنے عرض کیا، کہ حضور، ایسا ہی محسوس ہوتا ہے، آپنے فرمایا، کہ فنائے فنا میں یہ بات معتبر ہے، کہ باوجود اتصال ادراک بے شعوری حاصل ہو، اسی رات آپکو اس قسم کی فنا حاصل ہوئی تھی، آپنے اس کی کیفیت حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں یوں عرض کی، کہ پہلے مجھے حق تعالےٰ کا علم حضوری حاصل ہوا ۔

مرتبہ تجلی اس کے بعد ایک نور ظاہر ہوا، جو تمام اشیاء کو محیط تھا، میں نے اس نور کو حق تعالےٰ سمجھا۔ اس نور کی رنگت سیاہ تھی، آپنے

فرمایا، کہ حق مشہود ہے، لیکن نور کے پردے میں، نیز فرمایا، کہ انبساط اور پھیلاؤ جو اس نور میں دکھلائی دیتا ہے، وہ علم الٰہی ہے، جو بواسطہ تعلق ذات حق سبحانہٗ ان اشیاء کے ساتھ جو اوپر نیچے واقع ہے، منبسط ہے، پھر آپ نے عرض کی، کہ کہ مجھے وہ پھیلا ہوا نور سکڑتا اور تنگ ہوتا معلوم ہوا، حتیٰ کہ ایک نقطہ سا بن گیا

مقام حیرت وحضور نقشبندیہ

آپ نے فرمایا، کہ اس نقطہ کی بھی نفی کر دینی چاہیے، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے ویسا ہی کیا، چنانچہ وہ نقطہ بھی زائل ہو گیا، پھر حیرت طاری ہوئی، کہ اس مقام پر خود بخود مشہود حق سبحانہٗ وتعالےٰ ہے، جب آپ نے اس کا ذکر حضرت خواجہ صاحب سے کیا، تو انہوں نے فرمایا، کہ یہی حضور نقشبندیہ اور نسبت نقشبندیہ ہے، اسی حضور کو حضور بے غیب بھی کہتے ہیں، اسی مقام پر نہایت کے مدارج بدایت میں حاصل ہوتے ہیں، اس طریق میں طالب کو بمجرد اخذ نسبت یہ مقام حاصل ہوتا ہے، دوسرے طریقوں میں کسی کو اگر کچھ حاصل ہوتا ہے، تو بڑے کسب و ریاضت اور محنت و مجاہدہ سے،

مقام فنائے حقیقی وشرح صدر

پھر اس نسبت سے ایک اور فنا متحقق ہوئی، جسے فنائے حقیقی کہتے ہیں، اس فنا کے حاصل ہونے سے دل میں اس قدر وسعت پیدا ہو گئی، کہ عرش سے لے کر فرش تک تمام عالم اُس وسعت کے مقابلہ میں ایسا تھا، جیسے پہاڑ کے مقابلہ میں رائی، اور کوہ کلاں کے مقابلہ میں خردلہ

مقام حق الیقین وجمع الجمع

اس کے بعد مجھے خود اپنے آپ میں ہر ہر فرد عالم میں بلکہ ہر ذرہ کائنات میں حق دکھائی دیا ہے

ہر ذرّہ کہ دیدیم جمال تو بدیدیم
ہر جا کہ رسیدیم سر کوئے تو دیدیم

پھر تمام جہان کو ایک ذرّہ سے بھی کم شئے میں دیکھا، بعدازاں اپنے آپ کی بلکہ تمام عوالم کی اس میں گنجائش نہ رہی، بلکہ اپنے آپ کو ایسا نور پایا، جو ہر ذرّہ میں پھیلا ہوا ہے، اور جس میں تمام جہان کی مختلف صورتیں اور شکلیں مثل لاشئے کے مضمحل ہو گئی ہیں، اسکے بعد اپنے آپکو اور ہر ذرّہ کو مقوّم جمیع عالم پایا۔ جب آپنے یہ کیفیت حضرت خواجہ صاحب سے عرض کی، تو فرمایا، کہ توحید میں حق الیقین کا مرتبہ یہی ہے، اور اسی مقام کو جمع الجمع بھی کہتے ہیں۔

بعدازاں جہان کے مختلف اشکال اور صور اور ذرّات جن کو آپ پہلے حق دیکھا کرتے تھے، اب وہ وہمی اور خیالی دکھائی دینے لگے، جس سے حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی، اس اثناء میں آپ کو فصوص الحکم کی عبارت جو آپنے اپنے والد بزرگوار سے سُنی تھی، یاد آئی، اور فی الجملہ تسکین بخشِ اضطراب ہوئی وھو ھٰذا

اِنْ شِئْتَ قُلْتَ اِنَّہٗ اَیِ الْعَالَمُ	تو چاہتا ہے، کہ تو کہہ کہ عالم حق ہے، یا
حَقٌّ وَاِنْ شِئْتَ قُلْتَ اِنَّہٗ خَلْقٌ	کہہ عالم خلق ہے، یا کسی اعتبار سے حق
وَاِنْ شِئْتَ قُلْتَ اِنَّہٗ حَقٌّ مِنْ	اور کسی اعتبار سے خلق یا امتیاز
وَجْہٍ وَخَلْقٌ مِنْ وَجْہٍ وَاِنْ شِئْتَ	کر دونوں میں کہ یہ بہتر یا مرتبہ
قُلْتَ بِالْحَیْرَۃِ بَعْدَ التَّمْیِیْزِ بَیْنَہُمَا	ہے۔

مرتبہ فرق بعد الجمع بعدازاں جب یہ کیفیت بھی آپ نے حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں عرض کی، تو فرمایا، کہ ابھی تمہارا حضور صاف نہیں ہوا، ابھی اپنے کام میں لگے رہو، حتیٰ کہ موجود اور موہوم میں تمیز کر سکو آپنے فصوص کی عبارت جسمیں عدم تمیز پائی جاتی تھی، پڑھی، خواجہ صاحب نے

فرمایا، کہ شیخ نے جو لکھا ہے، وہ مرتبہ کمال کا حال نہیں ہے، کیونکہ عدم امتیاز ابتدائی مقامات میں سے ہے، اس کے بعد آپ خواجہ صاحب کے حسب الارشاد اپنے کام میں مشغول ہو گئے، اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے دو ہی یوم میں موہوم اور موجود کے درمیان تمیز ظاہر کر دی، یہانتک کہ آپنے موجود حقیقی کو موہوم خیالی سے ممتاز کیا، اور صفات و افعال کو بھی موہوم محض پایا، اور خارج میں بجز ایک ذات موجود کے اور کچھ نہ دیکھا،

جب آپنے یہ حالت حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں عرض کی، تو ارشاد ہوا، کہ مرتبہ فرق بعد الجمع یہی ہے، اور اسی مقام کا نام مشائخ مقام تکمیل وارشاد رکھتے ہیں، اس سے آگے حسب استعداد ظاہر ہوتا ہے۔

نسبت مرادیت و محبوبیت

الغرض آپنے تھوڑے ہی عرصہ میں وہ کمالات حاصل کئے، جو دیگر سالکوں کو برسوں میں بھی حاصل نہیں ہوتے۔

حضرت خواجہ صاحب نے اس کی علت غائی یہ بیان فرمائی ہے، کہ آپ میں نسبت محبوبیت و مرادیت ہے، اور اسی نسبت والوں کو بمقابلہ مریدیت و محبیت کی نسبت والوں کے بلا محنت و مشقت بہت جلد سلوک طے ہوتا ہے۔

حضرت خواجہ صاحب کے آپکے متعلق خیالات

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو حضرت خواجہ بیرنگ رح کی خدمت میں رہتے ہوئے ابھی ایک ہفتہ گذرنے نہ پایا تھا، کہ حضرت خواجہ صاحب نے اپنے ایک مخلص کو آپکی نسبت خط میں یہ الفاظ تحریر فرمائے۔

شیخ احمد مردے است از اہل سرہند سے ایک بزرگ کثرت

سرہند کثیر العلم و قوی العمل روزے چند فقیر با او نشست و برخاست کردہ عجائب بسیار از روزگار اوقات او مشاہدہ نمودہ، آں ماند کہ چراغے شود، کہ عالمہا از وے روشن گردد، الحمد للہ تعالیٰ احوال کاملۂ او بمراقبۂ بیقین پیوستہ وایں شیخ مشار الیہ برادران و اقربا دارد، ہمہ مردم صالح واز طبقۂ علماء چندے را دعاگوئے ملازمت کردہ از جواہر عالیہ دانستہ استعداد ہائے عجیب دارند و فرزندان آں شیخ کہ اطفال اند اسرار الٰہی اند بالجملہ شجرہ طیبہ اند انبتہ اللہ نباتاً حسناً و فقرائے باب اللہ دلہائے عجب دارند الخ

علم اور قوّت عمل سے موصوف شیخ احمد نام چند روز میرے پاس رہے ہیں، مَیں نے ان کی حالت سے بہت سے عجائبات کا مشاہدہ کیا، ایسا معلوم ہوتا ہے، کہ وہ ایک روشن چراغ ہونگے، جو کئی عوالم کو منوّر کرینگے، اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے، کہ اُن کے کامل احوال کا مجھے یقین واثق ہوگیا ہے اس شیخ مذکور کے بھائی اور رشتہ دار بھی ہیں، جو سب کے سب صالح اور عالم ہیں، اُن میں چند ایک سے ملاقات ہوئی وہ اسرار الٰہی اور جواہر عالیہ ہیں عجیب استعداد کے مالک ہیں، شیخ کے صاحبزادے جو ابھی بہت کمسن ہیں، اسرار الٰہی اور شجرہ طیبہ ہیں، خداوند تعالیٰ اُنکی اچھی طرح نشو و نما کرے، اللہ تعالیٰ کے دروازہ کے فقیروں کے دل بھی عجیب ہیں۔

حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کی خاص توجّہ

حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ ایک روز کا ذکر فرماتے ہیں، کہ جب میں حضرت خواجہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو بسا اوقات از خود رفتگی جو علامت فنائیت ہے، مجھپر طاری رہتی، حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے میرے

برادرِ طریقت شیخ تاج سنبھلی کو یہ حکم دے رکھا تھا، کہ جملہ مریدین کے حالات و واقعات کو دریافت کرکے مجھے بتا دیا کرو، لیکن میرے حالات کو آپ نے مستثنیٰ کر رکھا تھا وہ بذاتِ خود سُنا کرتے تھے ایک روز آپ نے مجھے بلا کر فرمایا، کہ بلا کم و کاست جو کچھ واقعات پیش آیا کریں، بیان کر دیا کرو، تامل اور سکوت سے کام نہ لیا کرو اُسی زمانہ میں اتفاقاً مجھے یہ ایک واقعہ پیش آیا تھا، کہ شیخ تاج کی طرف میں متوجہ ہوا، اور تصرف کیا، وہ بیخود ہو کر زمین پر گر پڑے، آپ کے اصرار فرمانے پر میں نے یہ واقعہ ظاہر کیا، سُنتے ہی آپ کا حال متغیر ہو گیا، اور حاضرین پر بہت دیر تک سکوت طاری رہا۔

خلافت

حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے بارگاہِ حق سبحانہ تعالےٰ میں آپ جیسے قابل طالب اور لائق مرید کے تربیت پانے اور درجۂ کمال تک پہنچنے کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد آپ کو ایک روز خلوت میں طلب کیا، اور ایک ساعت میں خلعتِ خلافت سے سرفراز فرما کر نسبتِ معہود عطا کی، اور جو واقعات یہاں آنے سے پہلے آپ کے بارے میں دیکھے تھے، وہ سب آپ سے بیان فرمائے نیز یہ بھی بتلایا، کہ ہمیں خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ نے صرف تمہاری خاطر ہی اس ملک میں بھیجا تھا۔

الغرض حضرت خواجہ بیرنگ قدس سرہٗ نے آپ کو ۱۰۰۸ھ ہجری میں نسبت خاصہ القا فرما کر اور خلافت عطا کرکے آپکے ہمراہ اپنے چند معتبر اصحاب کئے، اور وطنِ مالوف سرہند شریف کی طرف رخصت فرمایا۔

آپ وطنِ مالوف میں آکر حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کے فرمان کے مطابق تربیت

طالبین اور ہدایتِ سالکین میں مشغول ہوئے، اور ایک قلیل ہی عرصہ میں صدہا طالبوں کو اپنے باطنی چشمہ سے سیراب فرمایا۔

تجدید

گوشۂ تنہائی خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ برکات احمدیہ میں لکھتے ہیں کہ عینِ ارشاد کے وقت حضرت مجدد الفِ ثانی علیہ الرحمۃ نے بعض اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لئے گوشۂ تنہائی اختیار کیا، حضرت خواجہ صاحبؒ قدس سرہٗ کو جب معلوم ہوا، تو وجہ دریافت فرمائی، آپ نے جواب میں لکھا، کہ تجدیدِ الفِ ثانی کے مقدمات درپیش تھے، اس واسطے گوشۂ تنہائی اختیار کیا گیا تھا۔

علاماتِ تجدید حضرت سلطان الاولیا، خلیفۃ اللہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ حضرت مجدد الفِ ثانی علیہ الرحمۃ پر تجدید الفِ ثانی کی پہلی علامت ونشانی یہ ظاہر ہوئی، کہ آپ سے عین شرعی اُمور کے مطابق مشاہدات، تجلیات، ظہورات، احوال، معارف اور علوم ظاہر ہونے لگے، اور وحدتِ وجود کے متعلقہ حالات جو اس سے پیشتر آپ پر ظاہر ہوئے تھے، مفقود ہوگئے، کیونکہ وہ ولایتِ صغریٰ میں سے ہیں۔

جب حضرت مجدد الفِ ثانی علیہ الرحمۃ نے ولایتِ صغریٰ سے ولایتِ کُبریٰ اور ولایتِ عُلیا کی جانب ترقی کی، تو آپ پر علوم ومعارفِ شرعیہ ظاہر ہونے لگے، اور اللہ تعالے نے اپنے فضل وکرم سے تجدیدِ الفِ ثانی کی خلعت آپ کو عنایت فرمائی۔

نزولِ خلعت ایک روز حضرت مجدد الفِ ثانی علیہ الرحمۃ صبح کے وقت جب حلقہ میں بیٹھے تھے، تو حالتِ کشفی میں کیا دیکھتے

ہیں، کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اولیا کی جماعت سمیت تشریف فرما ہوئے ہیں، اور خود اپنے دست مبارک سے ایک نہایت فاخرہ خلعت حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو پہنائی، اور فرمایا، کہ یہ تجدید الف ثانی کی خلعت ہے اس خلعت کا نزول آپ پر بروز جمعہ دس ماہ ربیع الاول ۱۰۱۰ھ ہجری کو ہوا

قیومیت

ایک[1] روز نماز ظہر کے بعد آپ مراقبہ میں بیٹھے ہوئے تھے، اور ایک حافظ آپ کے پاس قرآن شریف پڑھ رہا تھا، کہ اتنے میں آپ نے ایک اعلیٰ درجہ کی نوری خلعت اپنے آپ پر مشاہدہ کی، اسی وقت القا ہوا، کہ یہ قیومیت کی خلعت ہے، جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال اتباع کی وجہ سے آپ کو عطا کی گئی ہے

قیومیت کا منصب بھی آپکو ۱۰۱۰ھ ہجری میں عطا ہوا ۔

تجدید کا پہلا سال

خطاب مجتہد | تجدید کے پہلے سال آپ کو مجتہد کا خطاب عطا ہوا، چنانچہ آپ اپنی کتاب مبداء و معاد میں فرماتے ہیں، کہ

ایں فقیر را در توسط احوال حضرت پیغمبر علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات در واقعہ فرمودہ بودند کہ تو از مجتہدان علم کلامی - از اں	اس فقیر کو توسط احوال میں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں فرمایا، کہ تم میری امت کے مجتہدوں میں سے ہو، اس وقت سے علم کلام

[1] زبدۃ المقامات اور روضۃ القیومیہ میں یہ واقعہ مذکور ہے ۔ ۱۲ منہ

وقت در ہر مسئلہ از مسائل کلامیہ ایں فقیر را رائے خاص است و علم مخصوص الخ	ہیں میری ایک خاص رائے ہے اور مجھے اس میں ایک مخصوص علم حاصل ہے۔

امام اعظمؒ اور امام شافعیؒ کے اجتہاد کے متعلق آپکی رائے

حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی علیہ الرحمۃ اپنے مکتوبات کی پہلی جلد میں لکھتے ہیں، کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ

جب ہم امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اجتہاد کی سیر کرتے ہیں، تو حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کی طرف دو حصے حق معلوم ہوتا ہے، اور حضرت امام شافعیؒ کیطرف ایک حصہ" الخ

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ عموماً مذہب حنفی پر عمل کیا کرتے تھے۔

مسائل اجتہادیہ

آپ کے ایسے اجتہادیہ مسائل بہت سے ہیں، جن کو آپ سے پیشتر کسی مجتہد نے بیان نہیں کیا، مناسب معلوم ہوتا ہے، کہ یہاں پر دو ایک مسائل بطور "مشتے نمونہ از خروارے" بیان کردئے جائیں، اگر کسی کو آپ کے مسائل اجتہادیہ دیکھنے کا شوق ہو، تو مکتوبات شریف کی تینوں جلدیں مطالعہ کرے۔

نمونہ گذشتہ متکلمین کا شاہق الجبل یعنی وہ لوگ جو پہاڑوں پر رہتے ہیں

[1] زبدۃ المقامات۔

اور انہیں پیغمبر کی خبر نہیں پہنچی، اور وہ بت پرستی کرتے ہیں، کے بارے میں اختلاف ہے، بعض ان کو کافر کہتے ہیں، اور بعض مومن۔

مذہب حنفیہ کے بڑے سردار امام ابو المنصور ماتریدیؒ فرماتے ہیں، کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے ہے، کہ خدا شناسی کیلئے صرف عقل ہی کافی ہے، پس شاہقِ جبل کافرِ مطلق ہیں، اور خود امام ابو المنصورؒ کی بھی یہی رائے ہے، اور اپنے اجتہاد پر یوں استدلال کرتے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ (سورۃ النساء)	اللہ تعالیٰ تو اس جرم کو معاف کرنیوالا ہی نہیں، کہ اس کے ساتھ (کسی کو) شریک گردانا جائے، ہاں! اس کے سوا جو گناہ جس کو چاہے، معاف کر دے۔

پس ماتریدیہ کی رائے میں جنہیں نبی کی خبر نہیں پہنچی، اور ان کا شرک پر ہی خاتمہ ہوگیا، انہیں ہمیشہ کے لئے دوزخ کا عذاب ہوگا،

لیکن شافعی مذہب کے بڑے سردار امام ابو الحسن اشعریؒ کی رائے ہے، کہ شاہقِ الجبل جنتی ہیں، اور اپنے دعوے کی دلیل یہ بیان کرتے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے، کہ

مَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔	ہم اس وقت تک کسی کو عذاب نہیں دیتے جبتک کہ اسکے پاس پیغمبر نہ بھیج لیں۔

اب یہ دونوں آیتیں بظاہر ایک دوسرے کے خلاف معلوم ہوتی ہیں، کیونکہ ایک جگہ تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے، کہ ہم مشرک کو نہیں بخشیں گے، اور دوسری جگہ فرمایا ہے، کہ جب تک رسول نہ بھیجیں گے، عذاب نہیں دیں گے، گو وہ مشرک

ہی ہو ، دونوں مجتہدوں نے اپنی اپنی دلیل کے لئے ایک ایک آیت پیش کی ہے۔

اس معاملہ میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمتہ کی یہ رائے ہے ، کہ یہ تو ناگوار سا معلوم ہوتا ہے ، کہ کسی شخص کو نبی کی وساطت کے بغیر بہشت میں داخل کر لیا جائے ، لیکن یہ بھی بظاہر انصاف کے خلاف معلوم ہوتا ہے ، کہ کسی کو اطلاع دیئے بغیر عذاب میں ڈالا جائے ، آپ کی یہ رائے ہے ، کہ ایسے شخصوں کو قیامت کے دن حشر کے بعد چوپاؤں کی طرح خاک کر دیا جائیگا۔

اسی طرح دارالحرب کے بچوں کے بارے میں بھی آپ فرماتے ہیں ، کہ یہ بھی خاک کر دیئے جائیں گے ، لیکن امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کی رائے ہے ، کہ انہیں دوزخ میں ڈالا جائیگا ، کیونکہ وہ اسلامی ولایت میں نہیں ، لیکن امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ ان بچوں کو اہل ذمہ کے بچوں کی طرح داخل بہشت فرماتے ہیں ، کیونکہ وہ معصوم محض ہیں ، عذر کے لائق نہیں۔[1]

مُلّا ن عبد الرحمٰنؒ کا بیعت کرنا

ملّاں عبد الرحمٰنؒ نے جو اپنے وقت کے بڑے متبحر عالم تھے ، اور جنہوں نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمتہ کے ابتدائی حالات انہوں سے سنے تھے ، اسی سال مرید ہوئے۔

مکتوب حضرت خواجہ بیرنگؒ

علاوہ ازیں اسی سال حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ نے ایک مکتوب آپکی جانب لکھا ، جس میں اُن یاروں کے حالات دریافت فرمائے ، جو آپ کی

---

[1] اس کے بعد حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمتہ نے تحریر فرمایا ہے ، کہ اس مسئلہ کو میں نے حضرت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں پیش کیا ، سب نے تصدیق فرمائی والعلم عند اللہ - ۱۲ منہ رح

خدمت میں رہتے تھے، آپ نے ہر ایک کا مفصل حال لکھ بھیجا۔

حضرت خواجہ صاحبؒ کی عنایت اسی سال ایک روز حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی مخلص نے نہایت عاجزی اور انکساری سے التماس کی، کہ کمالاتِ الٰہی کا اُخروی درجہ عنایت ہو، تو آپ نے فرمایا، کہ جب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سرہند سے تشریف لائیں گے، تو اُن سے تمہارے واسطے کہا جائیگا، وہ تمہارے حق میں خاص توجہ کر کے تمہارے مدعا کو پورا کر دیں گے۔

دہلی کا دوسرا سفر اسی سال آپ کے سینہ میں اپنے مرشد کامل حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کی زیارت کا اشتیاق مالا یطاق موجزن ہوا، چنانچہ آپ سرہند سے دہلی تشریف لائے، حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے جب آپ کی تشریف آوری کی خبر سُنی، تو تمام مریدوں اور خلفاء سمیت کابلی دروازہ تک استقبال کے لئے تشریف لیگئے، اور نہایت ہی اعزاز احترام کے ساتھ خانقاہ شریف پر لائے۔

عروج کمالات دہلی میں پہنچکر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے کمالات اور حالات کو بہت عروج ہوا، آپ کی استعداد عالی کے خصائص سے جو اسرار و معارف ظہور پذیر ہوتے، حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ ان کو اس طرح سے اخذ فرماتے، جیسے کوئی شاگرد اُستاد سے حدیث نقل کرتا ہے۔

بسا اوقات حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ آپ کو بر سر حلقہ بٹھاتے، اور خود معہ اپنے خلفاء اور مریدین کے آپکے حلقہ میں مستفیدانہ شریک ہوتے۔

لہ خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ نے برکات احمدیہ میں لکھا ہے ۱۲ منہ رحم

تجدید کا دوسرا سال

اس سال حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے اپنے مریدوں اور خلفاء کو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بھیجا، جب بعض یاروں نے اس بارے میں حجت پیش کی، تو حضرت خواجہ صاحب رح نے سخت ناراض ہو کر فرمایا، کہ اگر سلامتی چاہتے ہو، تو اُن کی خدمت میں باادب اور باعقیدت رہو۔

خرقہ کی حوالگی جب آپ دہلی سے سرہند واپس تشریف لائے، تو قطب دوران حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا خرقہ مبارک جو اپنے جانشین صاحبزادہ سید تاج الدین عبدالرزاق قدس سرہ العزیز کو آپکے حوالہ کرنے کے لئے تفویض فرمایا تھا، اور سید صاحب رح کے جانشینوں میں یکے بعد دیگرے امانتاً چلا آتا تھا، وہ اسی سال آپ کے حوالہ کیا گیا۔

یہ خرقہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے ظہور کے وقت حضرت شاہ سکندر قادری قدس سرہ العزیز کے پاس اُن کے جدِ امجد حضرت شاہ کمال کیتھلی رح سے امانتاً پہنچا تھا،

تجدید کے دوسرے سال حضرت شاہ کمال کیتھلی رح نے حضرت شاہ سکندر قادری رح سے خواب میں فرمایا، کہ اس خرقہ مبارک کے وارث جن کے لئے حضرت غوث پاک نے وصیت فرمائی تھی، شیخ احمد سرہندی ظاہر ہو گئے ہیں ان کے حوالہ کر دو، انہوں نے خرقہ شریف کے تفویض کرنے میں اس خیال سے تامل کیا، کہ گھر کی نعمت گھر ہی میں رہے، تو بہتر ہے، شاہ کمال رح نے دوبارہ عالمِ رؤیا میں تاکید کی، کہ پرائے حق کو کیوں رکھ چھوڑا ہے، جلدی یہ خرقہ انہیں

پہنچا دو، پھر شاہ سکندر نے تامل کیا، سہ بارہ شاہ کمال نے نہایت ناراض ہو کر فرمایا، کہ اگر خیریت چاہتے ہو، تو یہ خرقہ اُس کے وارث کے حوالہ کر دو، ورنہ نسبت سلب ہو جائے گی،

شاہ سکندر ہیبت زدہ ہو کر وہ خرقہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں لائے، آپ صبح کی نماز کے بعد حسب عادت حلقۂ ذکر و توجہ میں مشغول مراقبہ فرما رہے تھے، جب مراقبہ سے فارغ ہوئے، تو شاہ صاحبؒ نے خاندانِ قادریہ کی خلافت آپکو عطا کی، اور خرقہ مبارک تفویض فرمایا، آپ نے وہ خرقہ زیب تن کیا، اور قادریہ نسبت کی طرف متوجہ ہوئے، اتنے میں نسبت قادریہ نے اسقدر غلبہ اور استیلا کیا، کہ نسبتِ نقشبندیہ مغلوب ہو گئی، پھر نسبتِ نقشبندیہ نے اس قدر غلبہ کیا، کہ نسبتِ قادریہ مغلوب و مستور ہو گئی، چند مرتبہ ایسا ہی ہوا، کبھی وہ نسبت غالب آجاتی، اور کبھی یہ

کشفی حالت اسی اثناء میں آپ نے کشفی حالت میں کیا دیکھا، کہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ حضرت امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ مع بزرگانِ سلسلہ تشریف فرما ہوئے ہیں، بعد ازاں حضرت خواجہ بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ بھی مع بزرگان سلسلہ تشریف فرما ہوئے ہیں، طرفین میں باہم اشارات ہوئے، حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے بچپن ہی میں ہمارے پوتے شاہ کمال قادری کی زبان چوس کر کامل فیض نسبت حاصل کیا ہے، لہٰذا ان پر ہمارے سلسلہ کی خدمت اور اشاعت کا بڑا حق ہے، حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، کہ ہمارے طریق کا استحقاق اس وجہ سے اُن پر زیادہ ہے، کہ بتوسط

ہمارے خلیفہ خواجہ بیرنگ باقی باللہؒ کے نسبتِ معہودہ انہوں نے پائی ہے، ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی، کہ اکابر سلسلۂ چشتیہ بھی تشریف فرما ہوئے، انہوں نے بھی اپنا دعوے مع دلیل پیش کیا، اور کہا، کہ آپکے آباؤ اجداد ہمارے ہی سلسلہ میں تھے، آپ نے ہمارے ہی آغوش میں نشو و نما پایا ہے، اور سب سے پہلے ہمارے ہی سلسلہ کی خلافت حاصل کی ہے، لہٰذا ہمارے سلسلہ کا حق سب سے زیادہ ہے،

یہ معاملہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں فیصلہ کے لئے پیش ہوا، اور خورشیدِ رسالت نے ہر ایک بزرگ کو تسلی اور دلاسا دیکر فرمایا کہ تم سب اپنی اپنی نسبت اس عزیز کو دیدو، تاکہ یہ سب سلسلوں میں داخل ہو جائے، تم سب کو مساوی اجر کا حصہ ملیگا، مگر چونکہ سلسلہ نقشبندیہ خیر البشر بعد الانبیاء سے ہے، یعنی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے، اور اس میں اتباع سنت سنیہ و اجتناب بدعت نامرضیہ سب سے زیادہ ملحوظ ہے، لہٰذا یہ سلسلہ خاص خدمت تجدید سے زیادہ تر مناسبت رکھتا ہے، پس آپ سے زیادہ تر یہی رواج پائیگا۔

یہ واقعہ سوموار کے روز ۱۵ر شعبان ۱۰۱۱ھ ہجری کو تجدید و قیومیت کے دوسرے سال صبح اور ظہر کے درمیان ظہور میں آیا۔

صدر جہان اور خانِ اعظم کا مرید ہونا

اسی سال سید صدر جہاں اور خانِ اعظم جن کی خوابوں کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ آپ کے مرید ہوئے۔

خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کا مکتوب

نیز اسی سال حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

نے ایک مکتوب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی طرف لکھا، جس سے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی علو شان اظہر من الشمس ہوتی ہے، وہ تبرکاً درج ذیل ہے۔

حق سبحانہ باعلٰی مرتبۂ کمال برساندع	اللہ تعالٰی آپ کو کمال کے اعلیٰ مراتب پر پہنچائے، بزرگوں کے پیالہ میں زمین
وَلِلْاَرْضِ مِنْ کَاْسِ الْکِرَامِ نَصِیْبٗ تکلفے نیست آنچہ حقیقت است نوشتہ مے شود، پیر انصار قدس سرہ مے فرمود، من مرید خرقانی ام، لیکن اگر خرقانی دریں وقت مے بود، باوجود پیریش مریدیے من بیکرد هرگاہ صفتِ آں بے صفتاں ایں باشد، گرفتارانِ آثارِ صفات چرا جان فدائے لوازم طلبگاری نکنند، واز ہر کجا بوئے بشام ایشاں رسد درپے آں نروند، اکنوں تاَمّل واہمال مانہ از استغنائی و بے نیازی است، بموقوف باشارت است ۵	کا بھی حصہ ہوتا ہے، اس میں سر مو تکلف نہیں، جو حقیقت حال ہے، لکھی جاتی ہے پیر انصار فرماتے ہیں، میں حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی کا مرید ہوں، لیکن اگر وہ اسوقت موجود ہوتے، تو باوجود پیر ہونے کے وہ میرے مرید ہوتے، جبکہ اُن بے صفتوں کی یہ صفت ہو، تو پھر کیونکر ان آثار و صفات کا گرفتار طلبگاری کے لوازمات پر جان کو فدا نہ کرے اور جہاں سے خوشبو دماغ میں آئے، کیوں اُس کے پیچھے نہ جائے، اب ہمارا دیر و تاَمّل بے پروائی اور استغنا کی وجہ سے نہیں ہے، بلکہ اشارہ پر موقوف ہے ۵
گر طمع خواہد زمن سلطانِ دین	گر طمع خواہد زمن سلطان دین خاک بر فرقِ قناعت بعد ازیں

خاک برفرقِ قناعت بعدازیں
بارے نسخۂ حال وارادۂ ما این
است، خدائے عزوجل ہرآنچہ
مے باید مہتدی گرداناد، و
ازعُجب وپندار مخلصی بخشاد
وبقیۃ المقصود جناب سیادت
مآب امیر صالح نیشاپوری
سلمہ اللہ اظہارِ طلب نمودند
چوں وقت مقتضی ایں نہ بود
تضییع اوقات ایشاں دادن
ازمسلمانی نہ نمود، لاجرم بہ
صحبت شما فرستادہ شد
انشاء اللہ تعالے بقدر
استعداد بہرہ مند میگردند،
توجہ ولطفِ کامل یابند والدعا

ہم نے اپنی موجودہ حالت اور دِلی خواہش
ظاہر کردی ہے، اب جو اللہ تعالے
کو منظور ہے، اُس کی ہدایت کرے
اور غرور اور خودپسندی سے نجات
دے، جناب سیادت مآب پیر
صالح نیشاپوری نے اپنے باقیماندہ
مقصود کی طلب کا اظہار کیا، چونکہ
وقت اُس کا مقتضی نہ تھا، اُن کے
اوقات کا ضائع کرنا مسلمانی سے بعید
معلوم ہوا، لہذا اُن کو آپ کی
صحبت میں روانہ کیا گیا، انشاء اللہ
تعالے بموجب اپنی استعداد کے
بہرہ یاب ہوں گے، اور کامل
توجہ اور مہربانی حاصل کرینگے،
اور دعا

مکتوب کا جواب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اس مکتوب شریف کا نہایت عاجزی اور انکساری سے جواب بھیجا، جو آپ کے مکتوبات شریف کی پہلی جلد میں موجود ہے۔

دوسرا مکتوب دوسرا خط تین ماہ بعد حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے آپ کے نام ارقام فرمایا تھا، وہ بھی درج ذیل ہے۔

اللہ تعالیٰ فقراء و مساکین دربانده
را از برکات برگزیدگان بدر بانی
برساناد، و مدتیست کہ عرض
نیازمندی بدرگاہِ ولایت نکردہ
ام آرے ایں یک کلمہ از قاصدان
صادق حال بشنوانند شد، الحمد للہ
ایں قسم خود صورت مے بندند و دیگر
چہ نویسم سخن درویشاں بحضرت
شما نوشتن بغایت بیشرمی است
حکایتِ اوضاع صوریہ بسیار
بیجا الغرض مارا حدِ خود مے باید
دانست و از فضول احتراز باید
کرد، والدعاء

اللہ تعالیٰ فقراء اور مساکین کو اپنے
برگزیدوں کی برکت سے دربانی تک
پہنچائے، مدت سے میں نے درگاہِ ولایت
میں اپنی نیازمندی عرض نہیں کی اس
کلمے کو سچے نامہ بر ضرور خدمت والا میں
عرض کر دیں گے، الحمد للہ یہ قسم خود
صورت پیدا کرتی ہے، اور کیا لکھوں،
درویشوں کی باتیں آپ کی خدمت میں
لکھنا نہایت بے شرمی ہے، اور ظاہری
وضع کی باتیں لکھنا بہت ہی بے جا
ہیں، الغرض ہمیں اپنی حد کو مدنظر رکھکر
فضول باتوں سے احتراز کرنا چاہیئے،
اور دعاء

تجدید کا تیسرا سال

دہلی کا تیسرا سفر مذکورہ بالا مکتوب کے پہنچنے کے بعد حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو پھر حضرت خواجہ صاحبؒ کی ملاقات کا اشتیاق دامنگیر ہوا، چنانچہ آپ دہلی کی طرف روانہ ہوئے، جب آپ کی تشریف آوری کی خبر حضرت خواجہ صاحبؒ نے سنی، تو پیادہ پا شہر سے باہر استقبال کے لئے آئے، اور بڑی تعظیم و تکریم سے آپ کو خانقاہ شریف پر لائے

ایک واقعہ ایک روز کا ذکر ہے، کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اپنے

حجرے میں آرام کر رہے تھے، کہ اتفاقاً حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ملنے کے لیے تشریف لائے، خادم نے چاہا، کہ آپ کو بیدار کردے لیکن حضرت خواجہ صاحب رح نے منع فرمایا، اور خود حجرہ کے دروازہ کے پاس آپ کی بیداری کے انتظار میں کھڑے ہوگئے، باوجودیکہ آپ گہری نیند سو رہے تھے، فوراً اٹھ بیٹھے، اور چارپائی سے نیچے اتر آئے لہ

حالتِ مَن خواب را ماند گہے
خواب پندارد مَر ورا گمرہے
گفت پیغمبر کہ عَیْنَایَ تَنَامُ
لَا یَنَامُ الْقَلْبُ عَنْ رَبِّ الْاَنَامِ

اور مضطرب الحال ہوکر دریافت فرمانے لگے، کہ باہر کون صاحب ہیں؟ حضرت نے ارشاد فرمایا، فقیر محمد باقی، آپ فوراً ہی حاضر خدمت ہوگئے۔

حضرت خواجہ صاحب رح کا القائے توجہ کے لئے ارشاد

انہی ایام میں حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے آپ کو ارشاد فرمایا، کہ اب میرے بدن میں آثار ضعف اور ناتوانی زیادہ ہوگئے ہیں، حیات کی امید نہیں، اپنے صاحبزادگان کو جو اس وقت شیر خوار تھے، آپ کے روبرو پیش کرکے القائے توجہ کے لیے ارشاد فرمایا، آپ نے انہیں غائبانہ توجہ فرمائی۔

سرہند شریف کو واپسی اور لاہور کا سفر

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ جب دہلی سے واپس آئے، تو تھوڑا عرصہ سرہند شریف میں قیام کرکے حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ

لہ خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد میر محمد نعمان سے روایت کی ہے ۱۲۱ منہ رح

علیہ کے ارشاد کے مطابق شہر لاہور کیطرف روانہ ہوئے، شہر کے علماء اور صوفیاء نے جب آپکی تشریف آوری کی خبر سُنی، تو استقبال کے لئے حاضر ہوئے، اور نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ شہر میں لائے، آپ کے فیضانِ عام اور کمالات تام کی بڑی شہرت ہوئی، شہر کے بڑے بڑے علماء مثلاً مولانا طاہرؒ، مولانا حاجی محمدؒ مولانا جمال الدینؒ تلویؒ وغیرہ آپ کے حلقۂ بیعت و ارادت میں داخل ہوئے، اور صبح و شام آپ کی خدمت میں رہنے لگے، اکثر مشائخ وقت نے بھی آپ سے فیض حاصل کیا۔

مولانا جمال الدینؒ کا سوال ایک روز مولانا جمال الدینؒ نے آپ سے سوال کیا، کہ حضور اس کی کیا وجہ ہے، کہ بہت سے کامل اولیاء مسئلۂ وحدت وجود کے جو بظاہر شرع کے بالکل خلاف ہے، قائل ہیں، آپنے مولانا کے کان میں چند ایک کلمات کہے، جن کو سنکر مولانا کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے، اور چہرے کی رنگت اس طرح بدل گئی، جس طرح کسی نشے والے اور مخمور کی ہوتی ہے، کسی کو معلوم نہ ہوا کہ آپ نے کیا فرمایا، جس سے مولانا پر وجدانہ کیفیت طاری ہوگئی، حقیقت تو یہ ہے، کہ ؎

اِک نظر دیکھ لیا جس کو وہ دیوانہ ہوا
کس بلا کا ہے تری چشم فسونکار میں لطف

خواجہ فرخ حسینؒ کا حلقۂ ارادت میں داخل ہونا خواجہ فرخ حسین رحمۃ اللہ علیہ بدخشان اور ماوراء النہر کے بڑے مشائخ سے تھے آپ رُویائے صادقہ کی بنا پر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سے فیض یاب ہونے کے لئے ہندوستان آئے تھے،

اثنائے راہ میں جب لاہور پہنچے، تو ان دنوں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ بھی لاہور میں تشریف فرما تھے، جب خواجہ فرّخ حسین رحمۃ اللہ علیہ نے سُنا، تو قدم بوسی کے لیے حاضر ہو کر حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے،

میر نصیر احمد رومیؒ کا کشف

میر نصیر احمد رومی رحمۃ اللہ علیہ روم کے صحیح النسب سید اور بڑے شیخ تھے

ایک روز حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ منورہ پر بیٹھے ہوئے تھے تو کیا دیکھتے ہیں، کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں، کہ اے نصیر! سرزمین ہند میں ایک ولی اللہ ظاہر ہوا ہے اس کے ہاتھ پر جا کر توبہ کرو۔

چنانچہ میر صاحب بھی جب دشوار گذار منزلیں طے کر کے ہندوستان کے قدیم شہر لاہور میں پہنچے، تو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف ارادت سے مشرف ہوئے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال

ابھی آپ لاہور میں ہی مقیم سرگرم حلقۂ ذکر وشغل تھے، کہ ایک حسرتناک روح فرسا خبر آپکو پہنچی، کہ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کا چند یوم کی علالت کے بعد بتاریخ ۲۵ جمادی الآخر ۱۰۱۲ھ ہجری دہلی میں وصال ہو گیا ہے۔

اس جانکاہ حادثہ کی خبر پاتے ہی آپکے رونگٹے کھڑے ہو گئے، بدن پر لرزہ طاری ہو گیا، حواس باختہ ہو گئے، مگر اب کیا ہو سکتا تھا، ایک نہ ایک دن حاضری سب نے بھرنی ہے۔

تھا کون سا نخل جس نے نہ دیکھی خزاں
وہ کون سے گل کھلے جو مرجھا نہ گئے

ایک سرد آہ کھینچکر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہتے ہوئے بے اختیار بحالت اضطرار دہلی کو روانہ ہوئے، گو راستہ میں سرہند تھا، مگر آپ گھر تک نہ گئے بغیر اپنے اہل وعیال کو ملے شبانہ روز چلکر دہلی پہنچے، اور مرشد برحق کے مزار کی زیارت کی، مخدوم زادوں اور متعلقین کو صبر و دلاسا دیا، سب نے آپ سے دہلی میں قیام فرمانے کے لئے التماس کی آپنے چند روز قیام فرما کر اُن شکستہ دلوں کو تسلی بخشی۔

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت کے بموجب آپ کے خلفاء ومریدین سب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے حلقۂ ذکر میں شریک ہو کر استفادہ کرتے، اور آدابِ عقیدت نیازمندانہ بجالاتے۔

حضرت خواجہ صاحبؒ کے صرف دو فرزند تھے، خواجہ عبداللہؒ اور خواجہ عبیداللہؒ آپ کے خلفاء حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے علاوہ غالباً تین تھے، (۱) شیخ تاجؒ (۲) خواجہ حسام الدینؒ (۳) شیخ الہ داؒد۔

یہ تینوں حضرات جناب خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تجہیز و تکفین کے وقت حاضر تھے،

تجدید کا چوتھا سال

آپکے بعض ناتجربہ کار پیر بھائیوں کی ایک حرکت

ابھی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ دہلی میں ہی تشریف فرما تھے، کہ بعض ناتجربہ کار حاسد پیر بھائی آپ سے منحرف ہو گئے ہرچند آپ نے پند و نصیحت کی، مگر کچھ اثر نہ ہوا، ان میں سے بعض کی نسبت بھی آپنے سلب کرلی، پھر بھی کوئی متنبہ نہ ہوا، اس کے بعد آپ اپنے وطن مالوف کی

طرف چلے آئے۔

خاطیوں کی معذرت شیخ تاج سنبھلیؒ نے جو حضرت خواجہ صاحب کے خلیفہ اور منحرفین کے سرغنہ تھے، اپنی نسبت کو سلب پاکر آپ کے خلاف ختم پڑھنے شروع کئے، ان پڑھنے والوں میں سے ایک شخص نے جو صاحب کشف تھا، یہ دیکھا، کہ ہم میں سے ہر ایک نے ایک ایک چراغ روشن کیا ہے، ناگاہ بجلی چمکی، تند ہوا کا جھونکا آیا یک لخت سب کے سب چراغ بجھ گئے، اور غیب سے ندا آئی، کہ یہ چراغ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مخالف درویشوں کی توجہ تھی، اور وہ بجلی خود حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی عنایتی توجہ تھی، جس نے سب کو نیست و نابود کر دیا،

یہ واقعہ پیش آتے ہی سب منکرین چار موجۂ حیرت میں پڑ گئے، خود شیخ تاجؒ نے عالم رویاء میں مشاہدہ کیا، کہ ایک عظیم الشان محفل ہے، اکابر اولیاءؒ اس میں تشریف فرما ہیں، اُن میں سے ایک بزرگ نے شیخ سے خطاب فرمایا کہ تمہاری نسبت کی سلب اور بربادی کا باعث حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی بیجا مخالفت ہے، علاوہ شیخ تاج کے اس قسم کی خوابیں اوروں کو بھی ظاہر ہوئیں الحاصل شیخ تاجؒ نے خواجہ حسام الدین احمد اور مولانا محمد ہاشم کو جو حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ العزیز کے واقف تھے، نہایت تضرع کے ساتھ اپنی غلطی سے آگاہ کیا، اور خواب سنا کر استدعا کی کہ آپ سب کیطرف سے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں معافی کی درخواست کریں۔

معافی اس کے بعد شیخ تاجؒ نے اپنے اور دیگر پیر بھائیوں کی خطا کی معذرت کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں ایک درخواست

تحریر کی ! آپ نے سب کو معاف کردیا۔

جب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ خواجہ صاحب قدس سرہ العزیز کے عرس کی تقریب پر دہلی میں تشریف لائے، تو کل منکرین ننگے سر اپنی اپنی دستاروں کو گلوں میں ڈالے شہر سے کئی میل باہر استقبال کیلئے گئے، اور روبرو ہوکر بھی اپنے قصوروں کی صدق دل سے معافی چاہی، آپ نے سب کے قصوروں کو معاف فرمادیا۔

تجدید کا پانچواں سال

تبلیغ افتتاحیہ میں بتلایا گیا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے ظہور کیوقت ہندوستان کا بادشاہ اکبر تھا، جو دین اسلام سے مرتد ہوگیا تھا اس نے دین الٰہی کے نام سے ایک نیا مذہب نکال رکھا تھا، جو لوگوں کو جبر و تشدد وغیرہ سے ماننا پڑتا تھا، خود اس کے غرور و نخوت کی کوئی انتہا باقی نہ رہ گئی تھی، فرعون کی طرح اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی کا دم مارتا اور نمرود کیطرح رعونت کے تخت پر بیٹھکر لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ کا نقارہ بجاتا تھا، رعایا کو ایک اللہ کی چوکھٹ سے ہٹاکر اپنی چوکھٹ کے آگے جھکنے پر مجبور کرتا تھا، انکار کی صورت میں جلاّد برہنہ تلوار لئے منکر کی قسمت کا فیصلہ کرنیکے واسطے سامنے کھڑا ہوتا تھا، اس ظلم و ستم اس جبر و تشدد، اس اکراہ و استبداد اور اس قتل و مقتولی کے آتش خیز منظر کو دیکھکر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی رگوں میں اسلامی خون جوش زن ہوا فوراً خان خانان، خان اعظم، سید صدر جہاں اور مرتضیٰ خاں وغیرہ کو جو بادشاہ کے مقرب اور آپ کے مرید تھے، بلایا، اور کہا کہ دیکھو! بادشاہ اللہ اور اس کے رسول کا باغی ہوگیا ہے، مسلمانوں کو غیر شرع امور کے ماننے پر مجبور کرتا ہے، ان

رسول کے نام لیواؤں کو تو حکم ہے، کہ

لَاطَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ (بخاری) جس بات کے ماننے میں خدا کی نافرمانی ہو، اُس میں کسی بندے کی فرمانبرداری کرو

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر مسلمانوں کا کون آقا ہو سکتا ہے؟ لیکن خود اُنہوں نے بھی جب عقبہ میں انصار سے بیعت لی، تو فرمایا، کہ

وَالطَّاعَةُ فِی مَعْرُوْفٍ میری اطاعت تم پر اُسی وقت تک کیلئے واجب ہے، جبتک کہ میں تم کو نیکی کا حکم دوں۔

جب اِس شہنشاہِ کونین کی اطاعت مسلمانوں پر نیکی و معروف کیساتھ مشروط ہے، تو پھر دنیا میں کونسا بادشاہ، کونسی حکومت، کون سا پیشوا، کون سارہنما اور کون سی قوتیں ایسی ہو سکتی ہیں، جن کی اطاعت ظلم و عدوان اور جبر و تشدد کے بعد بھی مسلمانوں پر باقی رہے؟

جاؤ! بادشاہ کو میری طرف سے سُنادو، کہ دنیا اور اُسکی بادشاہیاں فانی ہیں، اُن کے جبروت و جلال کو ایک دن مٹنا ہے، خدائے منتقم و قہار کے بھیجے ہوئے عذاب کے فرشتے انقلاب و تغیرات کے حربے لیکر اُترنے والے ہیں اُنکے قلعے مسمار ہو جائیں گے، اُنکی تلواریں کند ہو جائیں گی، اُن کی فوجیں ہلاک ہونگی اُنکی توپیں اُن کو پناہ نہ دینگی، اُن کے خزانے اُن کے کام نہ آئیں گے، اُنکی طاقتیں نیست و نابود کر دیں جائینگی، اُنکا تاجِ غرور اُن کے سر سے اُتر جائیگا۔

ہاں! اُسکو خاصۃً میری طرف سے کہدو، کہ وہ اِن حرکات سے باز آکر توبہ کرے، ورنہ غضبِ الٰہی کا منتظر رہے،

یہ لوگ بادشاہ کے پاس گئے، اُس کو ہرچند سمجھایا، پند و نصیحت کی، مگر کچھ بھی کارگر نہ ہوا، اُس کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔

رُوحانیت کا اثر

جب ان لوگوں نے دیکھا، کہ پند و نصائح سے کام نہیں چلتا تو بادشاہ کو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی رُوحانی قوت سے خوف دلایا، چونکہ بادشاہ اس بارہ میں پہلے ہی سے ایک وحشتناک خواب دیکھ چکا تھا، لہٰذا بہت قیل و قال کے بعد صرف یہ بات اُس نے مانی، کہ لوگوں کو اختیار ہے خواہ دین محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں رہیں، یا بادشاہ کے اختراع کردہ نئے طریقہ میں شامل ہو جائیں، جو ملازم رعایا کو جبراً پکڑ کر بادشاہ کے پاس سجدہ کے لیے لایا کرتے تھے، انہیں تاکیداً منع کیا گیا، کہ آئندہ کسی کو زبردستی نہ لانا۔

فیصلہ کیلئے دن کا تقرّر

باقی رہا، عوام الناس کا دین اسلام یا دین بادشاہ کو اختیار کرنا، سو اس امر کے فیصلہ کے لئے بادشاہ نے ایک دن مقرر کیا، اور اُس دن تمام رعایا کو ایک جگہ اکٹھا ہونیکا حکم دیا۔

حضرت مجدّد علیہ الرحمۃ کا کشف

جب یہ خبر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی، تو آپ نے فرمایا، کہ کشف یوں ظاہر ہوا ہے، کہ اس مقررہ دن بادشاہ پر بالضرور غضب الٰہی نازل ہوگا،

دربار عام اور اکبر کی ایک بیجا حرکت

جب وہ مقررہ دن آیا، تو بادشاہ نے اپنے محل کے اوپر غرفہ میں بیٹھکر محل کے تلے کے وسیع میدان میں دربار عام کیا، اس وسیع میدان میں دو بارگاہیں بنائیں، ایک جو طلائی کپڑوں، جواہرات اور یاقوت سے آراستہ تھی، اُس کا نام بارگاہ اکبری رکھا، اور دوسری پرانی بارگاہ جسمیں بہت کہنہ ہونیکے سبب سے قائم رہنے کی بھی سکت نہ تھی، اور اُسے جا بجا کپڑے سے کھا کر چھپائی ہیار رکھا تھا، اُسکا

نام بارگاہِ محمدی رکھا، بارگاہِ اکبری میں قسم قسم کے لطیف، نفیس اور پُر تکلف کھانے اور میوے مہیا کئے، اور بارگاہِ محمدی میں بالکل نامرغوب بدمزہ طعام رکھا،

عام اجازت پھر عام اجازت دی، کہ جس کا دل چاہے، بارگاہِ اکبری میں داخل ہو، اور جسکا دل چاہے، بارگاہِ محمدی میں داخل ہو، بادشاہ کے بڑے بڑے عہدہ دار، اُمرا اور وُزرا، بارگاہِ اکبری میں داخل ہوئے

بارگاہِ محمدی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اپنے تمام مریدوں مثلاً خان خاناں، مرتضیٰ خاں، سید صدر جہاں، خان اعظم اور دوسرے بہت سے غرباء کے ہمراہ جنکی اسلامی رگِ حمیت جوش زن تھی، بارگاہِ محمدی کیطرف آئے، اتنے میں ایک عہدہ دار سید مرد بادشاہ کے خوف سے بارگاہِ اکبری کیطرف روانہ ہوا، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے ایک پٹھان مرید نے جو بارگاہِ محمدی میں بیٹھا تھا، اُسے کہا، ارے سید! آج تو تو اکبری بارگاہ میں جاتا ہے، لیکن کل قیامت کے دن اپنے جدِ امجد حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کس منہ سے جائیگا، یہ سنکر وہ سخت نادم ہوا، اس پر ایک وجدانہ کیفیت طاری ہو گئی، ٹپ ٹپ آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے، فوراً اُٹھکر بارگاہِ محمدی میں داخل ہوا۔

نزولِ عذاب دونوں فریق کھانا کھانے میں مشغول تھے، کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے ایک شخص کو بھیجا، کہ جاؤ! بارگاہِ محمدی کے گرداگرد ایک لکیر کھینچ آؤ، اُس شخص نے ایسا ہی کیا، اور پھر مٹھی بھر خاک جو آپنے اُسکو دی تھی، بادشاہ کیطرف پھینکی، اُس کے پھینکتے ہی شمال کی طرف سے آندھی آئی، جس نے اکبری بارگاہ کو تہ و بالا کر دیا، چنانچہ طعام کے رکاب اُلٹ گئے، خیموں کی چوبیں میخیں، اور رسیاں اُکھڑ اُکھڑ کر اہل بارگاہ کے سروں پر پڑیں

غرفہ کے کواڑ ٹوٹ کر بادشاہ کے سر پر گرے، جس سے اُسکو سات زخم کاری لگے
بگولا بارگاہِ محمدی کے گرد اگرد پھرتا رہا، باوجود بارگاہ کے بوسیدہ اور
کہنہ ہونے کے اُس کو کچھہ نقصان نہ پہنچا یا، اہل بارگاہ بالکل محفوظ و مامون رہے
اس واقعہ کے چند ہی یوم بعد، بادشاہ داعی اجل کو لبیک کہکر اس دنیا سے
رخصت ہو گیا۔

مریدین میں اضافہ اسی روز ہزار ہا اشخاص حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ
کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے، خانجہاں لودہی
سکندر خاں لودہی، دبار خاں، بہادر خاں اور شاہجہاں پور اور شاہ آباد کا بانی
دلیر خاں بھی اُسی روز مرید ہوئے،

تجدید کا چھٹا سال

تجدید کے چھٹے سال حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے حلقۂ ارادت میں
دور دراز ممالک کے بہت سے مشہور مشائخ اور علماء داخل ہوئے،

علمائے خراسان، بدخشاں اور ماوراء النہر جب آپ کا شُہرہ
ماوراء النہر، خراسان
اور بدخشان وغیرہ ممالک میں پورے طور پر ہو چکا، تو اُس علاقہ کے تمام چھوٹے
بڑے علماء آپ کے شیفتہ و دِلدادہ بن گئے، ہر ایک کی یہی دلی تمنا تھی، کہ کسی
طرح آپ کے دیدار فرحت آثار سے مشرف ہو،

شیخ طاہر بدخشی کا خواب شیخ طاہر بدخشی شاہِ ایران کا مقرب تھا
اُس نے ایک دن خواب میں دیکھا، کہ
جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں، کہ اے طاہر! تو دنیا طلبی

کے لئے بادشاہ کی کافی خدمت کر چکا ہے، اب وہ طلبی کے لئے حضرت مجدد الفِ ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو۔

اُسی دن سے شیخ نے بادشاہ کی رفاقت کو خیر باد کہکر ہندوستان کا رُخ کیا،

مولٰنا صالح گولامیؒ راستے میں شیخ کی مولٰنا صالح گولامی سے ملاقات ہوئی، مولٰنا نے بھی اس بارے میں خواب دیکھا تھا، چنانچہ وہ بھی آپ کے ہمراہ ہو گئے۔

مولٰنا یار محمد صاحبؒ جب یہ دونوں بزرگ شہر طالقان میں پہنچے تو وہاں کے بڑے جید عالم مولٰنا یار محمد صاحب سے ملے، مولٰنا یار محمد صاحب نے بھی حضرت مجدد الفِ ثانی علیہ الرحمۃ کی بہت سی تعریف سُنی تھی، بے اختیار اُن دونوں کے ہمراہ ہو گئے،

مولٰنا عبدالحق شادمانی علاوہ ازیں مولٰنا عبدالحق صاحب شادمانی رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے بارے میں ایک خواب دیکھ چکے تھے، جب آپ نے سنا، کہ تین حضرات آپ کی قدمبوسی کیلئے جا رہے ہیں، تو آپ بھی اُن کے ہمراہ ہو گئے۔

شیخ احمد برکیؒ جب یہ چاروں حضرات شہر برک میں جو کابل اور قندھار کے مابین واقع ہے، پہنچے، تو شیخ احمد برکی جسنے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے چند ایک مکاتیب کا مطالعہ کیا تھا، اور آپکے بہت سے اوصاف سُن چکا تھا، اُن کے ساتھ ہو لیا،

مولٰنا یوسف وہاں کے بڑے شیخ مولٰنا یوسف جنہوں نے اپنے باطنی احوال حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بھیجکر پہلے پوچھ لیا تھا، کہ آیا یہی انتہا ہے، یا کچھ اور بھی ہے؟ جسکے جواب میں حضرت مجدد صاحب علیہ الرحمۃ نے لکھا تھا، کہ یہ ابھی ابتدائی احوال ہیں، ان کو جب یہ خبر ملی کہ کچھ لوگ آپکی خدمت میں جا رہے ہیں تو یہ بھی ہمراہ ہو گئے۔

ملاقات بالآخر یہ سب لوگ راستہ کی دشوار گذار کٹھن منزلیں طے کر کے سرہند شریف میں پہنچے، اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے شرفِ زیارت سے مشرف ہوئے، آپ نے سب کو نظر عنایت سے دیکھا شیخ احمد کو ایک ہفتہ اپنے پاس رکھا، اور خلافت دیکر وطن کو رخصت کیا۔

شیخ صاحب کو وطن میں قبولیت عامہ نصیب ہوئی، خراسان، بدخشان اور توران کے ہزارہا اشخاص آپ کے مرید ہوئے اس ملک کے بڑے شیخ شیخ حسن رحمۃ اللہ علیہ بھی آپکے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے، بعد میں ان کو شیخ صاحب نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بھیجا آپ نے شیخ حسن کو بھی خلافت عنایت کر کے خراسان بھیجا، اور شیخ احمد برکی کو لکھدیا، کہ اگر تم ماوراء النہر جاؤ، تو شیخ حسن کو خراسان میں چھوڑ جاؤ، کیونکہ یہ بھی تمہاری سلطنت کا ایک رکن ہے،

شیخ یوسفؒ، مولٰنا صالح کولابیؒ اور مولٰنا یار محمد طالقانیؒ وغیرہ حضرات کو بھی آپنے اسی سال خلافت دیکر اپنے اپنے وطنوں میں بھیجدیا، جہاں ہر ایک کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی، اور ہزارہا اشخاص فیض یاب ہوئے،

علاوہ ازیں مخلصِ قدیم مولٰنا قاسم علی اور شیخ طاہر بدخشی کو بھی اسی سال خلافت عنایت ہوئی۔

خراسان، بدخشان اور توران وغیرہ ممالک میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے طریقہ کا اسقدر رواج ہوا، کہ وہاں کوئی شہر، کوئی قصبہ، اور کوئی گاؤں ایسا نہ تھا، جہاں پر اس سلسلہ عالیہ کے خلفاء نہ ہوں۔ ان ممالک کا بادشاہ عبداللہ خاں اوزبک حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا ایسا معتقد ہوا، کہ کوئی کام آپ کے خلفاء کی اجازت کے بغیر نہ کرتا تھا، کئی دفعہ اُسنے آپکی خدمت میں عریضے بھی لکھے

اسی سال حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے میر محمد نعمانؒ کو خلافت دیکر دکن بھیجا، اس علاقہ میں میر صاحب کے ارشاد نے یہاں تک ترقی کی، کہ مراقبہ کے لیئے خانقاہ میں کئی سو سوار اور بیشمار پیادے حاضر ہوا کرتے تھے، یہ دیکھکر حاکم دکن نے خوفزدہ ہوکر میر صاحب مذکور کو اپنے پاس بلوالیا۔

تجدید کا ساتواں سال

ایران میں شیعہ مذہب کا رواج

مملکت ایران میں مذہب شیعہ بہت رواج پا چکا تھا، کوئی شہر، کوئی قصبہ، کوئی گاؤں، اور کوئی جگہ ایسی نہ تھی جو رافضیوں سے پُر نہ ہو، علانیہ گھروں، کوچوں بازاروں، مسجدوں، معبدوں، حتیٰ کہ جلسوں وغیرہ میں بھی روافض خلفائے ثلاثہ کو گالی گلوچ بکتے اور بُرا بھلا کہتے تھے، اہل سنت والجماعت رافضیوں کی ان حرکات سے نہایت آزردہ خاطر تھے، بالخصوص اہالیانِ ماوراءالنہر کیا عوام اور کیا خواص، کیا علماء اور کیا مشائخ، سب میں مذہبی جوش تھا، وہ ان سب واقعات کو دیکھکر اس طرح جلتے تھے، جیسے آگ پر حرمل کا دانہ فی الحقیقت اُنکی اسلامی رگ حمیت کا جوش زن خون اُنکے دلی جذبات کی ان الفاظ میں ترجمانی کر رہا تھا، کہ ؎

جانتا بھی ہے کہ کون اسے فلک پیر ہیں ہم؟
جوشِ اسلامی کی بنتی ہوئی تصویر ہیں ہم
ٹکڑے کر ڈالے کا ذب کے وہ شمشیر ہیں ہم
سینۂ ظلم جو چھلنی کرے وہ تیر ہیں ہم

عبداللہ خاں اوزبک ہر روز یہ لوگ اپنے بادشاہ عبداللہ خاں وزبک کے پاس جاتے اور روافض سے جہاد کرنے کے لئے کہتے۔

چونکہ عبداللہ ایک مسلمان، دیندار، متقی، پرہیزگار اور متدین آدمی تھا اس لئے وہ نہیں چاہتا تھا، کہ شرعی حجت کے بغیر کسی پر دست درازی کرے اس کا خیال تھا، کہ اہل قبلہ سے جہاد نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ لوگ اس کو سمجھاتے تھے، کہ روافض سے جہاد کرنا جائز ہے، کیونکہ وہ خلفائے ثلٰثہ کے سخت ترین دشمن ہیں، آخر بادشاہ نے کہا، کہ ابھی میرے پایۂ ثبوت تک یہ بات نہیں پہنچی کہ آیا فی الحقیقت وہ خلفائے ثلٰثہ کے دشمن ہیں، یا یہ بات یونہی اڑائی ہوئی ہے۔

استفتاء بالآخر یہ رائے ٹھیری، کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا جائے، جس میں سب واقعات پورے طور پر منکشف کر دیئے جائیں، اس کے بعد اگر آپ ان لوگوں سے جہاد کا حکم دیں، تو جہاد کرنا چاہیئے، ورنہ نہیں، چنانچہ عبداللہ خاں نے علما کی خواہش کے مطابق آپ کی خدمت میں عرضی لکھی۔

جواب آپ نے حقیقت معلوم کرکے ایک خط اور ایک رسالہ جس میں خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل اور ان کے حق میں وارد شدہ احادیث

مندرجہ نقیض، عبداللہ خاں کی طرف ارسال فرمایا، اور خط میں لکھ بھیجا، کہ یہ رسالہ ایران میں بھیجدو، اگر وہ لوگ مان جائیں، تو بہتر، ورنہ اُن سے جہاد کرو، حق تعالےٰ تمہاری مدد کریگا۔

اتمام حجت عبداللہ خاں نے وہ رسالہ ایران کے بادشاہ عباس کے پاس بھیجا، ایرانیوں نے اسکا مطالعہ کرنیکے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل کو تو مان لیا، لیکن باقی خلفاء کی تکفیر کی، اور نہایت بیباکی سے اُن کی طرف خرافات اور گالیوں کے تیر برسائے،

جہاد جب ایلچی یہ وحشتناک خبر لیکر عبداللہ کے پاس آیا، تو عبداللہ سُن کر آگ بگولا ہو گیا، اس نے حلف اُٹھایا، کہ جبتک میرا گھوڑا روافض کے خون میں نہ تیریگا۔ تلوار نیام میں نہ کرونگا، چنانچہ ایک جرار لشکر لیکر ایران کیطرف روانہ ہوا، رستہ میں جس شہر، جس قصبہ اور جس گاؤں میں جو رافضی ملتا، اُس کو تیغ کے گھاٹ اُتارتا، جب یہ خبر حاکم ایران شاہ عباس نے سُنی، تو ٹڈی دل لشکر لیکر مقابلہ کیلئے میدان میں نکل آیا، دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے، عبداللہ نے سب سے قبل اہلسنت والجماعت کا مذہب شاہ عباس کے پیش کیا، اس نے انکار کر دیا، مجبوراً عبداللہ نے تلوار میان سے نکالی فوج سمیت باز کیطرح جھپٹ کر دشمن پر حملہ آور ہوا، خوب گھمسان کا رن ہوا، شاہ عباس بھاگ نکلا، اس کی بہت سی فوج قتل ہوئی، فتح کا سہرا عبداللہ کے سر بندھا،

ایک روایت ایک روایت میں یہ بھی ہے، کہ لڑائی سے پہلے شاہ عباس نے عبداللہ خاں کو کہلا بھیجا تھا، کہ ہم تم پہلے اکیلے جنگ کرتے ہیں، کیونکہ وہ اپنے آپکو شجاع اور قوی ہیکل سمجھتا تھا، عبداللہ نے

مان لیا، اور لشکر سے الگ ایک طرف دونوں کشتی لڑنے لگے، عبداللہ نے عباس کو زمین پر دے پٹخا، عباس نے کہا، اچھا! اب ہمیں فوج سے لڑائی کرنی چاہیئے، عبداللہ نے یہ بات بھی منظور کرلی، آخر لڑائی میں بھی عبداللہ خاں ہی غالب رہا، آخر عبداللہ خاں نے قتل عام کا حکم دیدیا، لیکن مشہد شریف پر جہاں حضرت موسیٰ علی رحمۃ اللہ علیہ رضی اللہ عنہ کا مزار مقدس ہے، خون گرانے کی ممانعت کردی اکثر رافضی وہاں پناہ گزیں ہوگئے، عبداللہ خاں نے حضرت امام قدس سرہ العزیز کی خاطر انہیں امان دی لیکن جب وہ مزار مقدس کی زیارت کیلئے گیا، تو ایک شخص کو مزار کی دیوار پر بیٹھے دیکھا، جس کے تلووں پر تینوں خلفاء کے نام لکھے ہوئے تھے، عبداللہ خاں نے نیزہ لیکر اس کے تلووں پہ وار کیا، جب وہ نیچے گرا تو فوراً اسکو تیغ کے گھاٹ اتار دیا، باوجود یہ بات دیکھنے کے اس نے باقی پناہ گزینوں کو کچھ نہ کہا۔

عین فاتحہ کے وقت ایک رافضی نے جو گھات میں بیٹھا تھا، عبداللہ خاں پر تیر کا وار کیا، جو عبداللہ خاں کے پاس سے ہوکر مزار مبارک پر جالگا، عبداللہ خاں نے مزار کی حرمت ملحوظ رکھی تھی، لیکن ان بدبختوں نے کچھ خیال نہ کیا، عبداللہ خاں کے غیظ وغضب کی کوئی انتہا باقی نہ رہی، فوراً قتل کا عام حکم دیدیا

اس کے بعد عبداللہ خاں نے شاہ ایران کو بلوا کر کہا، کہ میں نے یہ جنگ اور خونریزی محض اللہ تعالےٰ کی خاطر کی ہے کسی دنیوی لالچ یا ذاتی غرض کیواسطے نہیں کی، اس واسطے تمہارا ملک تمہیں واپس دیتا ہوں، لیکن اس شیعہ مذہب سے توبہ کرو، شاہ عباس ڈر کے مارے خاموش رہا، صرف منافقانہ طور پر توبہ کی،

جب عبداللہ خاں توران میں واپس چلا آیا، تو ایرانیوں نے اپنے مذہب

کی تقویت کے بارے میں ایک رسالہ لکھکر عبداللہ خاں کے پاس بھیجا، عبداللہ خاں نے وہ رسالہ مع شکرانۂ فتح حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بھیجا، اور درخواست کی، کہ اس رسالہ کے شبہات کا رد تحریر فرماویں، چنانچہ اس کی درخواست پر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے رسالہ رد شیعہ لکھکر ماوراء النہر بھیجدیا، عبداللہ خاں نے وہ رسالہ ایران میں شاہ عباس کے پاس بھیجدیا، علمائے شیعہ اُسپر قلم اُٹھانے کی جرأت نہ کر سکے، بلکہ بہت سے لوگ تائب ہوکر آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے۔

علالت تجدید کے اسی سال حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اس قدر بیمار ہو گئے تھے، کہ کثیب اعداء زندگی کی کوئی امید باقی نہ رہی تھی لیکن خدا کے فضل سے تھوڑے ہی عرصہ بعد آپ کو صحت کلی عطا ہو گئی،

تجدید کا آٹھواں سال

بدظنی شیخ فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے جو اپنے زمانہ کے بڑے مشائخ میں سے تھے، جب سُنا، کہ سرہند میں ایک شخص نے تجدید الف ثانی و قیومیت کا دعوے کیا ہے، تو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے بعض مخالفوں نے شیخ صاحب سے آپ کے بارے میں چند ایک خودساختہ باتیں کہیں،

تحقیق چونکہ شیخ صاحب ایک صاحب کمال آدمی تھے، لہذا مخالفوں کی بناوٹی باتیں آپ پر کارگر نہ ہوئیں، انہوں نے اس معاملہ کی تحقیق و تدقیق کے لئے اپنے ایک بلند فطرت صاحب استعداد مرید کو آپ کی خدمت میں بھیجا، اور اسے تاکید کی، کہ تم چند ماہ وہاں رہکر آپکے احوال و اطوار کی خوب دیکھ بھال کرنا، اور یہ شبہات جو مجھے آپکے کلام سے پیدا ہوئے ہیں

آپ سے پوچھنا۔

طمانیتِ قلبی

الغرض شیخ صاحب کا وہ مرید حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوکر خانقاہ میں رہنے لگا، تین ماہ متواتر آپکے حالات کا مشاہدہ کرتا رہا، آپ کا نہایت معتقد ہوگیا۔

رخصت ہوتے وقت اس نے شیخ صاحب کے حکم مطابق آپ کی خدمت میں شبہات عرض کئے، آپنے ہر ایک کا تسلی بخش جواب دیا، جب یہ شخص حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت سے رخصت ہوکر اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو جو کچھ دیکھا تھا، شیخ سے عرض کردیا۔

تصدیق

اسی اثناء میں سرہند سے ایک عالم باعمل شیخ فضل اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا، جب شیخ کو یہ علم ہوا، کہ یہ حال ہی میں سرہند سے آیا ہے، تو پوچھا، کہ کبھی تم حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے ہو، یا نہیں؟ اس نے کہا، ہاں! کئی دفعہ۔ پھر اس سے شیخ صاحب نے آپکے اوضاع و اطوار کی بابت پوچھا، اس نے کہا، مجھے احوالِ باطنی ظاہر کرنے کی تو طاقت نہیں، البتہ ان کے ظاہر کو دیکھکر اتنا کہہ سکتا ہوں کہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے، اگر تمام مشائخ وقت بھی جمع ہو جائیں، تو میرے خیال میں اس کا عشر عشیر نہیں ادا کرسکتے

التماس دعاء

شیخ صاحب یہ سنکر بہت خوش ہوئے، اور فرمایا، کہ وہ قطب الاقطاب حقیقت کے جو اسرار مثلاً تجدید الف ثانی اور قیومیت وغیرہ بیان کرتا ہے، بالکل درست اور بجا ہیں،

اس کے بعد حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا جسمیں آپ کی تجدید و قیومیت وغیرہ کمالات کا اعتراف کیا، اور دعا اور توجہ

کے لئے التماس کی۔

شیخ حسن غوثی شیخ حسن غوثیؒ جو ہندوستان کے اعلیٰ پایہ کے شیخ تھے بعض مخالفین کے کہنے سننے سے تجدید وقیومیت کی نسبت شاکی ہو گئے تھے، ایک رات آپنے عالم رویا میں دیکھا، کہ بہت سے اولیاء اللہ ایک جگہ جمع ہیں، اور تمام متفق اللفظ ہو کر فرماتے ہیں، کہ تجدید الف ثانی اور قیومیت کا انکار کرنیوالا نقصان میں رہیگا،

شیخ صاحب صبح اُٹھے، اپنے دلمیں سے تمام شبہات کو نکالکر آپکے کمالات کا اعتراف کیا۔

تربیت خان اسی طرح ایک بڑا جید عالم کسی تقریب پر ہندوستان کے بڑے رئیس تربیت خاں کے مکان پر گیا، یہ رئیس حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے بارے میں شاکی تھا، اس نے اس عالم سے پوچھا، کہ آپکی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے بارے میں کیا رائے ہے؟ انہوں نے جوابدیا، کہ آپکے اوضاع و اطوار دیکھکر گذشتہ اولیاء کی نسبت میرا زیادہ یقین ہو گیا ہے، جب میں گذشتہ اولیاء کے حالات کتابوں میں پڑھتا تھا، تو مجھے خیال ہوتا تھا، کہ شاید مریدوں نے مبالغہ سے کام لیا ہے، لیکن جب میں نے حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اوضاع و اطوار دیکھے، تو یقین ہو گیا، کہ انہوں نے مبالغہ تو درکنار اصل سے بھی کم لکھے ہیں، یہ سنکر وہ رئیس حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر حلقۂ ارادت میں داخل ہوا، اس رئیس کی قبر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مزار شریف کے پاس ہی ہے۔

تجدید کا نواں سال

شیخ میرک رح اسی سال شیخ میرک نے جو اپنے وقت کے جید علماء اور بزرگ مشائخ میں شمار ہوتے تھے، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی بیعت کی۔

شاہزادہ داراشکوہ سفینۃ الاولیاء میں لکھتے ہیں، کہ میرے استاد نے فرمایا، کہ جب میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں مرید ہونے کی غرض سے حاضر ہوا، تو میرے دل میں تین خیال پیدا ہوئے، اور میں نے ٹھان لی، کہ اگر حضرت مجدد صاحب علیہ الرحمۃ تینوں کا از خود شافی جواب دیں گے، تو مرید ہوجاؤنگا،

اوّل یہ کہ میرے باپ اور دادا کا نام بتائیں، دوسرے آپکے کلام میں ایک مقام پر مجھے جو مشکل درپیش آئی ہے، اُسے حل کریں، تیسرے خواجہ خاوند محمود خواجہ زادہ نقشبندی کے حالات بتائیں۔

الغرض جب میں آپکی خدمت حاضر ہوا، تو مجھے دیکھتے ہی فرمایا، آؤ میرک ابن فلاں بن فلاں، جب میں بیٹھا، تو وہ مشکل مقام حل فرمایا، جب میں اُٹھا تو خیال آیا، کہ تیسری بات رہ گئی، یہ خیال آتے ہی آپ نے فرمایا، کہ خواجہ خاوند خواجہ زادہ ہیں، اور انہیں جذبہ موروثی حاصل ہے، پھر میں بڑے اعتقاد اور خلوص نیت سے آپکے حلقۂ ارادت میں داخل ہوگیا، اور آپکے علوم باطنی سے نہایت عجیب و غریب باتیں مشاہدہ کیں۔

تجدید کا دسواں سال

خواجہ عبدالرحمٰن رح اس سال شیخ خلیل اللہ کے بڑے خلیفہ خواجہ عبدالرحمٰن رح رویائے صادقہ کی بنا پر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ

کی بیعت کرنے کے لیئے بدخشاں سے سرہند تشریف لائے، آپ نے کمال مہربانی سے اُنہیں حلقۂ ارادت میں داخل کیا۔

شیخ بلخیؒ اسی سال شیخ بلخی بھی جو اپنے زمانہ کے مشائخ اکابر سے تھے آپ کے مرید ہوئے، اُنھوں نے اپنے مرید ہونے کا یہ سبب[1] بتایا، کہ ایک رات میں نے نمازِ تہجد کے بعد خواجہ محمد زاہد بلخی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ خواجہ صدرالدینؒ[2] کی رُوح پر فتوح کیطرف توجہ کی، اور عرض کی، کہ خلیفہ صاحب! آپ تو اِس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے ہیں، اور میرا کام ابھی تک سر انجام نہیں ہوا، لوگ مجھے شیخ سمجھکر مرید ہونے کے لیئے آتے ہیں، اب آپ کسی ایسے بزرگ کا پتہ دیں، جو اس زمانہ میں سب سے فائق ہو، اتنے میں کیا دیکھتا ہوں، کہ خلیفہ صاحب کھڑے فرما رہے ہیں، کہ حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی سرہندی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں جاؤ، چنانچہ میں آپکی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے بطیبِ خاطر مجھے اپنے حلقۂ ارادت میں داخل کر لیا۔

تجدید کا گیارھواں سال

منکرین اس سال حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے منکرین نے آپ کی علانیہ مخالفت شروع کردی، اور معاندانہ حرکات میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔

جان محمد اسی سال ایک شخص جان محمد نامی آپکی خدمت میں حاضر ہو کر سلسلہ

[1] ملا بدرالدین حضرات القدس میں تحریر فرماتے ہیں، کہ شیخ بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرید ہونیکا یہ سبب مجھے بتایا تھا، ۱۲ منہ رحمۃ[2] یہ بچپن ہی سے حضرت خواجہ صدرالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے، ۱۲ منہ رح

قادریہ میں مرید ہوا تھا، یہ شخص ہر وقت آپ کے پاس موجود رہتا تھا،

اسی جان محمد کا بیان ہے، کہ ایک روز حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے مجھے فرمایا کہ میں ایک کام بتاتا ہوں، کیا کر سکوگے؟ میں نے عرض کیا، کہ حضور! دل وجان سے، آپ نے مجھے ایک اخروٹ دیکر فرمایا، کہ حافظ رحمت کے باغ میں چند ایک درویش ٹھہرے ہوئے ہیں، اُن کے پاس جاؤ، انہیں سے ایک درویش جنکے چہرے پر چیچک کے داغ ہیں، اُسے ہمارا سلام کہنا، اور یہ اخروٹ دیکر بلا لانا،

میں حسب الارشاد باغ میں گیا، تو دیکھا، کہ چند درویش بیٹھے ہیں، اور اُن سے تھوڑے فاصلہ پر وہ درویش بھی بیٹھا ہے، جب اُس نے مجھے دیکھا تو پوچھا، کیا تمہیں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے میرے پاس بھیجا ہے؟ میں نے کہا ہاں! پھر پوچھا، کیا اُنہوں نے مجھے بلایا ہے؟ میں نے کہا، ہاں! پھر میں نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا سلام عرض کرکے اُسے اخروٹ دیا، وہ اُٹھکر میرے ساتھ ہولیا، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ حجرہ میں بیٹھے تھے، وہ آکر دوسری طرف بیٹھ گیا، اتنے میں حضرت مجدد صاحب علیہ الرحمۃ نے مجھے فرمایا، کہ قہوہ لاؤ، جب میں قہوہ کا پیالہ لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو فرمایا، کہ اُن کے پاس لیجاؤ، جب میں نے اُن کی طرف رُخ کیا، تو ایسے معلوم ہوا، کہ اُدھر بھی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ بیٹھے ہیں میرے تحیّر کی کوئی انتہا نہ رہی۔

بالآخر اُس درویش نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سے میرا حال دریافت کیا، اور پوچھا، کہ آپنے اِس کو کِس سلسلہ میں مرید کیا ہے، تو آپنے

۱؎ ملّا بدرالدین نے حضرات القدس میں جان محمد لودی کی زبانی یہ واقعہ نقل کیا ہے، ۱۲ منہ ر

فرمایا، کہ سلسلۂ قادریہ میں، پھر اُس نے کہا کہ میں اس بات کی سفارش کرتا ہوں، کہ اس شخص کو حضرت غوث الاعظم کی زیارت سے مشرف کرایا جائے،[1]

زیارت

یہ سُنکر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اُٹھکر مجھ سے لوٹا اور چند ڈھیلے طلب فرمائے، اور بیت الخلا تشریف لے گئے، وہاں سے فارغ ہوکر مجھے فرمایا، کہ جان محمد! کیا قطب تارے کو پہچانتے ہو؟ پھر قطب تارے کی طرف اشارہ کرکے کہا، کیا یہی ہے؟ میں نے عرض کیا، حضور ہاں! پھر فرمایا، کہ غور سے دیکھو، کیا دیکھتا ہوں، کہ وہ ستارہ سُرخ ہوگیا ہے، اور حرکت کرکے آہستہ آہستہ بڑھنے لگا ہے، کچھ دیر کے بعد وہ پھٹ کر دو ٹکڑے ہوگیا ہے، اُس کے بیچ میں سے ایک شخص سیاہ پوش نکلکر آن کی آن میں میرے پاس آپہنچا ہے، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا، کہ یہی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، کچھ عرصہ کے بعد میری آنکھوں سے یہ سب کچھ غائب[2] ہوگیا۔

منکرین کا رجوع

اس مجلس میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے بہت سے منکرین اور مخالفین بیٹھے تھے، یہ واقعہ دیکھکر سب کے سب حیران رہ گئے، فوراً آپ کے ہاتھ پر تائب ہوئے،

حضرت خواجہ محمد معصومؒ کا خواب

اسی سال حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خواب

---

[1] اس شخص کو بہت دیر سے حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا اشتیاق مالایطاق لاحق تھا۔۱۲

[2] حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب قدس سرہ العزیز اس واقعہ کے وقت مجلس میں موجود تھے، انہوں نے بارہا یہ واقعہ حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا اور انہوں نے حضرت خواجہ محمد زبیر سے ۱۲ منہ رحمہ

دیکھا جس کی کیفیت آپ اپنے مکتوبات میں یوں تحریر فرماتے ہیں، کہ جب میری عمر چودہ سال کی تھی، تو میں ایک دن عالم رویا میں کیا دیکھتا ہوں، کہ میرے بدن سے ایک نور نمودار ہوا ہے، جس کی شعائیں چاروں طرف پھیل گئی ہیں،

جب یہ خواب میں نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں عرض کیا، تو آپ نے فرمایا، کہ تم سے قطبیت کے آثار ٹپک رہے ہیں، ؎

چنیں گفت آں احمد نام دار
کہ اے ثانیٔ من دریں روزگار
تو آخر چو من قطب دوراں شوی
ز من ایں حکایت بیاد آوری

تجدید کا بارھواں سال

مولانا عبدالحکیم صاحب سیالکوٹیؒ

اسی سال مولانا عبدالحکیم صاحب سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ جو علمائے وقت کے سرتاج اور تصانیف عالیہ کے مالک تھے، جنہوں نے بہت سی کتابوں پر حواشی لکھے، اور بہت سی کتابوں کی شرح کی، جن کے بغیر آج ان کتب کا حل ہونا مشکل معلوم ہوتا ہے، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے۔

مرید ہونیکا سبب

آپ کے مرید ہونیکا واقعہ یوں لکھا ہے، کہ مولانا صاحب کا ایک شاگرد آپ کے تمام دوسرے شاگردوں سے لائق ذکی اور ذہین تھا، مولانا کو اس سے بہت انس تھا،

اتفاقاً وہ چند روز سبق کے لیئے نہ آیا، مولٰسنا صاحب نے کسی کے ہاتھ اُس کو بُلوا بھیجا، جب حاضر خدمت ہوا، تو اتنے دِن غیر حاضر رہنے کی وجہ پوچھی، اُس نے عرض کیا، کہ حضور! یہ چند اوراق میرے ہاتھ لگے تھے، جن کے مطالعہ میں مَیں مستغرق تھا، دِل نہیں چاہتا تھا، کہ ان کا مطالعہ چھوڑ کر کسی اور کتاب کا مطالعہ کروں، پھر وہ ورق بغل سے نکالکر مولٰسنا کی خدمت میں پیش کیئے،

جب آپنے اُن کا مطالعہ کیا، تو ایسا کلام پایا، جس کے عُلوم و مَعَارِف بالکل نئے، تر و تازہ اور شریعت کے عین مطابق تھے، یہ دیکھکر مولٰسنا انگشت بدنداں رہ گئے، کہ یہ کس بزرگ کا کلام ہے؟

ایک شخص نے جو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے کلام سے مشرف ہوچکا تھا، اور اُس وقت اُس مجلس میں موجود تھا کہا کہ یہ کلام حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا ہے، مولٰسنا صاحب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے علوم و معارف کے مطالعہ سے آپ کے بہت معتقد ہو گئے،

پھر ایک رات حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی آپنے خواب میں بھی زیارت کی، جس کے چند یوم بعد ہی آپ حاضر خدمت ہوکر حلقۂ ارادت میں شامل ہو گئے۔

پھر مولٰسنا صاحب نے تجدید الف کے اِثبات میں ایک رسالہ مُسمی بہ دَلَائِلُ التَّجدِید لکھا، جس میں نہایت قوی دلائل اور براہین سے آپکو مجدّدِ الف ثانی ثابت کیا ہے،

شیخ حمید رح — اسی سال شیخ حمید جو ایک کامل اور صاحب استعداد بزرگ تھے، اور اکبر آباد میں رہتے تھے، حضرت مجدّد

الف ثانی علیہ الرحمۃ کے اکبر آباد تشریف لیجانے پر آپکے مرید ہوئے، حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے کچھ عرصہ کے بعد آپکو خلافت سے سرفراز فرماکر بنگالہ کی طرف جانے کی اجازت فرمائی، جہاں آپ کو شہرت عامہ نصیب ہوئی، اور آج تک شیخ حمید کا طریقہ اُس ملک میں رائج ہے۔

میر یوسف سمرقندیؒ حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے جب اپنے تمام مریدوں کو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے سپرد کیا، تو ان میں سے ایک میر یوسف بھی تھے، رخصت ہوتے وقت حضرت خواجہ صاحب نے میر صاحب کی خاص طور پر سفارش کی تھی۔

میر صاحب ابھی تک صرف مرید ہی تھے، سلوک سے انہیں کچھ بھی حاصل نہ تھا، کیونکہ یہ کسی ضروری کام کیلئے ماوراء النہر چلے گئے تھے، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں رہنے کا انکو بہت کم موقعہ ملا تھا، ابھی سال سفر سے واپس آئے، اور خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، آپنے سب سے قبل انہیں ذکر قلبی سکھلایا، انہی دنوں میں میر صاحب بہت بیمار ہوگئے، حتیٰ کہ قریب المرگ ہوگئے

جب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں اطلاع دی گئی، کہ میر یوسفؒ حالت نزع میں ہیں، تو آپ فی الفور تشریف لائے، اور حسب وعدہ خاص توجہ اور باطنی نسبت اِلقا کی، توجہ کرتے ہی میر صاحب سے باطنی حجاب اُٹھ گئے، آپ نے میر صاحب سے باطنی حالت پوچھی جب میر صاحب نے عرض کی، تو فرمایا، ابھی یہ ابتدائی حالات ہیں، پھر توجہ کی، توجہ کے بعد میر صاحب نے باطنی حالات بیان کئے، تو فرمایا، کہ اوسط درجہ کے حالات ہیں، پھر توجہ مبذول فرمائی، اور میر یوسف نے باطنی حالات تیسری دفعہ عرض کئے، تو فرمایا، کہ اب انتہائی درجہ کے

حالات ہیں، پھر آپنے فرمایا، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے، کہ مجھ سے وہ وعدہ پورا ہوگیا، جو میں نے حضرت خواجہ صاحب سے کیا تھا، بعد ازاں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اُٹھے آپ کے اُٹھتے ہی میر صاحب نے داعی اجل کو لبیک کہدیا، اور اس جہان سے رخصت ہوگئے ؎

پیاسے نے دریا سے ملاقات کی
خوب تلافی ہوئی مافات کی

جنّات اِسی سال حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے جنوں کو اپنی خانقاہ سے جہاں وہ مدت سے سکونت پذیر تھے، نکالدیا۔

باعث اُن کے نکالنے کا باعث یہ ہوا، کہ ایک رات حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے چھت پر کے حجرہ میں سوئے ہوئے تھے، کہ جنوں نے آکر ایذا رسانی کی نیت سے دروازہ کھٹکھٹانا شروع کردیا، نیچے کے حجرہ میں حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ بھی استراحت فرما رہے تھے، جنوں کا شور و غوغا سُنکر بیدار ہو گئے، اور تبسم فرمایا، آپکا یہ فرمانا تھا، کہ تمام جن یکبارگی بھاگ گئے، پھر آپنے آواز دی، کہ محمد سعید! تسلی سے سو رہو، مگر یاد رہے بغیر اذن کے دروازہ نہ کھولنا۔

تجدید کا تیرھواں سال

فاتحہ اِس سال حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ حضرت امام رفیع الدین قدس سرہٗ العزیز بانی سرہند اور اپنے والد بزرگوار حضرت مخدوم عبد الاحد رحمۃ اللہ علیہ کے مزارات پر فاتحہ اور زیارت کی غرض سے تشریف لیگئے

اور اہل قبور کی مغفرت کیلئے دعا کی۔

بلخ کا ایک شیخ

اسی سال بلخ کا ایک شیخ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا مرید ہوا، مُلّا بدر الدین حضرات القدس میں لکھتے ہیں، کہ اس شیخ نے مجھ سے اپنے مرید ہونیکا یہ سبب بیان کیا، کہ میں نے خواب میں دیکھا، کہ ایک باعظمت جنازہ لایا گیا ہے، جس کے ساتھ بہت بڑا ہجوم ہے، بلکہ بہت سے اولیاء اللہ بالخصوص مشائخ ماوراء النہر مثلاً خواجہ غجدوانی، سرحلقۂ خواجگان خواجہ بہاء الدین نقشبند، خواجہ عبید اللہ احرار وغیرہ بھی وہاں موجود ہیں، ایسے معلوم ہوتا تھا، کہ یہ لوگ کسی کے منتظر ہیں، میں نے ایک بزرگ سے پوچھا، کہ یہ کس کا جنازہ ہے، اور یہ لوگ کس کے منتظر ہیں؟ اس نے کہا، یہ اس ملک کے قطب کا جنازہ ہے اور یہ سب لوگ قطب الاقطاب کے منتظر ہیں، وہ آکر نماز جنازہ پڑھائینگے اتنے میں ایک بزرگ سرو قد، گندم گوں مائل بہ سفیدی، کشادہ چشم، فراخ پیشانی، بلند بینی، مربع ریش تشریف لائے، سب لوگ دست بستہ کھڑے ہوگئے، انہوں نے بڑھکر امامت کی، بعد ازاں جنازہ اُٹھایا گیا، میں نے ایک شخص سے پوچھا، کہ اس امام کا کیا نام ہے، اور یہ کہاں رہتا ہے؟ اس نے کہا، ان کا اسم مبارک حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی ہے، اور ان کا وطن مالوف سرہند شریف ہے،

جب میں خواب سے بیدار ہوا، تو قدمبوسی کا از حد شوق و امنگیر ہوا صبح بلخ کو خیرباد کہکر آپکی جانب روانہ ہوا، جب سرہند پہنچا، تو شرف زیارت سے مشرف ہوا، جو حلیہ مبارک میں نے خواب میں دیکھا تھا بعینہٖ وہی تھا۔

ایک سیدزادہ حضرات القدس میں مُلّا بدرالدین نے لکھا ہے، کہ ایک سیدزادہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا مخلص مرید تھا، اُس نے مجھ سے بیان کیا، کہ ایک روز حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے ایک منکر نے مجھے کہا، کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا دعوےٰ ہے، کہ اگر خواجہ بہاءالدین نقشبند قدس سرہٗ اس وقت زندہ ہوتے تو میری خدمت کرتے، میں نے دل میں کہا، کہ آپ نے تو ایسا نہیں کہا ہوگا، اتفاقاً انہی ایام میں میں مرض طاعون میں مبتلا ہو گیا، ایک رات شدت مرض میں کیا دیکھتا ہوں، کہ فرشتہ میری جان قبض کرنے کے لیے اُترا ہے، اتنے میں حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبند قدس سرہٗ آموجود ہوئے ہیں، اور فرشتہ کو فرماتے ہیں، کہ سیدزادہ کو زندگی بخشی گئی ہے، پھر مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا، کہ اگرچہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے یہ بات جو اُن کے منکر نے بیان کی ہے، نہیں فرمائی، لیکن اُنکی شان اعلیٰ ہے۔

ایک چشتی شیخ اسی طرح اسی سال سلسلہ چشتیہ کا ایک سجادہ نشین شیخ رویائے صادقہ کی بنا پر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا مرید ہوا۔

تجدید کا چودھواں سال

طاعون اس سال شہر سرہند میں وبائے طاعون ایسی پھیلی، کہ ہر روز ہزارہا آدمی اجل کا شکار ہونے لگے۔

شیخ محمد عیسیٰ چنانچہ اسی مرض سے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے ایک گیارہ سالہ فرزند جنکا نام شیخ محمد عیسیٰ تھا،

داعی اجل کو لبیک کہ گئے۔

شیخ محمد فرخ شیخ محمد عیسیٰ کے انتقال کے چند ہی یوم بعد آپ کے دوسرے فرزند شیخ محمد فرخ بھی جن کی عمر دس سال کی تھی فوت ہو گئے

اُمّ کلثوم تھوڑے دنوں بعد آپکی دختر فرخندہ اختر اُمّ کلثوم اور حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ دونوں کی دونوں رحلت فرما گئیں۔

خواجہ محمد صادق اس کے بعد آپ کے سب سے بڑے فرزند حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ پر بھی مرض کے آثار نمایاں ہونے شروع ہو گئے، اور دم بدم مرض غالب آتا گیا، حتیٰ کہ تین روز کے بعد آپکا بھی وصال ہو گیا۔

ان سب حضرات کو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے حضرت مخدوم عبد الاحد قدس سرہ کے مزار میں دفن کیا۔

دعاء جب لوگ مرض سے بہت تنگ آ گئے، تو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور دعاء کیلئے درخواست کی، آپنے وضو کرکے دوگانہ ادا کیا، اور بارگاہِ الٰہی میں دعاء مانگی، چنانچہ چند ہی دنوں میں وباء دُور ہو گئی۔

انبیاء علیہم السلام کے مقبرے اسی سال وَباء کے دُور ہونیکے بعد ایک دن حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ جنگل کی سیر کے واسطے باہر نکلے، شہر کے باہر جنوب مشرقی کونے میں ایک بلند ٹیلہ تھا، وہاں پر آپ تشریف لے گئے، اور ظہر کی نماز وہیں ادا کی، اور دیر تک مراقبہ کرنے کے بعد لوگوں کو فرمایا، کہ نظر کشفی سے

ایسا معلوم ہوتا ہے، کہ اس ٹیلہ پر انبیاء کے مقبرے ہیں، بلکہ ان بزرگوں نے مجھ سے ملاقات بھی کی ہے، اور مجھے کہا ہے، کہ ہم اس مقام میں آرام کیئے ہوئے ہیں۔

چنانچہ مکتوبات شریف میں آپ نے تحریر فرمایا ہے، کہ جو انبیاء علیہم السلام، ہندوستان میں مبعوث ہوئے، اور اس جگہ آرام کئے ہوئے ہیں، مجھپر ظاہر ہوئے ہیں، میں دیکھتا ہوں، کہ اُن کی قبروں سے نور کے شعلے آسمان تک جا رہے ہیں، ہندوستان کے نبیوں کی پیروی بہت ہی کم لوگوں نے کی، بلکہ بعض کی ایک[1] شخص نے، بعض کی دو نے، اور بعض کی تین نے نظر کشفی

[1] چنانچہ احادیث سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے، کہ دنیا میں ایسے نبی بھی مبعوث ہوئے جن پر ایک بھی ایمان نہ لایا، اور کئی ایسے بھی آئے جنپر ایک یا دو ایمان لائے، ذیل کی احادیث اس حقیقت کو اظہر من الشمس کیئے دیتی ہیں۔

(۱) لَمْ يُصَدَّقْ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ مَا صُدِّقْتُ وَإِنَّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ مَا يُصَدِّقُهُ مِنْ أُمَّتِهِ إِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ (صحیح مسلم)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں، کہ جس قدر لوگوں نے مجھے مانا، کسی نبی کو نہیں مانا، اور بعض انبیاء ایسے گذرے ہیں، جنہیں ایک ہی شخص نے مانا۔

(۲) عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ وَمَعَهُ الرَّجُلُ وَالرَّجُلَانِ وَالنَّبِيَّ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ۔ (مسلم)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، کہ کشفی حالت میں میرے سامنے انبیاء علیہم السلام کی اُمتیں پیش کی گئیں، میں نے دیکھا، کہ بعض انبیاء کے ہمراہ چند آدمی ہیں، بعض کے ہمراہ دو ایک ہیں، اور بعض ایسے ہیں، کہ جنکے ہمراہ ایک اُمتی بھی نہیں۔

(۳) خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور

سے معلوم ہوا، کہ انہیں سے کوئی بھی ایسا نہیں، جس کی پیروی چار شخصوں نے کی ہو، اگر میں چاہوں، تو ان کے نام اور انکی قبروں کے نشان بتا سکتا ہوں

وید اسی مکتوب میں آپ تحریر فرماتے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیسات اور تنزیہات جو اہل ہنود بیان کرتے ہیں، وہ انہیں انبیاؑ کے علوم کا سرقہ ہے، ورنہ ان کے نامعقول اقوالِ الوہیت پر کیونکر دال ہو سکتے ہیں

مکتوبات کی پہلی جلد کا اختتام اسی سال حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مکتوبات کی پہلی جلد ختم ہوئی، اور اس کی نقلیں ایران، توران اور بدخشان وغیرہ ممالک میں بھیجی گئیں، اس جلد کے جامع شیخ یار محمد بدخشی ہیں۔

حروف مقطعات کے اسرار اسی سال اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ

حاشیہ صفحہ ۱۱۹

وَسَلَّمَ یَوْمًا فَقَالَ عُرِضَتْ عَلَیَّ الْاُمَمُ فَجَعَلَ یَمُرُّ النَّبِیُّ وَ مَعَہُ الرَّجُلُ وَالنَّبِیُّ وَ مَعَہُ الرَّجُلَانِ وَالنَّبِیُّ وَمَعَہُ الرَّھْطُ وَالنَّبِیُّ وَلَیْسَ مَعَہٗ اَحَدٌ (بخاری و مسلم)

فرمایا کہ انبیاء کی امتیں مجھپر پیش کی گئیں میرے سامنے سے ایک نبی گذرے، اُن کے ہمراہ ایک ہی امتی تھا، دوسرے نبی گذرے اُن کے ہمراہ دو امتی تھے، ایک اور گذرے، انکے ہمراہ چند امتی تھے، اور بعض نبی ایسے گذرے، جنکے ہمراہ ایک امتی بھی نہیں تھا۔

لہ مصنف روضۃ القیومیہ کی تحقیق ہے، کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے قبل کوئی شخص بھی ہندوستان میں انبیاء کے مبعوث ہونیکا قائل نہ تھا، ان انبیاء کے زمانِ بعثت کے متعلق شیخ حسن احمد رحمۃ اللہ علیہ جو مجدد صاحب علیہ الرحمۃ کی اولاد سے ہیں، اپنے کشفی ذور سے بتلاتے ہیں، کہ انہیں سے بعض طوفان نوح سے پہلے کے مبعوث شدہ ہیں۔ ۱۲ منہ رح

پر قرآنی حروفِ مقطعات کے اسرار ظاہر فرمائے، جو آپ نے اپنے خلف ارشد حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کو القاء فرمائے، اور اُن کے منکشف کرنے سے سخت منع فرمایا، حضرت خواجہ محمد معصومؒ فرماتے ہیں، کہ جب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اِن اسرار کا اظہار فرماتے، تو مجھ پر بیہوشی طاری ہو جایا کرتی تھی،

اطراف عالم میں خلفاء کی روانگی

اسی سال حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے ہدایت خلق کی خاطر اپنے خلفاء کو اطراف و اکناف عالم میں بھیجا۔

ترکستان

چنانچہ اپنے مخصوص یاروں میں سے آپ نے ستر آدمی ترکستان کی طرف روانہ فرمائے، اور اُن کا سردار مولٰنا محمد قدیم طالقانی رحمۃ اللہ علیہ کو مقرر فرمایا۔

عرب، یمن، شام اور روم

چالیس آدمی ملک عرب، یمن، شام اور روم کی طرف مولٰنا فرخ حسینؒ کی سرکردگی میں روانہ فرمائے۔

کاشغر

دس معتبر یار مولٰنا صادق کابلی کی امارت میں کاشغر بھیجے،

توران، خراسان اور بدخشان

تیس بڑے خلیفوں کو توران خراسان اور بدخشان رخصت کیا، اور اُن کا سردار شیخ احمد برکی رحمۃ اللہ علیہ کو مقرر فرمایا۔

کامیابی

ان ممالک میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے خلفاء کو بہت کامیابی ہوئی، ہزارہا لوگ آپ کے خلفاء کے مرید ہوئے، اور اکثر

کڑی منزلیں طے کرکے خود آپ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے، الغرض ہزارہا بندگانِ خدا آپ کے فیضان سے فیضیاب ہوئے،

تجدید کا پندرھواں سال

اِس سال حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی بزرگی اور ارشاد کا غلغلہ یکلخت تمام عالم میں بلند ہوگیا، ہزارہا خلقت، ہر وقت وہر ساعت فیض حاصل کرنے کے لئے عتبۂ عالیہ پر موجود رہتی، حتیٰ کہ اسی سال فرمانروایان، ایران، توران اور بدخشان نے بھی آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

شیخ بدیع الدین رح اسی سال حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کو جو آپ کے مخصوص اور ناسور خلیفہ تھے، سلطان ہند جہانگیر[1] کے لشکر کی خلافت دے کر بھیجا، بہت سے لشکر کے آدمی آپکے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے، اکثر ارکانِ دولت نے بیعت کی، شدہ شدہ یہ خبر آصف خاں وزیر اعظم کو پہنچی، یہ مذہبًا شیعہ تھا، اُس کو شیخ بدیع الدین رح کا لشکر میں سلسلہ کی اشاعت کرنا نہایت ناگوار گذرا، ہر وقت موقعہ کی جستجو اور تلاش میں تھا، کہ کسی طرح بادشاہ کو ان کے خلاف اُکسایا جائے۔

شکایت چنانچہ ایک روز بادشاہ کو تنہا پاکر عرض کیا، کہ حضور سرہند کے ایک مشائخ زادہ نے جو علوم عربیہ میں ماہر ہے، اور اُس نے مختلف درویشوں سے خلافت پائی ہے، مجددیت کا دعوےٰ کیا

---

[1] سلطان جلال الدین اکبر کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا جہانگیر تخت نشین ہوا، اس نے بھی ابتداء میں باپ کی طرح اپنے آپ کو خلقت سے سجدہ کرایا، ۱۲ منہ ح

ہے، اُس نے اپنے صدہا خلفا مختلف دُور دراز ممالک میں بھیج دیے ہیں لاکھوں آدمی اس کے خلفاء کے مرید ہو گئے ہیں، کئی غیر ممالک کے بادشاہ خود اس کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے ہیں، ہمارے لشکر میں بھی اس کا ایک خلیفہ مقیم ہے، اکثر امراء سلطانی مثلاً خانخاناں، سید صدر جہاں خانجہاں، خانِ اعظم، مہابت خاں، تربیت خاں، اسلام خاں سکندر خاں، دریا خاں، مرتضیٰ خاں وغیرہ سب اس کے حلقہ بگوش ہو گئے ہیں۔

اب معلوم ہوا ہے، کہ اُس نے ایک لاکھ مسلّح سوار اور بے شمار پیادہ تیار کئے ہیں، خوف ہے، کہ غفلت میں کوئی اور شکل ظہور پذیر نہ ہو جائے، بہتر یہ ہے، کہ ارکانِ سلطنت میں جس قدر اس کے معتقد ہیں، اوّل اُن کا دُور دراز صوبوں میں تبادلہ کر دیا جائے، اور اس کے بعد شیخ بدیع الدین سے لشکر والوں کو مقاطعہ کُلّیہ کا حکم دے دیا جائے ان ہر دو تجاویز کے پورا ہونے کے بعد باقی کام بالکل آسانی سے سرانجام ہو جائیگا۔

ارکانِ سلطنت کی تبدیلی چنانچہ بادشاہ کو وزیر کی رائے پسند آئی، اور دوسرے ہی روز علی الصباح دربارِ خاص منعقد کر کے خانِ خاناں کو ملک دکن کی صوبہ داری پر، سید صدر جہاں کو ملک بنگال کی، مہابت خاں کو کابل کی اور اسی طرح باقی حکّام کو جو آپ کے خاص معتقد تھے، دُور دراز صوبوں کا حاکم بنا کر بھیج دیا۔

حکمِ مقاطعہ اس کے بعد لشکر والوں پر شیخ بدیع الدین سے

کُلی قطع تعلق کرنے کا حکم صادر کر دیا، مگر اس حکم کے صادر ہونیکے بعد بھی جو راسخ الاعتقاد تھے، شیخ صاحب کو علانیہ ملتے رہے، اور شیخ صاحب بادشاہ کے اس ظلم وستم اور جور وتشدد کو بخوشی برداشت کرتے، اور بزبانِ حال پکارتے، کہ ؎

جتنا جی چاہے ستا لے ستم ایجاد مجھے
مثلِ تصویر ہوں آتی نہیں فریاد مجھے

تجدید کا سولھواں سال

آزمائش کی ساعت

جب جہانگیر بادشاہ کو حُکام کے اپنے اپنے تبدیل شدہ مقامات پر پہنچنے کی اطلاع موصول ہوئی، تو اُس کو اطمینان ہوگیا، کہ اب اگر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے خلاف کوئی کاروائی کی جائے، تو یہ لوگ بے خبر رہینگے، اور سلطنت میں ہرگز نقضِ امن نہیں کر سکیں گے۔

نامۂ گرفتاری اب بادشاہ نے ایک فرمان حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے نام جس میں آپ کی ملاقات کا اشتیاق ظاہر کرکے آپ کو مع جملہ مریدین و معتقدین دعوت دی گئی تھی بذریعہ حاکم سرہند روانہ کیا، اور حاکم موصوف کو تاکید کی، کہ جسطرح ہو سکے، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو یہاں بھجوادو۔

روانگی جب یہ حکم حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پہنچا، تو آپنے اپنے صاحبزادگان حضرت خواجہ محمد سعیدؒ اور حضرت خواجہ

محمد معصومؒ کو کوہستان کی طرف رخصت کیا، اور اہل وعیال کو دلاسا دے کر خود مع حاضر الوقت مریدین لشکرِ سلطانی کی طرف راہی ہوئے،

استقبال جب بادشاہ نے آپ کی تشریف آوری کی خبر سنی تو اپنے امراء کو استقبال کیواسطے بھیجا، جنہوں نے بڑے اعزاز و احترام سے آپ کو ان خیموں میں ٹھہرایا، جو پہلے ہی سے آپ کے لیئے استادہ کیئے گئے تھے۔

ملاقات جب آپ کو بادشاہ نے ملاقات کے لیئے دربار میں طلب کیا، تو آپ تشریف لے گئے، جب دربار میں پہنچے، تو آئینِ دربار کے بموجب نہ آپنے سجدہ کیا، اور نہ ہی تعظیم کے لیئے گردن کو خم کیا، بادشاہ کے ندیموں نے جب یہ کیفیّت دیکھی، تو آپ کو اشارہ سے سمجھایا کہ سجدہ کرو، آپنے باآواز بلند فرمایا، کہ یہ پیشانی بغیر اللہ کے آگے ہرگز نہیں جھکے گی۔

حقیقت بھی یہ ہے، کہ دنیا میں ہر ایک انسان کے لیئے بے شمار حاکم اور بہت سی جھکانے والی قوتیں ہیں، لیکن مومن کے لیئے صرف ایک ہی ہے اس کے سوا کوئی نہیں، وہ صرف اسی کے آگے جھکتا ہے، اور صرف اسی کو مانتا ہے، اس کی اطاعت کا حق ایک ہی کو ہے، اس کی پیشانی کے جھکنے کی چوکھٹ ایک ہی ہے، اور اس کے دل کی خریداری کے لیئے بھی ایک ہی خریدار ہے، وہ جانتا ہے، کہ مخلوق کیلئے جتنی اطاعتیں، جتنی فرمانبرداریاں، جتنی وفاداریاں اور جسقدر بھی تسلیم و اعتراف ہے، صرف اسی وقت تک کے لیئے ہے، جتبک کہ بندے کی بات ماننے سے خدا کی

لہ مصنف روضۃ القیومیہ نے ان کی تعداد صرف پانچ لکھی ہے ۱۲ منہ رح

بات نہ جاتی ہو اور دنیا والوں کے وفادار بننے سے خدا کی حکومت کے آگے بغاوت نہ ہوتی ہو، لیکن اگر کبھی اللہ اور اُس کے بندوں کے احکام میں مقابلہ آپڑے، تو پھر تمام طاعتوں کا خاتمہ، تمام عہدوں اور شرطوں کی شکست، تمام رشتوں اور ناطوں کا انقطاع اور تمام دوستیوں اور محبّتوں کا اختتام ہے اُس وقت نہ تو حاکم حاکم ہے، اور نہ بادشاہ بادشاہ کہ لَاطَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ

ثابت قدمی الغرض بادشاہ نے جب آپکا انکار دیکھا، تو غضبناک لہجہ میں تہدید اور خوف دلاتے ہوئے بولا، کہ خیر چاہتے ہو، تو سجدہ کر دو، مگر یہ کیونکر ممکن تھا، کہ شدائد وخطرات کا مہیب دیو آپ کو خوف زدہ بنا سکتا، جبکہ آپکا مطمئن قلب خدا کے سوا اور کسی سے خوفزدہ نہیں تھا، اور پھر یہ کس طرح ممکن تھا، کہ خوف وہراس آپ کے اُس دل پر قبضہ کر سکتا، جو خدا کے سوا کسی کے قبضہ میں نہیں تھا، اور یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ متکبّرین کی ہیبت وعظمت، جبابرۂ عالم کا قہر وغضب، سپاہیوں کی تیغ وسنان اور فرعونی جاہ وجلال آپکو مرعوب کر سکتا، الغرض آپنے بادشاہ کا بے جا حکم سنکر بیدھڑک ہوکر جواب دیا، کہ **شیخ احمد کی پیشانی غیراللہ کے آگے جھکنے کے لئے نہیں بنائی گئی ؎**

نہ دبے ہیں کبھی باطل سے نہ دب سکتے ہیں
گردن اللہ کے رستے میں کٹانے والے

نظربندی بادشاہ آپکا جواب سنکر خوفزدہ ہوگیا، فوراً وزیر سے مشورہ طلب کیا، اُس نے کہا، کہ واقعی یہ شخص بڑا بیباک اور گستاخ ہے، اِس کو دربار سے اِس طرح نہ جانے دیا جائے، ورنہ حکومت میں فتنہ وفساد پھیل جائیگا، بہتر یہ ہے، کہ اِنکو بالفعل قلعہ

گوالیار میں نظر بند رکھا جائے، بادشاہ نے آپکو مع مریدین کے قلعہ میں بھیجدیا، آپ اُس وقت نہایت خنداں تھے، اور بزبانِ حال فرما رہے تھے، کہ ؎

کہو کریگا حفاظت مری خدا میرا
رہوں جو حق پہ مخالف کرینگے کیا میرا

ایامِ حبس کے واقعات

ظہور کرامت جب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ گوالیار کے قلعہ میں پہنچے، تو حاکم قلعہ بادشاہ اور وزیر کے حکم کے مطابق نہایت سختی سے پیش آیا، یہ دیکھکر آپ کے خلفاء میں جو آپ کے ہمراہ تھے، صبر و تحمل اور برداشت کی تاب نہ رہی، غصہ میں آکر پاسبانوں کو کہا، کیا تم یہ خیال کرتے ہو، کہ بادشاہ نے ہمیں قید کرکے بھیجا ہے؟ یاد رکھو، ہم حکمِ الٰہی سے یہاں آئے ہیں، اگر ہم چاہیں، تو اپنے اللہ کے حکم سے تمہاری آنکھوں میں خاک ڈال کر ایک دم میں باہر جا سکتے ہیں، اتنا کہنا تھا، کہ اُچھلے اور قلعہ کی دیوار پر جا بیٹھے، اور کہا، کہ دیکھو ہم ابھی دیوار پھاند جاتے ہیں، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے جب یہ دیکھا، تو جھڑک کر فرمایا، کیا مجھ میں اظہار کرامت کی قدرت نہیں، جو تم کر رہے ہو؟ حقیقت تو یہ ہے، کہ ہم اِس جفا کو برداشت کرنے کے لئے مامور ہیں ؎

تو سمجھتا ہے حوادث ہیں ستانے کیلئے
یہ ہوا کرتے ہیں ظاہر آزمانے کیلئے

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ ہو حیران عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لیئے

پشیمانی جب پاسبانوں نے یہ حالت دیکھی، تو سب نادم اور پشیمان ہوئے، سختی سے درگذرے، اور خدمت میں حاضر ہوکر معافی مانگی۔

میر سید احمدؒ میر سید احمد جو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے خاص مرید تھے، فرماتے ہیں، کہ جن دنوں بادشاہ نے آپ کو نظر بند کیا، میں اُن دنوں دکن میں تھا، میں اس معاملہ سے بالکل بے خبر تھا، ایک دن اچانک میں نے سُنا، کہ بادشاہ نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو زبردستی پلا کر شہید کر دیا ہے، اس روح فرسا وحشتناک خبر کے سُنتے ہی میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے، بدن پر لرزہ چھا گیا، فوراً اسی پریشانی کے عالم میں حیران و سرگردان بازار میں نکلا تاکہ معلوم کروں کہ آیا یہ خبر صحیح ہے، یا غلط۔

مکاشفہ جب بازار میں آیا، تو دیکھتا کیا ہوں، کہ ایک کونے پر چند سوداگر اُترے ہوئے ہیں، میں اُن کے پاس گیا، اور سلام کر کے بیٹھ گیا، اُن میں سے ایک نے میرا چہرہ غمگین دیکھ کر وجہ پوچھی میں نے وہ وحشتناک خبر سنائی، اُس نے ایک سرد آہ کھینچی، اُس کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا، دیر تک حالتِ مراقبہ میں رہا، بعد ازاں مجھے کہا، کہ خاطر جمع رکھو، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ زندہ ہیں، لیکن ہیں قید۔

حیرانی مجھکو اُس کے اس مکاشفہ سے حیرانی ہوئی، میں نے پوچھا، کیا تم حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو جانتے ہو؟ اُس نے

کہا، کہ میں تو آنجناب کا ادنیٰ مرید ہوں، یہ سُنکر میں اُسسے بڑی منت و سماجت سے گھر لیگیا، اور اس کی مجالست و موانست سے اپنے دل کو تسلی دی، میں نے پوچھا کہ تم کیونکر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مرید ہوئے؟ کتنا عرصہ اُن کی خدمت میں رہے؟ اور کیا کچھ حاصل کیا؟ اُس نے کہا، میں پنجاب کا رہنے والا ایک سوداگر ہوں، میرے دل میں حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی محبت بکثرت تھی چنانچہ ہر روز نماز کے بعد اُن کی رُوح پُر فتوح کے لئے فاتحہ پڑھا کرتا، اور سلسلۂ قادریہ کے وظائف و اذکار کیا کرتا تھا۔

اسی اثنا میں اچانک ایک رات حضرت غوث الاعظم کو نیند اور بیداری کی مابینی حالت میں دیکھا، میں نے آپکے پاؤں پر سر رکھدیا، آپنے فرمایا کہ ظاہر میں بھی کوئی پیر ہونا چاہیئے، میں نے عرض کیا، حضور! مشائخ زمانہ میں سے کسی ایک کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارشاد فرمایئے، اس پر آپنے فرمایا، کہ سرہند میں حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے پاس جاؤ، میں نے حسب الارشاد علی الصبح سرہند کی راہ لی، اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور حقیقت واقعہ عرض کی، آپنے میرے حال پر عنایت فرماکر جذبہ و سلوک سے مجھے سرفراز فرمایا۔

تجدید کا سترھواں سال

مریدین میں اضطراب

مقابلہ کی تیاری | ہندوستان کے اُمرا اور ارکینِ سلطنت مثلاً خانخانان

خانِ اعظم، سید صدر جہاں، اسلام خاں، مہابت خاں، مرتضیٰ خاں، قاسم خاں
تربیت خاں، خان جہاں لودھی، سکندر لودھی، حیات خاں اور دریا خاں جو حضرت
مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مرید تھے، آپکی نظربندی کی خبر سنکر آگ
بگولا ہوگئے، فوراً جنگ کی تیاری کے لئے باہمی خط وکتابت کی، آخر سب کی
یہ صلاح ٹھہری، کہ کابل کے حاکم مہابت خاں کو اپنا سردار مقرر کیا جائے، اور
باقی سب حاکم خزانے اور فوج سے اُس کی مدد کریں، علاوہ ازیں خراسان
اور توران کے سلاطین سے جو آپ کے مرید ہیں، مدد لینی چاہیئے۔

الغرض مذکورہ بالا سب امرا نے پوشیدہ طور پر خزانے اور فوجیں کابل
بھیجدیں، دوسری ولایتوں کے بادشاہوں نے بھی حتی المقدور مہابت خاں کی
مدد کی، کابل اور پشاور کے گرد و نواح کے مغل اور پٹھان جو آپ کے مرید
تھے، وہ بھی مہابت خاں سے آملے۔

حِلم

جب مہابت خاں کے پاس کافی فوج جمع ہوگئی، تو آمادۂ مقابلہ ہوکر
کابل سے روانہ ہوکر کئی منزل تک آگیا، مگر اسی اثناء میں حضرت
مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی جانب سے ایک خط[1] اُس کو ملا، جسمیں یہ تحریر
تھا کہ میری یہ کیفیت سب میری رضامندی سے ہے، خبردار آپ لوگ کسی
قسم کی جنبش اور حرکت نہ کرنا۔

واہ کیا حلم ہے اپنا تو جگر ٹکڑے ہو
پھر بھی ایذا سے ستمگر کے روادار نہیں

مہابت خاں کو جب یہ صحیفہ گرامی پہنچا، تو مقابلہ سے درگذرا۔

---

[1] اسی مضمون کے خط آپ نے اپنے دیگر بہت سے مریدین و خلفاء کو بھی قیام
امن کے لئے لکھے تھے۔ ۱۲ منہ رح

رہائی

ایک روز حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے بیٹھے بیٹھے فرمایا، کہ جس کام کے لئے میں نے اس قید کو اختیار کیا تھا، اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے اُسے پورا کر دیا ہے، اب بہت جلد یہاں سے روانگی ہوگی، قلعہ کے تمام عمال آپ کے گرویدہ، معتقد اور حلقہ بگوش ہو گئے تھے، سب کو یہ حال معلوم کر کے آپ کی مفارقت اور جدائی کا سخت قلق ہوا،

اِدھر یہ کیفیت تھی، اور اُدھر بادشاہ کو ایک روز کسی نے عالم بیداری میں تخت سے اُٹھا کر زمین پر پھینکدیا، وہ ہیبت زدہ ہو کر بیمار ہو گیا تھا، ہر چند علاج کیا، مگر ع

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

خواب آخر ایک روز بادشاہ نے خواب میں دیکھا، کہ کوئی بزرگ فرما رہے ہیں، کہ اے ظالم! تو نے مجدد اسلام اور امام وقت کو تکلیف دی ہے، یہ بیماری اُسی کا سبب ہے، اگر خیر چاہتا ہے، تو ان سے دعا کرا

عرضداشت بادشاہ نے بیدار ہوتے ہی آپ کی رہائی کا حکم جاری کر دیا، اور ایک عرضداشت جو خطا کی معافی اور ملاقات سے مشرف ہونے کی استدعا پر مشتمل تھی، اپنے ندیموں کے ہاتھ آپ کی خدمت میں پیش کی ؎

جب ہوا دیدۂ شاہ مجدد کا ظہور
تہلکہ پڑ گیا ایوانِ جہانگیری میں
ہو کے شرمندہ سے شہ ہند خطا سے اپنی

مدتوں غرق رہا ورطۂ دلگیری میں

آپ نے اس کے جواب میں چند ایک شرطیں پیش کیں، بادشاہ نے بطیب خاطر سب منظور کرلیں، آپ گوالیار سے رخصت ہوئے، اور راستہ میں تین یوم سرہند قیام فرمایا، ہزارہا لوگ زیارت سے مشرف ہوئے، اس کے بعد آپ عازم لشکر بادشاہی ہوئے، ولیعہد شاہجہان اور وزیر اعظم آپ کے استقبال کے لئے حاضر ہوئے، آپ شاہی محل میں تشریف لے گئے، اور دعا شروع فرمائی، بادشاہ کو حکم دیا، کہ اپنی خطاء کو یاد کرکے گریہ وزاری اور الحاح و بکا کرتا رہے، چنانچہ بہت جلد بادشاہ کو صحت ہوگئی، آپکے قدموں پر گر پڑا، اور حلقۂ ارادت میں داخل ہوا، پھر کیا تھا

إِذَا جَاءَ مُوسٰى وَ أَلْقَى الْعَصَا

فَقَدْ بَطَلَ السِّحْرُ وَ السَّاحِرُ

(۱) سجدہ دربار بالکل موقوف کر دیا گیا۔

(۲) گاؤکشی میں آزادی دی گئی، گائے کا گوشت برسر بازار فروخت ہونا شروع ہوا،

(۳) بادشاہ اور ارکانِ دولت نے ایک ایک گائے دربارِ عام کے دروازہ پر اپنے اپنے ہاتھ سے ذبح کی، اور کباب تیار کرواکر کھائے

(۴) ملک کے جس جس حصہ میں مساجد شہید کی گئی تھیں، دوبارہ تعمیر کی گئیں،

(۵) دربار عام کے قریب ایک خوشنما مسجد تعمیر ہوئی، تیار ہونے پر بادشاہ امراء سمیت اس مسجد میں آیا، اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو امام بناکر نماز باجماعت ادا کی۔

(۶) ہر شہر اور ہر قصبہ میں دینی تعلیم کے لئے مکتب اور مدرسے قائم کئے گئے۔

(۷) شہر بشہر محتسب، شرعی مفتی اور قاضی مقرر ہوئے۔

(۸) کفار پر جزیہ مقرر ہوا۔

(۹) جس قدر قانون خلاف شریعت جاری تھے، سب یک قلم منسوخ کئے گئے،

(۱۰) جملہ بدعات اور رسوم جاہلیت بالکل مٹا دی گئیں۔

دین اسلام میں نئے سرے سے رونق اور تازگی پیدا ہوئی مسلمانوں کے قلوب مسرت سے لبریز ہو گئے شبانہ روز کفار اپنی رضا و رغبت سے حلقۂ اسلام میں داخل ہونے شروع ہو گئے سلسلۂ تبلیغ شروع ہو گیا ؎

حق باطل سے کہے کہ اب تو رُھونقا پڑھ لے
لا الٰہ بھی نہ پڑھتا تھا اب الّا پڑھ لے

تجدید کا اٹھارہواں سال

جب وزیر نے اپنی دال گلتی نہ دیکھی، تو فتنہ و فساد برپا کرنے کے لئے بہت سی تدابیر عمل میں لایا۔

پہلی شرارت چنانچہ سب سے قبل اس نے بادشاہ کو گمراہ کرنے کے لئے شیعہ مذہب کے مجتہد نور اللہ شستری کو ایران سے بلوایا، اور بادشاہ کے آگے اس کی بہت کچھ تعریف و توصیف کی لیکن کوئی بات کارگر نہ ہوئی، سخت ناکامیابی کا منہ دیکھنا پڑا، بادشاہ نے

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے ارشاد کے مطابق اس مجتہد کو تیغ سے گھاٹ اتروا دیا۔

دوسری شرارت اسکے بعد اس نے پادریوں کو بلا بھیجا، وہ بھی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مقابلہ سے عاجز رہ گئے، پھر تو اس کو سخت ذلت و رسوائی کا منہ دیکھنا پڑا۔

الغرض تجدید کے اس سال وزیر بادشاہ کی نظر سے ایسا گرا کہ پھر دوبارہ اس کو وہ عروج، وہ ترقی اور وہ مرتبہ نصیب نہ ہوا۔

تجدید کا اُنیسواں سال

دعا اسی سال جہانگیر کا بیٹا شاہجہان فتنہ برپا کرنیوالے آدمیوں کے بہکانے پر باپ کیساتھ آمادہ پیکار ہوا، شاہجہان کے ساتھ جمعیت زیادہ تھی، بڑے زور سے باپ بیٹے کی فوجوں کا مقابلہ ہوا، عین اُس وقت جبکہ معرکۂ کارزار گرم تھا، باپ کی بہت سی فوج بیٹے سے جا ملی، پھر کیا تھا جہانگیر کی بقیہ فوج کے پاؤں اُکھڑ گئے، جہانگیر نے اسی وقت حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں دعا کی التجا کی، آپنے دعا فرمائی، فوراً معاملہ برعکس ہوگیا، شاہجہان کی فوج پسپا ہوگئی، اور جہانگیر غالب آگیا، یہ واقعہ دیکھکر شاہجہان حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کیخدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا، کہ بندہ قدیم الایام سے حضور کا غلام ہے حضور کے جس پیر باپ سے کئی دفعہ لڑا جھگڑا، تعجب ہے، کہ حضور میری سلطنت پر راضی نہیں، آپنے فرمایا، کہ مطمئن رہو، عنقریب ظاہری سلطنت تمہارے ہاتھ آئیگی، اور باطنی میرے بیٹے محمد معصوم کے۔

مکتوبات کی دوسری جلد کا اختتام

اسی سال مکتوبات کی دوسری جلد ختم ہوئی، اور تیسری شروع کی گئی۔

اسی سال حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اپنے فرزندوں کو سرہند شریف میں طلب فرمایا۔

تجدید کا بیسواں سال

جہانگیر کو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے ساتھ اس قدر اُلفت ہو گئی تھی کہ ایک دم اور ایک ساعت کے لیے آپ کو اپنے سے جُدا نہ ہونے دیتا تھا، حتیٰ کہ سفر میں بھی آپ کو اپنے ہمراہ رکھتا،

حکمت

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا سفر میں بادشاہ کے ہمراہ رہنا اور مختلف شہروں، قصبوں اور دیہاتوں سے گذرنا حکمت سے خالی نہ تھا، اس میں بھید اور راز یہ پنہاں تھا، کہ جب کسی شہر، کسی قصبہ یا کسی آبادی کی جگہ میں آپ پہنچتے، تو وہاں کے باشندے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر آپ سے فیضیاب ہوتے۔

ایک واقعہ

چنانچہ خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک سفر میں میں آپ کے ہمراہ تھا، جب شاہی لشکر دریائے چناب کے کنارے ایک قصبہ میں پہنچا، تو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے خادموں نے خیمہ نصب کر دیئے، اتنے میں میں نے آپ کو دیکھا، کہ تنہا بستہ پا کسی گاؤں کے کوچہ میں چلے آتے ہیں، میں آپ کے پیچھے دوڑا، جب آپ نے مجھے دیکھا، تو فرمایا کہ دل

اس امر کی شہادت دیتا ہے، کہ اس گاؤں میں ضرور بالضرور کوئی نہ کوئی مسجد ہوگی، چلو وہاں چلکر تازہ وضو کرکے نماز ادا کریں، ابھی چند قدم نہ گئے تھے، کہ ایک نہایت عمدہ مسجد نمودار ہوئی، آپنے اُسمیں وضو کرکے دوگانہ ادا کیا، اس گاؤں کے ایک فقیر نے مجھ سے پوچھا، کہ یہ کون بزرگ ہیں جب میں نے بتایا، تو وہ سرپٹ دوڑا ہوا گیا، اور فوراً گاؤں کے ضعیف العمر نمبردار کو بُلا لایا، اگرچہ اس میں کثرت ضعف کی وجہ سے چلنے کی تاب و طاقت نہ تھی، تاہم آپ کے اوصاف سنکر اشتیاقِ زیارت سے خدمت اقدس میں حاضر ہوا ؎

ہمائے اَوجِ سعادت بدام ما اُفتد
اگر ترا گذرے بر مقام ما اُفتد

اُس رات اُس نے آپ کی تمام مریدوں سمیت دعوت کی، اور مع متعلقین حلقۂ ارادت میں داخل ہوا،

شیخ طاہرؒ جب اثنائے سفر میں آپ لاہور پہنچے، تو اُس شہر کی قطبیت شیخ طاہر رحمۃ اللہ علیہ کو عنایت فرمائی،

بادشاہ کا اصرار جب لشکر سرہند پہنچا، تو بادشاہ نے دہلی جانے کا حکم دے دیا، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو جب یہ خبر پہنچی، تو بادشاہ کو فرمایا، کہ مجھے اب سرہند ہی رہنے دو، بادشاہ نے عرض کیا، کہ میں جناب سے جُدا نہیں ہوسکتا لیکن جناب کی خاطر کچھ دیر اور سرہند میں قیام کرلیتا ہوں، چنانچہ چار مہینے سرہند میں رہا، بعد ازاں آپ کو ہمراہ لیکر دہلی روانہ ہوئے، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے بادشاہ کے ساتھ شہر بنارس تک

سیر کی، جس گاؤں اور جس قریہ میں آپ کا گذر ہوتا، وہاں کے لوگ آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو کر فیضیاب ہوتے،

تجدید کا اکیسواں سال

طیّ مسافت

اِس سال حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سے ایک عجیب و غریب کرامت ظہور میں آئی، اس کی تفصیل یہ ہے، کہ آپ کے دونوں صاحبزادے سفر میں آپ کے ہمراہ تھے، اثنائے راہ میں آپ نے اُن دونوں کو سرہند شریف رُخصت فرمایا، لیکن سفر خرچ دینا بھول گئے، جب مخدوم زادے پہلی منزل پر جا کر اُترے تو انہیں معلوم ہوا، کہ زادِ راہ نہیں لائے، حیران تھے، کہ کیا کریں، اسی اثناء میں ایک خادم نے آکر خبر دی، کہ اس شہر کے باہر شاہی لشکر اُترا ہے، دونوں صاحبزادے حیران رہ گئے، کہ بادشاہ کا لشکر یہاں کیونکر آگیا، لیکن سمجھ گئے، کہ یہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا تصرّف ہے، فوراً اپنے والد بزرگوار کی قدمبوسی کے لئے گئے، اُس وقت آپ وضو فرما رہے تھے، مخدوم زادوں کو دیکھتے ہی فرمایا، ہم تمہیں زادِ راہ دینا بھول گئے تھے، لو یہ زادِ راہ لو، اور جاؤ، اُنہوں نے زادِ راہ لیا، بس آن کی آن میں آپ اور سب کی سب فوج غائب ہوگئی۔

شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رح

اسی سال شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مکتوبات

ملاحظہ فرمائے ، اور ملاقات کے لئے آپکے پاس تشریف لے گئے ،

انہی دنوں شیخ مذکور رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ قدس سرہ العزیز کے خلیفہ شیخ حسام الدین کی طرف ایک مکتوب لکھا ، جو اس امر پر بڑے زور سے دال ہے کہ شیخ عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی تجدید و قیومیت کے معترف تھے ،

ایک عالم صاحب خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ، کہ ایک دفعہ ایک عالم صاحب نے مجھے کہا ، کہ میں نے سنا ہے ، کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے مکتوبات اور رسائل لکھے ہیں ، لیکن ابھی تک میرے دیکھنے میں نہیں آئے ، میں نے انہیں ایک مکتوب نکالکر دیا ، جس میں لکھا تھا ، کہ حقیقت و طریقت دونوں شریعت کی خادمہ ہیں ، جب انہوں نے پڑھا ، تو نہایت محظوظ ہوئے ، اور دونوں ہاتھ اُٹھاکر آسمان کی طرف منہ کر کے دعا مانگی ، کہ اے پروردگار ! اس شیخ معظم کو سلامت رکھیو - پھر مجھے کہنے لگے ، کہ اکثر مشائخ کے کلام اور رسائل کو پڑھکر جو زنگ میرے دل کو لگا تھا ، وہ سب دُور ہو گیا ہے ، واقعی آپ مجدد ہیں ، اس کے بعد وہ حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے -

شیخ آدم بنوری رح اسی سال شیخ بنوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مرید ہو کر توجہ سے مشرف ہوئے ، شیخ صاحب نے باطنی کمالات میں بہت جلد ترقی کی ہزارہا لوگ آپ کے معتقد ہو گئے -

خلافت جب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے شیخ صاحب کو

لوگوں کی تربیت کے قابل پایا، تو خلافت سے سرفراز فرما دیا۔

تجدید کا بائیسواں سال

مکتوبات کا اثر جب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے بعض مخلص آپ کے مکتوبات کی پہلی اور دوسری جلد بدخشان، خراسان اور ماوراء النہر میں لے گئے، تو وہاں کے اکثر علماء و مشائخ جو ابھی تک آپ کے مرید نہیں ہوئے تھے، جب اُنہوں نے مکتوبات کا مطالعہ کیا، تو بہت کچھ دعا کی۔

ان ممالک کے مشائخ اکابر مثلاً حضرت شیخ میرک شاہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت میر محمدؒ، حضرت شیخ مومن بلخیؒ، اور علمائے جیّد مثلاً مولٰنا ربّانی حسن قبادانی اور مولٰنا نوبک نے ایک صالح مرد کے ہاتھ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں نیازمندانہ عرضیاں بھیجیں، جو اس صالح مرد نے اجمیر میں آپ کی خدمت میں پیش کیں، اور اُن بزرگوں کی طرف سے وفورِ محبت و عقیدت کا اظہار کیا، ان بزرگوں نے عرض کر بھیجا تھا، کہ اگر کبر سنی، ضعفِ جسمانی، بُعدِ مسافت اور صعوبت سفر وغیرہ امور مانع نہ ہوتے، تو خدمت اقدس میں حاضر ہو کر زندگی کے باقی لمحات درِ دولت پر گزارتے، چونکہ مذکورہ بالا رکاوٹیں سدِ راہ ہیں، اس لئے عرض خدمت ہے، کہ ہم نیازمندوں کو اپنے مخلصوں اور مریدوں میں شمار کر کے غائبانہ اِفاضت سے ہمارے احوال پر توجہ فرماویں۔

اس صالح مرد نے عرض کیا، کہ مجھے ان بزرگوں نے اِس مقصد کے لئے بھیجا ہے، کہ میں آپکی خدمت میں ان کی طرف سے اظہار ارادت

کروں، چنانچہ وہ ہر ایک کی طرف سے آپ کی خدمت میں مرید ہوا،
رخصت ہوتے وقت اس نے التماس کی، کہ وہاں کے بزرگوں نے
مکتوبات کے تیسرے دفتر کی درخواست کی ہے، چونکہ ابھی مکتوبات کی
تیسری جلد کا آغاز ہی تھا، اس لئے آپ نے تیسری جلد کی ایک جزء اس
مردِ صالح کو عنایت فرمائی۔

ان ممالک کے بعض بزرگ جو بعد میں ہندوستان آئے، فرماتے
تھے، کہ جس وقت حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مکاتیب وہاں
پہنچے، تو اس وقت ہم شیخ مومن بلخیؒ و شیخ میرک شاہؒ وغیرہ مشائخ
کی خدمت میں تھے، اُن کے مطالعہ سے یہ حضرات نہایت خوش ہوئے
اور فرمانے لگے، کہ واللہ! اگر سلطان العارفین بایزید بسطامی اور
سید الطائفہ جنید بغدادی اس وقت ہوتے، تو آپ کی غلامی
اختیار کرتے۔

ایک حق پرست

اسی سال ایک حق پرست خدا طلب، صالح مرد جس
نے بہت سے بزرگوں کی زیارت کر کے اُن سے
فیوض و برکات حاصل کئے تھے، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت
میں حاضر ہو کر حلقۂ ارادت میں داخل ہوا، اُس نے اپنے مرید ہونے کا سبب
یوں بیان کیا ہے، کہ جب میں اکبر آباد میں تھا، تو بعض عورتوں نے مجھ سے
بیان کیا، کہ فتح پور سیکری میں ایک درویش آیا ہے، جو کبھی غائب
ہو جاتا ہے، اور کبھی نمودار، اب مدت بعد ظاہر ہوا ہے، میں نے ارادہ
کیا، کہ چلو اُس بزرگ کی خدمت سے فائدہ اُٹھائیں، جب میں نے اپنا یہ
ارادہ ظاہر کیا تو چند اہلِ مروّت عورتیں میرے ہمراہ ہولیں، ہم شام

کے وقت اُس باغ میں پہنچے، جہاں وہ درویش رہتا تھا، جب ہم وہاں گئے، تو کیا دیکھتے ہیں، ایک شخص درویش صورت، فرشتہ سیرت سیاہ لباس زیب تن کئے بیٹھا ہے، اور دو تین خادم اردل میں کھڑے ہیں، ہم سب سلام کر کے بہت دور بیٹھ گئے، میں اُن عورتوں سے بھی فاصلہ پر ہو بیٹھا، اتنے میں وہ ناقص الفہم عورتیں اُس فقیر کی سیاہ پوشش کی طرف اشارہ کر کے مسکرائیں، چونکہ اُس وقت تاریکی زیادہ چھائی ہوئی تھی، اتنے فاصلے پر فقیر صاحب کا ان عورتوں کی مسکراہٹ کو معلوم کرنا بالکل ناممکن تھا، لیکن جونہی وہ مسکرائیں، فقیر صاحب نے دُور ہی سے سخت ناراض ہو کر کہا، کہ فقیروں سے ہنسی اچھی نہیں، وہ حیران رہ گئیں، کہ اِس تاریکی کے عالم میں اِس فقیر نے کیونکر معلوم کر لیا، سوائے اِس کے اور کچھ نہ معلوم ہوا، کہ اِس نے بذریعہ کشف معلوم کیا ہے، ڈر سے تھر تھر کانپنے لگ گئیں،

جب اُس درویش کا غصّہ تھما، تو میں نے اُس سے خدا طلبی کا اظہار کیا، اُس نے کہا، کہ اِس وقت حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ قطب وقت اور اولیاء کے سرتاج ہیں، جب تو ان کی خدمت میں حاضر ہو کر اُس سمندر سے سیراب نہیں ہوا، تو چھوٹی ندیوں سے کیونکر ہوگا، میں نے دیدہ و دانستہ کہا کہ بیشک وہ بزرگ ہیں، میں نے اُن کی بہت سی تعریف بھی سُنی ہے، اور زیارت کا ارادہ بھی کیا ہے، لیکن ابھی تک حاضر خدمت نہیں ہو سکا، اُس نے کہا کیوں جھوٹ بولتے ہو، فلاں دن فلاں جگہ دوپہر کے وقت تم اُنکی خدمت میں حاضر ہوئے تھے، اور یہ یہ باتیں تمہارے اور ان کے درمیان

ہوئی تھیں۔

الغرض جو گفتگو ملاقات کے وقت پہرے اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے درمیان ہوئی تھی، اُس نے لفظ بلفظ دُہرا دی، اس گفتگو کے وقت کوئی تیسرا شخص پاس نہ تھا، بالآخر میں نے اقرار کیا، کہ میں حاضر خدمت ہوا تھا، اس واقعہ کے بعد بید عالیں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور حلقۂ ارادت میں داخل ہو گیا۔

آثارِ رحلت

انقائے نسبت ۱۰۳۲ھ ہجری میں جب کہ آپ اجمیر شریف میں تھے ایک دن بیٹھے بیٹھے فرمایا، آثار بتلاتے ہیں کہ اب کوچ کا زمانہ قریب ہے، اس ارشاد کے ایک روز بعد سرہند شریف میں اپنے صاحبزادوں کو لکھکر بھیجا، "ایّامِ انقراضِ عمر نزدیک و فرزنداں دُور"۔

اس نامہ کے پہنچتے ہی بے اختیار دونوں صاحبزادے خدمت اقدس میں شرفِ زیارت کے لئے حاضر ہوئے، صاحبزادوں کو پہنچے ہوئے ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا، کہ ایک روز آپنے ان کو خلوت میں طلب فرما کر کہا، کہ مجھے اب اس جہان سے دلبستگی نہیں رہی، اب کوچ کی علامات نمایاں ہو رہی ہیں۔

حقیقی جانشین چنانچہ اس فرمان کے بعد آپنے حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کو منصب قیومیت سے سرفراز فرما کر نسبت خاصہ القا کی، اور اپنا حقیقی جانشین مقرر فرمایا،

مسند ارشاد جب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سرہند واپس تشریف لائے، تو حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے حضور میں مسندِ ارشاد پر بٹھایا، اور تمام خلفاء اور مریدین کو حکم دیا، کہ ان سے بیعت کریں، سب نے حسب الارشاد بیعت کی، خانقاہ کے تمام معاملات بھی آپ کے سپرد ہوئے، سب یاروں کو حکم کر دیا، کہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ میں بیٹھا کریں، جب کوئی آپ کے پاس مرید ہونے کو آتا، آپ اُسے حضرت خواجہ معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیج دیتے، خود مرید نہ کرتے،

تجدید کا تئیسواں سال

خلوت اس سال حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے تمام تعلقات سے کلی انقطاع کر کے خلوت اختیار کرلی، سوائے مخدوم زادوں اور دو تین خاص خادموں کے اور کوئی شخص آپ کے پاس جانے کا مجاز نہ تھا۔

جب آپ خلوت اختیار کرنے کو تھے، تو ایک روز آپنے فرمایا، کہ شیخ الاسلام بوعلی دقاق کا جب مشرب عامی ہوگیا، تو اُنکی مجلس خلق سے خالی ہوگئی۔

آثار موت خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ انہی خلوت کے ایام میں ایک روز میں نے عرض کیا، کہ حضور! ملک دکن کے اُمور سلطنت میں آج کل سخت بدنظمی ہے، اگر ارشاد ہو، تو اپنے عیال واطفال کو لے آؤں، آپنے چار و ناچار اجازت فرمائی، رخصت

ہوتے وقت میں نے عرض کیا، کہ حضور دعا فرمائیں، تاکہ پھر آستانہ بوسی جلدی نصیب ہو، فرمایا، دعا کرتا ہوں، کہ آخرت میں پھر ہم یکجا جمع ہو جائیں۔[1]

ماہ شعبان کی پندرھویں تاریخ کو رات کے وقت جب آپ عیال و اطفال کے پاس گھر میں تشریف لے گئے، تو مخدوم زادوں کی والدہ کی زبان سے نکلا، کہ آج اجل و امید کی رات ہے، خدا معلوم کس کا نام صفحۂ ہستی سے محو کیا گیا ہے، اور کس کا قائم رکھا گیا ہے؟ جب آپ نے سُنا، تو فرمایا، کہ تم تو شک وشبہ میں یہ بات کہتی ہو، لیکن اُس شخص کی کیا حالت ہو گی، جو بچشم خود دیکھتا ہو، کہ اس کا نام صفحۂ ہستی سے مٹایا گیا ہے۔

انہی دنوں آپ کے بعض مخصوص محرموں اور متعلقین نے التماس کی، کہ حضور کے خلوت اختیار کرنے کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا، چونکہ میں اپنے آپ کو اُس جہان کے قریب کر رہا ہوں، اس لئے اس جہان کو اپنے سے دُور کر رہا ہوں،

نیز انہی دنوں آپ حرم سرا کی دہلیز میں بیٹھے ہوئے تھے، کہ فرمایا اس سرما میں جو دو ماہ کے بعد آنے والا ہے، ہم اس گھر میں نہیں ہونگے۔

خطبہ عید اضحٰی تجدید کے اس سال کے آخر میں آپ نے عید اضحٰے

---

[1] مصنف روضۃ القیومیہ نے لکھا ہے، کہ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ کو پھر اس دنیا میں آپ کی زیارت نہ ہوئی، کیونکہ خواجہ صاحب کے رخصت ہونے کے سات ماہ بعد حضرت کا وصال ہو گیا تھا، ۱۲ صفحہ ۲۰

کی نماز ادا کرنیکے بعد لوگوں کو چند آخری الفاظ فرمائے، جنہیں سُنکر مجمع پر ایک کیفیت بیخودی طاری ہوگئی، وہ الفاظ درج ذیل ہیں۔

تقریر

لوگو! میں نے پہلے ہی تمہیں اطلاع دیدی ہے، کہ میں عنقریب دنیا سے سفر کرنے والا ہوں، آثار مجھے بتلا رہے ہیں، کہ میری عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کے مطابق تریسٹھ سال ہوگی، اب تریسٹھواں سال ختم ہونے کو ہے، میں عنقریب تم لوگوں سے جدا ہو جاؤنگا، اور اپنے مولیٰ کا دیدار حاصل کرونگا۔

خدا کے بندو! جو کچھ مجھے اللہ تعالےٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ملا، وہ میں نے تم تک پہنچایا، یہ بھی تم سے مخفی نہیں، کہ میں نے ملّتِ حقّہ کے رواج دینے کے لئے کس قدر کوششیں کیں، کتنے ظلم وستم سہے، کتنی جفائیں برداشت کیں، کتنی کڑی سے کڑی مصیبتیں اُٹھائیں، حتّٰی کہ قید تک بھی منظور کی، لشکر میں رہنا اختیار کیا، لیکن اپنے کام میں بالکل کوتاہی نہیں کی،

آہ! آج میں تم سے جدا ہوتا ہوں، اور تمہیں اپنے اللہ کے سپرد کرتا ہوں، میری تمہاری ملاقات اب قیامت کے دن جناب پیغمبر خدا صلی اللہ کے حضور میں حساب کے وقت ہوگی، تم سب اس بات کے شاہد رہنا کہ مجھ سے اس بارے میں کوئی کوتاہی واقع نہیں ہوئی، کیونکہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تم سے پوچھیں گے، کہ مجدّد الف ثانی نے ملّت حقّہ کے رواج دینے کے لئے کیا کچھ کیا تھا؟

یہ سنکر حاضرین کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو ٹپک پڑے، سب نے یکزبان ہوکر عرض کیا، کہ یا امام الاولیاء! یا نائب خاتم الانبیاء!! واقعی آپ نے شریعت کو رواج دینے اور مذہب کی تجدید میں بدرجہ غایت کوشش کی، اور اس دوران میں جو جو مصائب و تکالیف آپ کو پیش آئیں، اُن پر آپنے صبر کیا، اور شکر الٰہی بجا لائے، ہمیں ضلالت و گمراہی سے نکال کر سیدھی راہ دکھلائی، شریعت و طریقت کو زینت بخشی، اللہ تعالےٰ آپ کو جزائے خیر عطا کرے، ہم قیامت کے دن اِنہی الفاظ میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں گواہی دینگے۔

بعد ازاں آپنے حاضرین کے حق میں دعائے خیر کی۔

مرض الموت

جب آپ کے زمانہ تنہائی کو چھ سات ماہ گذر گئے، تو آپ کو حسب معمول ضیق النفس[۱] کا دورہ عارض ہوا، جو ہر سال ہوا کرتا تھا۔

۱۲ ؍محرم ۱۰۳۴ھ ہجری کو والد ماجد کے مزار شریف کی آخری زیارت کو تشریف لے گئے، اور دیر تک حالتِ مراقبہ میں بیٹھے رہے، اور اہل قبور کیلئے دعاء مغفرت فرمائی، پھر وہاں سے جد اعلیٰ حضرت امام رفیع الدین قدس سرہٗ العزیز کے مزار پر تشریف لے گئے، اور اسی طرح سے مراقبہ فرمایا، پھر وہاں کے اہل قبور کے لئے دعائے مغفرت فرما کر دولت خانہ پر تشریف لائے،

---

[۱] ضیق النفس دمہ کو کہتے ہیں، ۱۲ منہ رح

صعوبت مرض

آپ کا مرض شبانہ روز ترقی کرتا گیا، حتیٰ کہ ۱۳ر صفر کو عصر کے وقت شدت کی وجہ سے بخار ہوگیا، درجۂ حرارت روز بروز بڑھتا رہا،

اس ضعف کی حالت میں بھی آپ نماز باجماعت ادا کرتے رہے، صرف اخیر کے چار پانچ روز تنہا نماز پڑھی، اوراد و وظائف اور ذکر و مراقبہ میں کسی قسم کی کوتاہی واقع نہیں ہوئی۔

۲۳ر صفر کو پنجشنبہ کے دن کچھ افاقہ ہوگیا، آپ نے درویشوں کو کپڑے تقسیم کئے، چونکہ آپ کے جسم مبارک پر روئی دار کپڑا نہ تھا، اسلئے سرد ہوا نے اثر کیا، بخار پھر لوٹ آیا، اور آپ صاحب فراش ہوگئے لوگوں نے پوچھا، کیا آپ دفع مصیبت کے لئے خیرات و صدقات دیتے ہیں؟ فرمایا نہیں، بلکہ شوقِ وصال سے ؎

کسی کو مرض سے شفاء چاہیئے
ہمیں تو مرض لا دوا، چاہیئے

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، کہ انہی ایام میں میں نے خواب میں دیکھا، کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا وصال ہوگیا ہے، اور میں روتا چلاتا ادھر ادھر حیران و سرگردان پھر رہا ہوں، بےاختیار میری زبان سے اَیْنَ اَحْمَدُ۔ اَیْنَ اَحْمَدُ کی صدائیں نکل رہی ہیں، اتنے میں ایک شخص نے کہا، یہ رہی بڑی مسجد میں ان کی قبر، جب میں مسجد میں آیا، تو دیکھا، کہ قبر کا نشان تو ہے، لیکن زمین کے برابر ہے۔

اسی طرح کا خواب میر شیخ عارف رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دیکھا،

انہیں دنوں ایک اور شخص نے خواب دیکھا، کہ ایک بہت بڑا درخت ہے، جس کی شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں، یکبارگی وہ درخت زمین پر گر پڑا، اور تمام خلقت چلا اُٹھی،

یوم وصال

بروز وصال یعنی سہ شنبہ ۲۹ صفر کی شب آپنے وہ تمام دعائیں پڑھیں جنکا ذکر صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے، رات کے آخری حصے میں اُٹھ کر وضو کیا، اور تہجد کی نماز کھڑے ہوکر ادا کی، اور فرمایا، کہ یہ ہماری آخری نماز تہجد ہے، جب صبح ہوئی، تو فجر کی نماز ادا کی، اور حسب عادت مراقبہ کیا، بعد ازاں نماز اشراق بڑی دلجمعی سے ادا کی[1]

اس کے بعد فرمایا، کہ استنجا کے لئے طشت لاؤ، خادم نے طشت حاضر کیا، تو فرمایا، اس میں ریت تو ہے نہیں، احتمال ہے، کہ پیشاب کے قطرے لباس پر گریں، غرض چونکہ قطرات سے حفاظت کرنا دشوار تھا، اس لئے آپ نے استنجا نہیں کیا، اور فرمایا، طشت اٹھا لیجاؤ، جب ریت ڈالکر طشت کو حاضر کیا، تو فرمایا، اتنی فرصت کہاں، کہ یوں کرکے تازہ وضو کروں، اس کو لے جاؤ، اور مجھے فرش پر لٹا دو۔

جب آپ کو تکیہ پر لٹا دیا گیا، تو آپنے بطریق مسنون قبلہ رُخ ہوکر

---

[1] زبدۃ المقامات میں لکھا ہے، کہ اشراق کی نماز ادا کرنے کے بعد آپ پر ایک عجیب وجدانہ کیفیت طاری تھی، بار بار شوق وصال میں یہ ہندی مصرعہ پڑھتے تھے، ع

آج ملا وا کے پیا سب جگ دیواں وار

یعنی آج وہ دوست ملا، جسپر سب دنیا کو قربان کردوں ۱۲ منہ رح

رُخسارے کے نیچے اپنا داہنا ہاتھ رکھ لیا، اور ذکر میں مشغول ہوگئے،

وصال

جب حضرت مخدوم زادہ نے دیکھا، کہ سانس جلدی آرہا ہے، تو پوچھا مزاج مبارک کیسا ہے؟ فرمایا، کہ اچھا ہے، دو رکعت نماز جو ہم نے پڑھی ہے، وہ کافی ہے، اس کے ایک لحہ بعد اللہ اللہ کہتے ہوئے وہ آفتاب حقیقت جس نے اپنے فیضان کی شعاؤں سے ایک عالم کو منوّر کر رکھا تھا، غروب ہوگیا، آہ! ہندوستان کے غریب مسلمانوں کے اندھیرے گھر کا چراغ گُل ہوگیا ؎

مسیحائے زماں پہنچا فلک پر چھوڑ کر سبکو
چھپا چاہِ لحد میں واے قسمت ماہِ کنعانی

تاریخ وصال و عمر شریف آپ کا وصال بدھ کے دن ۲۹[1] صفر ۱۰۳۴ھ ہجری کو بوقت اشراق ہوا، اسوقت آپ کی تریسٹھ سال کی عمر تھی،

إِذَا كَانَ مُنْتَهَى الْعُمْرِ مَوْتًا
فَسَوَاءٌ طَوِيْلُهُ وَالْقَصِيْرُ

غسل اور تجہیز وتکفین

جب غسّال نے آپ کو غسل کے لئے تختہ پر لٹایا، تو حاضرین نے معاینہ کیا، کہ آپ اپنے دونوں ہاتھ بطریق نماز باندھے ہوئے

[1] ایک روایت میں ۲۸ رصفر ۱۰۳۴ھ ہجری بھی آیا ہے واللہ اعلم ۱۲ منہ رح

تھے ، بائیں ہاتھ پر دائیں ہاتھ کی ابہام و خنصر سے حلقہ کئے ہوئے تھے حالانکہ حضرت مخدوم زادہ رحمۃ اللہ علیہ نے بعد انتقال آپ کے ہاتھ دراز کر دیئے تھے ، تخت پر لٹاتے وقت حالت تبسم میں تھے ، جب حاضرین نے مشاہدہ کیا ، تو بے اختیار یہ قطعہ پڑھنے لگے ؎

یاد داری کہ وقت زادن تو
ہمہ خنداں بدند و تو گریاں
آنچناں زی کہ وقت رفتن تو
ہمہ گریاں شوند تو خنداں

غسال نے آپ کے دونوں ہاتھ کشادہ کرکے بائیں کروٹ پر لٹایا ، اور داہنی جانب غسل دیا ، اس کے بعد داہنی کروٹ پر لٹا کر بائیں جانب غسل دیا ، جب بائیں جانب بھی غسل دے چکا ، تو پھر حاضرین نے معائنہ کیا ، آپکے دونوں دست مبارک بطریق سابق حالت نماز کی طرح بندھے ہوئے تھے ، کئی بار کشادہ کئے گئے ، لیکن پھر وہ پہلی حالت پر آگئے ،

پھر آپ کو تین سفید کپڑوں کا کفن دیا گیا ، لفافہ ، قمیص ، اور تہ بند

نماز جنازہ نماز جنازہ آپ کے فرزند بزرگ حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی ۔

تدفین اس کے بعد حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کی قبر سے مغرب کی طرف آپ کو دفن کیا گیا ؎

نظر سے ہو کے غائب دل میں تو وہ چھپ کے بیٹھے ہیں
دل و دیدہ کی جنگ باہمی مشکل ہے سلجھانی ۔

تاریخ وصال

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے وصال کی تاریخیں مختلف لوگوں نے کہی ہیں، چنانچہ تاریخ نثر آیۃ کریمہ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ ہے،

مولانا محمد صادق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث بطور تاریخ کہی ہے، الموت ھو جسر یوصل الحبیب الی الحبیب یعنی موت وہ پل ہے جو دوست کو دوست سے ملاتا ہے۔

میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی عمر کے مطابق تریسٹھ تاریخیں کہی ہیں، جن میں سے چند ایک فقرے یہ ہیں، جان شریعت شہباز طریقت، معرفت ظل صمد۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے نظم میں یوں کہی ہے، کہ ؎

آن قطب کہ ہم عاشق و معشوق است
بر جوہر اسرار نبی صندوق است
آن سایہ کہ از احمد مرسل بنہفت
ظاہر شدہ کہیں احمد فاروق است

لوگوں نے پانسو کے قریب آپ کے وصال کی تاریخیں کہی ہیں، جن میں سے اکثر ملاں بدرالدین نے حضرات القدس میں لکھی ہیں، چنانچہ ان میں سے ایک تاریخ درج ذیل کی جاتی ہے،

فریاد ز گردش زمانہ
بیداد ز دست جور ایام

قطبِ ارشاد شیخ احمد
بخلق بود فیض او عام
در ماه صفر بہ بست و ہشتم
بگذشت ز دہر بے سر انجام
از رفتن او زِ بے دلاں رفت
یکبار قرار و صبر و آرام
شد روز وصال عاشقاں شب
شد صبح امیدِ طالباں شام
تاریخ وصالِ او بر آمد
افسوس فتادہ بُرج اسلام

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے وصال کے تیسرے دن تمام خلفاء اور مرید حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں از سرِ نو مرید ہوئے۔

وصال پُر ملال

ہے یہ دنیا سر بسر دارُ المحَن
چھا رہا ہے ہر طرف حزن وملال
مدعا آنے کا ہے جانا یہاں
اور اقامت کی غرض ہے ارتحال
جو یہاں آیا ہوا آخر فنا
اک فقط باقی ہے ذاتِ ذوالجلال
گُل ہوئی ہیہات شمعِ بزمِ دیں
حلقۂ اہلِ طلب ہے تیرہ حال
اہلِ عالم کی ہے مرگِ معنوی
الفِ ثانی کے مجدّد کا وصال
نیّرِ عرفاں ہوا ہے ہے غروب
آفتابِ رُشد کو آیا زوال
آہ وہ گنجِ گراں ہے دفنِ خاک
آپ تھا عالم میں جو اپنی مثال
اُٹھ گیا وہ رہنمائے راہِ حق
کر گیا خُلدِ بریں کو انتقال
وہ طریقت کا امام و پیشوا
مقتدائے زمرۂ اہلِ کمال
جس کے فیضانِ توجّہ سے یہاں

بد پر کامل بن گئے لاکھوں ہلال
وہ کہ جس کے معجز انفاس سے
مٹ گئے دنیا سے شرک اعتزال
جس کی تلقین سے ہے وردِ ہر زبان
ذکرِ توحیدِ خدائے لایزال
مستفیض اُس در سے ہوئے بوالیمان
گر تجھے مطلوب ہے حسنِ مآل

وصایا

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے وفات سے قبل زندگی کے آخری ایام میں صاحبزادوں، خلفاء اور مریدین کو بہت سی وصیتیں کیں، جن میں اکثر تحریص و ترغیب اتباع سنت و اجتناب بدعت اور دوام ذکر و مراقبہ کے متعلق ہیں، یہاں پر چند ایک ضروری درج کی جاتی ہیں۔

صاحبزادوں کو وصیت آپ نے صاحبزادوں کو وصیت کی تھی، کہ

(۱) میری تجہیز و تکفین میں اتباع سنت نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی پوری پوری رعایت ملحوظ خاطر رکھنا۔

(۲) میری قبر کسی گمنام جگہ بنانا۔

(۳) میری قبر کو خام رکھنا۔

مخدوم زادوں کی والدہ کو وصیت مخدوم زادوں کی والدہ کو یہ وصیت کی تھی، کہ میری تجہیز و تکفین اپنے مہر میں سے کرنا

مقدمہ

اولیاء اللہ اور کرامات

میرا بلکہ کافۃ المسلمین کا یہ اعتقاد ہے، اور ہونا بھی چاہیئے، کہ اولیاء اللہ سے کرامات کا ظہور برحق ہے، آجکل اس کے برخلاف رہ رہ کر غل مچایا جاتا ہے، کہ موجودہ سائینس معجزات وکرامات کی بیخکنی کیئے ڈالتی ہے، لیکن میرا تو اعتقاد ہے، کہ موجودہ حالت میں سائینس کرامات کے ابطال کے عوض اُنکی تصدیق وتائید کر رہی ہے۔

گذشتہ زمانہ میں فلسفی اپنی سمجھ سے بالا اور عقل سے مُستبعد باتوں کو مُحال کہہ دیا کرتے تھے، لیکن اب تو انسانی دقیقہ رَسی نے ایسے ایسے کرشمے کر دکھائے ہیں، اور اُن کی بدولت ایسی ایسی عجیب وغریب خاصیتوں کا پتہ لگتا جاتا ہے، کہ موجودہ علمائے سائینس نے ان کو ممکن تسلیم کر لیا ہے،

اب سب سے قبل غور طلب امر یہ ہے، کہ کرامات کس شئے کا نام ہے؟ ہم کرامات کسی مُمتنع عقلی چیز کے ظہور پذیر ہونے کو نہیں کہتے، یہ تسلیم کرتے ہیں، کہ دو اور دو بلکہ چار ہی ہونگے، پانچ نہیں ہو سکتے، شریک باری نہیں ہو سکتا، ہمارے ہاں جتنی کرامتیں مانی جاتی ہیں، اور جن کا ظہور اکثر اولیاء اللہ سے ہوتا رہا ہے، وہ صرف دو قسم کی ہیں۔

(۱) وہ جن کو مکاشفہ اور دل کے حالات معلوم کر لینے سے تعلق ہے
(۲) وہ جنکو روحانی تصرف اور باطنی قوت کا اثر ڈالنے سے علاقہ ہے،
بزرگوں کے حالات میں غور کرنے سے صرف یہی دو قسم کی کرامتیں نظر آتی ہیں، مطالعہ سے یہ حقیقت خوب اظہر من الشمس ہو جاتی ہے آپ دیکھیں گے، کہ کبھی انہوں نے کسی کے دل کا حال بیان کر دیا، یا کسی غیر مقام یا کسی غیر شہر کے بعض واقعات بتا دیئے، یا زیادہ سے زیادہ کسی ہونیوالے واقعہ کی خبر دیدی، اور یہ بھی دیکھیں گے، کہ انہوں نے کسی کا دل کسی کام یا کسی شخص کی طرف یا طرف سے پھیر دیا، یا کسی کو کسی کام میں کامیاب یا کسی شخص یا کسی جماعت پر غالب کر دیا، کسی مریض کو اچھا کر دیا، یا کسی روح سے ملاقات کرا دی وغیرہ وغیرہ -

ان میں سے کوئی چیز غیر ممکن نہیں ہے، اور نہ ہی ان کو کوئی صاحب عقل محال اور ممتنع کہہ سکتا ہے، رہی صرف اتنی بات کہ ان کاموں کے ظاہری اسباب نظر نہیں آتے، اور علت و معلول کا سلسلہ قائم نہیں کیا جا سکتا -

بخوبی ظاہر ہے، کہ بزرگان دین اور اولیاء اللہ ایسے کاموں کو ظاہری تدابیر سے کرتے بھی نہیں، وہ صرف اپنی روحانی قوت اور باطنی تصرف سے ان کاموں کو کرتے ہیں، لہذا تعجب نہ کرو، اگر ان کے اسباب و علل تمہاری نظروں سے پوشیدہ ہیں -

جس کسی نے علم نفس پر تھوڑا سا بھی غور کیا ہے، اور انسان میں جیسے جیسے عجیب و غریب قوی ودیعت رکھے گئے ہیں، اُن کا مطالعہ

کیا ہے ، اُس کو اس بات کے تسلیم کرنے میں ذرا بھی اِنکار نہیں ہو سکتا ، کہ قوائے باطنی کے ذریعہ سے مذکورہ بالا کمالات انسان میں پیدا ہو سکتے ہیں۔

کرامات و معجزات کے منکرین نیچر نیچر کی بہت کچھ پکار کیا کرتے ہیں ، ان کو اتنا علم نہیں ، کہ حقیقت میں نیچر ہی ایک ایسی چیز ہے جس کو ہر دنیاوی معاملے میں اچھی طرح سمجھنا نہایت دشوار ہے ، کسی معاملہ کو چند روز یا فرض کیجئے ، چند سو برس تک ایک حالت پر دیکھنے سے یہ نہیں کہا جا سکتا ، کہ وہ اس کی دائمی وضع ہے ، اور اس کی فطرت ہی وہی ہے ، دنیا میں بہت سے ایسے واقعات ہیں ، جو ہزار ہا سال کے بعد بدل جایا کرتے ہیں ، ایک پہاڑ ہزار ہا برس تک کھڑا رہتا ہے ، اور کبھی اتفاق سے پھٹ پڑا کرتا ہے ایک زلزلہ کبھی ایک چشم زدن میں بڑے بڑے شہروں کو اُلٹ کر کسی اور طرف پھینک دیتا ہے ، آسمان پر بعض کواکب ہزار ہا سال کے بعد نمودار ہوتے ہیں ، ایک طبیب ہزار ہا مریضوں میں ایک دواء کے کسی خاص اثر کا تجربہ کرتا ہے ، اور پھر کوئی نہ کوئی ایسی صورت پیش آجاتی ہے ، کہ ویسا ہی مرض ہے ، اور ویسی ہی تمام باتیں ہیں ، مگر اُس دواء کا اثر اُلٹا نمودار ہوتا ہے ،

ایسی صورت میں اب یہ کہہ دینا ، کہ جس شئے کو ہم نے ایک طویل مدت تک ایک حالت پر دیکھا ، وہ ہمیشہ اسی پر رہے گی ، اس کی فطرت ہی وہی ہے ، یہ کس قدر ناتجربہ کاری اور کم فہمی کی دلیل ہے ۔

چاند کو آپ ہمیشہ ایک سلسلہ اور ترتیب کے ساتھ بڑھتے گھٹتے اور غائب ہو جاتے دیکھتے ہیں، لیکن اس کو یہ سمجھہ لینا کہ اس کی اصل فطرت یہی ہے، بالکل بے عقلی ہے، ممکن ہے، کہ دو چار ہزار برس کے بعد یا فرض کیجئے، کہ عالم کی زندگی میں ایک ہی بار کوئی ایسا دورہ آسکے کہ چاند بیچ سے کٹا، اور دو پھانکوں میں بٹا ہوا نظر آئے، ممکن ہے، کہ ایک سنگلاخ زمین جو صدیوں سے خشک چلی آتی تھی، کسی کے عصا کی ہلکی چوٹ پڑنے سے پھٹ جائے، اور اُس سے آب شیریں کا ایک چشمہ جاری ہو جائے۔

یہ تمام باتیں بتا رہی ہیں، کہ کارخانۂ قدرت کسی وضع کا پابند نہیں، نہ اس نے اپنا کوئی دستور العمل اور قانون بنا کے ہمارے ہاتھ میں دیا ہے، اور نہ ہم اس کے قوانین کا صحیح طور پر پتہ لگا سکتے ہیں، ہم کو جو کچھہ معلوم ہوتا ہے، اور جو کچھہ ہم دریافت کر سکے ہیں، وہ ایک محدود زمانہ کا تجربہ ہے، اور اُس کا بھی دارومدار محض ظنیات پر ہے۔

بہرحال اولیاء اللہ کی جملہ کرامات کو یا تو صفائی باطن سے علاقہ ہے، یا باطنی تصرّف سے، اولیاء اللہ ریاضت کی مشقت صرف اس لئے برداشت کرتے ہیں، کہ خدا کی طرف سچی توجّہ پیدا ہو، نور وحدت کا اپنے اوپر انعکاس ہو، خلاصہ یہ کہ اُن کا مقصود بالذات یہ ہوتا ہے، کہ خدا پرستی و خداشناسی کے جذبات بڑھانے کے لئے دل و دماغ اور اپنے تمام قوائے نفسانیہ کو اپنا تابع فرمان بنانا ہیں، انکی کوشش جب اس جانب متوجہ ہو جاتی ہیں، تو محض ترکیبِ نفس اور قوت نظر

پر حکومت حاصل ہونے کے ضمن میں تبعاً اُن میں تصرّف کی قوّت بھی پیدا ہوجاتی ہے۔ اُنکا اصلی مقصود ہرگز یہ نہیں ہوتا۔

لہٰذا ہمارے عارفانِ بابصیرت اور صاحبدلانِ پاک باطن سے اگر ضمنی اور اتفاقی طور پر ایسی کرامات ظاہر ہوجائیں، تو کوئی تعجب اور حیرت کی بات نہیں ہے، اور نہ ان کو خلاف نیچر کہا جاسکتا ہے،

ہاں! آخر میں اس غلطی کا بھی ازالہ کئے دینا ضروری سمجھتا ہوں، کہ کسی شخص کی ولایت کو ثابت کرنے کے لئے یہ لازمی نہیں، کہ اُس سے خارقِ عادت کا ظہور ہو۔

شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ جو بہت بڑے بزرگ صوفی اور تین لاکھ حدیث کے حافظ تھے، فرماتے ہیں، کہ اگر تو دریا پر بغیر کشتی کے چل سکتا ہے، تو تیری وقعت ایک خس سے بڑھکر نہیں، اگر تو ہوا میں بھی پرواز کر سکتا ہے، تو تو ایک مکھی سے زیادہ عظمت نہیں حاصل کر سکتا، دل کو قابو میں لا، تاکہ تو آدمی بنجائے

خود امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اپنے مکتوبات شریف میں تصریح فرمائی ہے، کہ خارق عادت کا معرضِ ظہور میں آنا کرامت اور ولایت کی دلیل نہیں، چنانچہ ایک موقع پر لکھتے ہیں، کہ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ جو بالاجماع انبیاء کے بعد سب لوگوں سے افضل ہیں، اور اولیائے اُمّت سے کہیں بڑھ کر مرتبہ رکھتے ہیں، ان سے بہت کم خارق عادت منقول ہیں، تو کیا اس سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے، کہ جن اولیاء سے بکثرت خارقِ عادت کا سرزد ہونا منقول ہے، وہ صدیق اکبرؓ سے افضل ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں، اصل

بات یہ ہے، کہ خارق عادت کا ظہور، نبوت ولایت یا افضلیت کا معیار نہیں۔

اسی طرح حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ بھی مذکورہ بالا حقیقت کی بڑے زور سے تائید و تصدیق کرتے ہیں،

ان مباحث کے بعد اب میں مناسب سمجھتا ہوں، کہ اصل مقصود کی طرف رجوع کروں، اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سے جو جو کرامتیں اور خارقِ عادت امور ظہور میں آئے، اُن کو تفصیل وار بیان کروں۔

کرامات

حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ سے بہت کم کرامات منقول ہیں، آپ کے حالات لکھنے والوں نے آپ کی جو جو کرامات قلمبند کی ہیں، وہ درجِ ذیل کئے دیتا ہوں۔

(۱) دعاء کا اثر اثنائے سفر میں ایک دفعہ آپ ایک سرائے میں اُترے، معاً اُترتے ہی دوستوں سے فرمایا، معلوم ہوتا ہے، کہ اس سرائے میں آج بلائے عظیم نازل ہوگی جس سے تمام اہلِ سرا کو بہت نقصان پہنچیگا، پھر حاضرین کو مخاطب کرکے فرمایا، کہ ہر ایک دوست کو اطلاع دیدو، کہ دعائے ماثورہ بسم اللہ الذی لا یضرّ مع اسمہ شیٔ فی الارض ولا فی السّماء اور اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق کا وِرد کرتے رہیں، کیونکہ جو اس دعا کا وِرد کرتا رہیگا، وہ انشاء اللہ اُس بلا سے محفوظ و مامون رہیگا۔

آپ کے فرمانے کے قریبًا دو گھنٹہ بعد اس سرائے کے ایک طرف یک لخت آگ بھڑک اُٹھی، چند منٹوں میں سب طرف پھیل گئی، لوگ اُسے بجھاتے بجھاتے عاجز آکر رہ گئے، بہت سے لوگوں کے مکانات مع اسباب جل کر خاک بھسم ہو گئے، جو آگ سے بچا، وہ چوری ہو گیا، آپ کے مخلص مولٰینا عبد المومن لاہوری کا اسباب بھی جل گیا، وہ جلا ہوا اسباب آپ کے پاس اٹھا کر لائے، آپ نے فرمایا، تم نے دعائے مذکورہ کیوں نہ پڑھی؟ انھوں نے عرض کیا، کہ حضور مجھے کسی نے اطلاع نہیں کی، آپ نے یاروں کو عتاب کیا غرض جس جس نے دعا پڑھی، اس کا تمام اسباب جلنے سے محفوظ رہا۔

(۲) حضرت غوث الاعظمؒ کی زیارت

ایک دفعہ آپ کے قادریہ طریقہ کے ایک مرید کو حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا اشتیاق پیدا ہوا، آپ نے اُس کو قطب تارہ کی طرف دیکھنے کے لئے ارشاد فرمایا، کچھ عرصہ کے بعد اس میں سے حضرت غوث الاعظم ظاہر ہوئے اس نے اچھی طرح سے ان کی زیارت کر لی پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ غائب ہو گئے،

(۳) اعداء سے نجات

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ ایک سید مرد رحمت اللہ نام کا بیان ہے، کہ ایک دفعہ میں نے ملک دکن میں ایک بتخانہ دیکھا میں نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی زبان مبارک سے

سنا ہوا تھا، کہ مسلمان سے جس قدر ہو سکے، بتوں کی توہین کرے، کیونکہ ایسا کرنے سے اُسے راہِ خدا میں غازیوں کا سا ثواب ملتا ہے، چنانچہ میں اسی نیت سے بتخانہ کے اندر چلا گیا، اور یکے بعد دیگرے سب بتوں کو توڑنا شروع کر دیا، جب آخری بُت پر پہنچا، تو اچانک ایک ہندو جاٹ نے دیکھ لیا، اس نے فوراً بُت خانہ کے عابدوں کو جاکر اطلاع دی، اطلاع کا دینا ہی تھا، کہ ایک ہزار آدمی حربے ہاتھوں میں اُٹھائے میرے قتل کرنے کے لئے نکل آئے، میں چار موجہ حیرت میں پڑ گیا، میرے اوسان خطا ہو گئے، اب وہاں سے بھاگنا بھی دشوار تھا، میں نے شہید ہونے کی ٹھان لی، اور باطن میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کیطرف متوجہ ہوا، اسی پریشانی کے عالم میں اچانک میرے کان میں یہ آواز پڑی کہ خاطر جمع رکھو، لوگ ابھی تمہاری حمایت کیلئے آ رہے ہیں، جب کافر نزدیک آ پہنچے تو ایک ٹیلہ سے چالیس سوار نمودار ہوئے، جو ایک آن کی آن میں کافروں کے پاس آن پہنچے، کافران سواروں کو دیکھتے ہی دُم دبا کر بھاگ گئے

(۴) امدادِ غیبی ایک وقعہ کا ذکر ہے، کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ بیابان کی سیر کے لئے تشریف لیگئے اثنائے راہ میں گرمی کی حدت، لُو کی تیزی، گرد و غبار کی کثرت، اور پیاس کی شدت کی وجہ سے آپ کے ہمراہیوں کو بہت تکلیف ہوئی لیکن بپاسِ ادب کوئی بار عرض کرنے کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔

اتنے میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے خود ہی مولٰنا محمد یوسف سمرقندیؒ سے فرمایا، کہ دھوپ کی شدت اور غبار کی کثرت یاروں کو تکلیف دے رہی ہے، مولٰنا نے عرض کیا، کہ

جب حضور پر بخوبی روشن ہے، تو پھر کسی کے عرض کرنیکی کیا ضرورت ہے؟
حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے مسکرا کر گوشہ چشم سے آسمان
کی طرف دیکھا، اور لبوں پر کچھ پڑھا، ابھی چند ہی قدم گئے تھے
کہ ابر کا ایک ٹکڑا نمودار ہوا، اور صرف اس قدر بارش ہوئی جس
سے گرد و غبار بیٹھ گیا، پھر شمال سے معتدل ہوا چلنی شروع
ہوئی، یہ کوئی برسات کا موسم نہ تھا۔

(۵) سلب جذام ایک بار حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ
کے ایک مخلص یار کو مرض جذام کا اس قدر
غلبہ ہو گیا، کہ لوگوں نے اس کے ساتھ کھانا پینا، ملنا جلنا، اُٹھنا بیٹھنا
بالکل ترک کر دیا، اس نے تنگ آکر حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ
کی خدمت میں الحاح و بکا اور گریہ وزاری کے ساتھ التجا کی، آپ
نے ازراہِ کرم توجّہ فرمائی، وہ بیماری اس سے بالکل زائل ہو گئی،
اور تا عمر اس کو دوبارہ عارض نہ ہوئی۔

(۶) شیر کا مقابلہ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں
کہ حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے
خاص مرید سید جمال نے مجھ سے بیان کیا، کہ ایک بیابان میں
ناگاہ ایک شیر میرے روبرو آ کھڑا ہوا، میں اپنی تنہائی اور درندہ
کی ہیبت سے سخت ہراساں ہوا، فرار تو ناممکن تھا، مجبوراً اپنے
شیخ طریقت حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی طرف توجّہ کی، بمجرد
اس کے آپ ایک طرف سے عصا ہاتھ میں لیے دوڑتے ہوئے دکھائی
دیئے، اور آکر وہی عصا شیر کے منہ پر زور سے مارا، اس کے بعد

جب میں نے اس معاملہ کو بغور چشم دیکھا، تو نہ آپ وہاں موجود تھے، اور نہ ہی شیر

(۷) روحانی قوت حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے خلیفہ شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں چند احباب کے اصرار سے ایک ایسے شیخ کی قبر کی زیارت کو گیا، جس سے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ ناراض تھے، کیونکہ اس سے بعض خلاف شرع امور ظہور میں آئے تھے جب میں اس شیخ کی قبر پر مراقب ہوا، تو فی الفور ایک شیر خشم آلود مجھے دکھلائی دیا، میں نے نہایت دہشت کے ساتھ اس شیر کی طرف نظر کی، تو اس کی آنکھیں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی آنکھوں کی طرح نظر آنے لگیں، پھر اس شیر کا چہرہ انسانی صورت سے بدل گیا، اس کی ہیبت مجھ پر ایسی طاری ہوئی، کہ میں مراقبہ سے سر اٹھا کر بھاگ گیا، اور توبہ کی۔

(۸) مکان کا گرنا جن دنوں آپ لاہور تشریف رکھتے تھے، ایک روز نماز عشاء کے بعد آپ نے مکان کی ایک دیوار کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا، کہ اس دالان میں ہرگز کوئی نہ سوئے یہ سنکر ایک اجنبی نے جو پاس کھڑا تھا، کہا، کہ بعض گھر تو اس سے بھی زیادہ شکستہ اور کہنہ ہیں، یہ کس طرح آج گر سکتا ہے، ابھی دو تہائی رات بھی نہ گذرنے پائی تھی، کہ ناگہاں وہ مکان گر پڑا، ایک خادمہ جو اس دالان میں سو رہی تھی، نیچے دب گئی، ایک اور کنیز بھی اس کے قریب ہی سو رہی تھی، اس کے پاؤں پر کئی ڈھیلے آکر گرے

آپ نے غصّے ہو کر فرمایا، کہ میں نے نہیں کہ دیا تھا، کہ اس مکان کے پیچھے کوئی نہ سوئے، لیکن جب اُس خادمہ کو زمین کے نیچے سے نکالا، تو اُسے کوئی گزند نہ پہنچی تھی۔

(۹) دیوار کا قائم رہنا

جب آپ اجمیر شریف میں تشریف فرما تھے تو وہاں جس مسجد میں آپ اکثر طور پر نماز ادا کیا کرتے تھے، اُس کی ایک دیوار بنیاد سے ہی ٹیڑھی تھی، آنے جانے والوں کو ہر وقت اُس کے گر جانے کا خدشہ رہتا تھا، آپ نے ایک روز فرمایا، جب تک ہم فقراء اِس جگہ ہیں، یہ دیوار نہیں گریگی چنانچہ جس روز آپ وہاں سے تشریف لے گئے، اسی روز آپ کے جانے کے ایک گھنٹہ بعد وہ دیوار یکبارگی گر گئی۔

(۱۰) ایک عالم صاحب کا حلقۂ ارادت میں داخل ہونا

شیخ عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ ایک دفعہ میں علماء کی ایک مجلس میں موجود تھا، اس میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا بھی ذکر ہوا، ایک عالم صاحب نے آپ کے حق میں ملامت آمیز باتیں شروع کیں، میں نے اُسے کہا، کہ میں اُن سے ملاقات کر چکا ہوں، میں نے بہت سے اولیاء اور عارفوں کو دیکھا ہے، اور کتابوں میں اُن کے حالات پڑھے ہیں لیکن جو صفائی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی آپ میں دیکھی ہے وہ مطلقاً کسی اور میں نہیں دیکھی، میرے خیال کے مطابق تو یہ خدا کا برگزیدہ بندہ ہے، یہ سنکر اُس عالم نے بڑے طول طویل مقدمات بیان کئے، بہت قیل وقال کے بعد میں نے کہا، کہ یہ رما قرآن شریف

آؤ، ہم تم وضوء کے بعد دوگانہ ادا کر کے قرآن شریف کھولیں، جو آیت صفحہ کے شروع میں نکلے، وہی آپ کے حال کی گواہی ہوگی، اس نے بھی مان لیا، چنانچہ ہم دونوں نے وضو کر کے دوگانہ ادا کیا، اور قرآن شریف کھولا، صفحہ کے شروع میں یہ آیت نکلی۔

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللهِ	اللہ تعالےٰ کے ایسے بندے بھی ہیں، جنکو تجارت اور خرید و فروخت

یادِ الٰہی سے باز نہیں رکھ سکتی۔

یہ دیکھکر وہ عالم حیران رہ گیا، اور صدقِ دل سے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا معتقد ہوگیا۔

(۱۱) قتل سے نجات ایک دفعہ بادشاہ ایک امیر پر اس قدر غصے ہوا، کہ ہاتھی کے پاؤں سے بندھوا کر مروا ڈالنے کے لئے اُسے لاہور سے دہلی طلب کیا، اثنائے راہ میں جب وہ سرہند شریف پہنچا، تو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سے خواہانِ امداد ہوا، آپنے دعا فرمائی، جب وہ دربارِ شاہی میں حاضر ہوا، تو بادشاہ نے بجائے عتاب کے خلعت سے اُسے سرفراز فرمایا۔

(۱۲) فقراء سے فوقیت جہانگیر بادشاہ اور شہزادہ شاہجہان کے درمیان ایسی نزاع واقع ہوئی کہ مقابلہ تک نوبت پہنچ گئی، فقرائے وقت نے بالاتفاق شہزادہ کو فتح کی مبارکباد دی، مگر آپنے فرمایا، کہ معاملہ برعکس نظر آتا ہے، بالآخر وہی نتیجہ ہوا، جو آپنے فرمایا تھا۔

سلب مرض مولٰنا محمد امین سالہا سال سے بیمار تھے، نہ کوئی دعاء اُنپر اثر کرتی تھی، اور نہ کوئی دوا، انہوں نے آپ کا نام نامی سُنکر آپ کو ایک عرضداشت لکھی، اُس کے جواب میں آپنے ایک تسلی آمیز خط لکھکر اپنا پیراہن مبارک ان کے پاس ارسال فرمایا، اُنہوں نے آپ کا پیراہن مبارک پہنا، فورًا ہی تندرست ہوگئے۔

(۱۴) سلب قولنج اتفاقًا ایک دن آپ کے مریدوں میں سے ایک شخص کو دردِ قولنج ہوا، آپنے بوقت سحر اُسکے حال پر توجہ فرمائی، اُسی وقت سے اُسکو آرام آنا شروع ہوگیا، حتیٰ کہ صبح تک بالکل تندرست ہوگیا۔

(۱۵) کشفی نظر آپ کی خدمت میں ایک شخص نے تحفہ پیش کیا، اور کسی مریض کی دعائے صحت کے لئے درخواست کی، آپنے اس کو قبول نہیں فرمایا، اور تھوڑی دیر مراقبہ کرکے فرمایا اچھا! ہم اُس کی مغفرت کے لئے دعا کرتے ہیں، بعدہٗ معلوم ہوا، کہ اُس کا اُسی وقت انتقال ہوچکا تھا۔

(۱۶) باطنی نظر ایک بزرگ خواجہ جمال الدین حسینؒ آپکی خدمت میں استفادہ کی غرض سے حاضر ہوئے، آپنے فرمایا، تیرا دل عورتوں میں منہمک ہے، جب تک تو اس سے پاک نہ ہوجائے، کچھ حاصل نہیں ہوسکتا، انہوں نے اس کی تصدیق کرکے توبہ کی، فورًا برکات ظاہر ہونی شروع ہوگئیں۔

(۱۷) حج نہ کرسکا آپکی خدمت میں ایک درویش نے عرض کیا،

کہ امسال میرا بیت اللہ کے حج کا مصمم ارادہ ہے، آپنے کچھ دیر مراقبہ فرما کر کہا، کہ تو عرفات میں نظر نہیں آتا، اس کے بعد اس نے ہرچند کوشش کی، مگر جا نہ سکا، حتیٰ کہ کئی سال تک ارادہ بھی کرتا رہا، مگر بالکل ناکام رہا۔

(۱۸) ایک شخص کی درخواست ایک شخص نے آپ کی خدمت میں لڑکا تولد ہونے کے لیئے دعا کے واسطے استدعا کی، آپنے فرمایا، تیری عورت بانجھ ہے، اگر تو دوسری شادی کریگا، تو لڑکا پیدا ہوگا، جب اُس نے دوسری شادی کی، تو لڑکا تولد ہوا۔

(۱۹) خبر انتقال آپ کے ایک عزیز تجارت کی غرض سے قافلہ کے ساتھ قندھار گئے ہوئے تھے، ایک دن آپنے بیٹھے بیٹھے فرمایا، کہ آج میں نے قندھار والے عزیز کے احوال کی ہرچند چشم مکاشفہ سے جستجو کی، لیکن زمین پر انکو کہیں نہیں پایا، اس کے بعد پھر ان کی طرف توجہ کی، تو انکی قبر نظر آئی، معلوم ہوا، کہ حال ہی میں فوت ہوئے ہیں، سامعین سُنکر حیران ہوئے، چنانچہ چند روز بعد قافلہ آیا، اور رفیقوں نے انکی وفات کی خبر پہنچائی۔

(۲۰) ایک سجادہ نشین ایک سجادہ نشین شیخ دُور و دراز مقامات طے کر کے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ کا طریقہ تھا، کہ ہر ایک شریف پر آپ مہربانی کرتے، لیکن اس سجادہ نشین پر بالکل توجہ نہ کی، لوگوں نے عرض کیا، کہ حضور وہ تو بڑے مشائخ سے ہے

اور حضور کی نظر عنایت کا امیدوار ہے، آپ نے فرمایا، کہ واقعی ایسا ہی ہے، لیکن کیا کروں، اس کی پیشانی پر جلی قلم سے لفظ انکار لکھا ہے، تمام یار حیران رہ گئے، کچھ مدت وہ خانقاہ میں رہا، بعد ازاں منکر ہو گیا، اور آپ کا مرید نہ ہوا، اور آپ کا کشف حرف بحرف صحیح نکلا۔

(۲۱) احوال میں تنگی خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں، کہ میر محمد نعمانؒ کے بڑے بھائی شیخ سعد الدینؒ مجھ سے بیان کرتے تھے، کہ میں چند روز حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خانقاہ میں رہا، آپ کی صحبت کی برکت سے نہایت عجیب و غریب احوال منکشف ہوئے،

اسی اثناء میں اتفاقاً ایک دن خیال آیا، کہ بڑے تعجب کی بات ہے، کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ استقدر بڑے بزرگ ہیں، لیکن آپ سے بہت کم کرامات ظاہر ہوئی ہیں، یہ خیال آتے ہی میرے احوال میں قبض اور تنگی سی آگئی، جب میں قبض سے عاجز آگیا، تو سمجھا، کہ یہ اس خیال فاسد کی شامت ہے، استنے میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا، کہ تم طلب کرامت کرتے ہو، اور یہ فلاں شخص کی صحبت کا نتیجہ ہے۔

(۲۲) توجہ ایک سوداگر پر آپ نے توجہ فرمائی، پہلی ہی مرتبہ وہ مدہوش و مجذوب ہو کر گھر بار سے بالکل دست بردار ہو گیا، دوسری دفعہ جب آپ نے توجہ دی، تو ہوش میں آکر سالک ہو گیا۔

(۲۳) ایک مخلص

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ ایک دفعہ آپ کے ایک مخلص نے مجھ سے بیان کیا، کہ میں ایک کام کے لئے لاہور سے برہان پور جانے لگا، تو راستہ میں سرہند ہوتا ہوا آپ کی خدمت میں بھی حاضر ہوا، یہاں پہنچ کر مجھے اس قدر ضعف لاحق ہوا، کہ برہان پور جانے میں تردد کرنے لگا، آپنے فرمایا، کام چونکہ ضروری ہے، اسلئے ضرور چلے جاؤ، انشاء اللہ خیریت رہیگی، میں حسب الامر روانہ ہوا، دو تین منزل کے بعد ضعف نے بہت غلبہ کیا، میں نے دل میں کہا، آپنے فرمایا تھا، کہ خیریت رہیگی، چلے جاؤ، لیکن حالت تو اس کے بالکل برعکس ہے، میں اسی اضطراب اور پریشانی میں تھا، کہ آپ مجھے نظر آئے، اور فرمایا، خاطر جمع رکھو، تمہارا ضعف رفع ہو گیا ہے، چنانچہ صبح میں نے دیکھا، تو کوئی ضعف کے آثار باقی نہ تھے۔

لیکن جب میں دہلی پہنچا، تو مجھ پر پھر وہی ضعف طاری ہو گیا جس نے مجھے صاحب فراش کر دیا، ابھی دو روز نہ گذرے تھے، کہ میرے پاس ایک شخص آیا، اور اس نے کہا، کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے یہ مصری تمہارے ضعف کے رفع کرنے کے لئے بھیجی ہے، مجھے اس وقت تپ کا بہت غلبہ تھا، طبیب نے ٹھنڈا شربت پینے سے سخت منع کیا تھا، میں نے کہا، کہ طبیبوں کے کہنے کو رہنے دو، یہ دوا میرے لئے طبیب الٰہی نے بھیجی ہے، چنانچہ میں نے اس شیرینی کا شربت کروا کر پی لیا، تپ اور ضعف کا بالکل نام و نشان تک باقی نہ رہا، جن لوگوں نے یہ مشاہدہ کیا، وہ سب آپ کے نہایت معتقد ہو گئے،

(۲۴) ولایت ابراہیمی کی تصدیق ایک دفعہ آپنے ایک مرید کو بشارت دی، کہ تجھے ولایت ابراہیمی عطا ہوئی ہے، اس کو پورا یقین نہ ہوا، آپ نے شب کو خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اس امر کی تصدیق کرادی، جب وہ صبح حاضرِ خدمت ہوا، تو آپنے اُس سے گذشتہ شب کی سب کیفیت بیان فرمادی، وہ آپ کے قدموں پر گر پڑا۔

مکاشفات

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مکاشفات بہت کثرت سے مکتوبات شریف میں درج ہیں، یہاں تبرّکاً چند ایک درج کئے جاتے ہیں۔

شاہ کمال رح حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے تھے، کہ جب طریقہ قادریہ میں کشفی نظر کی جاتی ہے، تو غوث اعظم حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد شاہ کمال قدس سرہ جیسا اور کوئی شخص نظر نہیں آتا۔

شاہ سکندر رح نیز فرمایا، کہ سورج کی طرف بلا تکلّف نظر کر سکتے ہیں لیکن شاہ کمال کے پیر شاہ سکندر علیہ الرحمۃ کے دل پر نگاہ نہیں ٹھہرتی، کیونکہ اس میں سے نور کی شعائیں بہت تیز نکلتی ہیں۔

نورِ ولایت آپ فرماتے ہیں، کہ کشفی نظر سے ایسا معلوم ہوا، کہ بدعت تمام جہاں کو تاریک بھنور کی طرح گھیرے

ہوئے ہے، اور اس میں نسبت و ولایت کا نور جگنو کی طرح دکھائی دیتا ہے۔

شریعت — ایک روز آپ نے فرمایا کہ میں حالت مراقبہ میں کیا دیکھتا ہوں، کہ ہمارے گھر اور خانقاہ کے گرد و نواح میں بادشاہ کا بڑا بھاری لشکر پڑا ہے، اور عین خانقاہ میں بادشاہی بارگاہ منعقد ہے، اس وقت القاء ہوا، کہ یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ہے جس کو اس جگہ سے عروج ہوگا۔

رفع عذاب — ایک مرتبہ آپ ایک قبرستان میں تشریف لے گئے اور کچھ دیر وہاں مراقب رہے؛ پھر اہل قبور کے لئے دعائے مغفرت کی، اسی وقت القا ہوا، کہ کچھ مدت کے لئے اس قبرستان سے عذاب اٹھا لیا گیا ہے۔

بشارت — ایک دفعہ القا ہوا، کہ آپ کے بیان کردہ علوم بالکل صحیح ہیں، چنانچہ جن علوم میں آپ کو ایک گونہ تردد تھا، انکی حقیقت بھی آپ پر منکشف ہو گئی۔

اجتہاد — ایک دفعہ آپ نے کشفی حالت میں دیکھا، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ آپ علم کلام کے مجتہد ہیں

علم لدنی — ابتدائے سلوک میں ایک دن حضرت خضر علیہ السلام نے آپ کو علم لدنی سکھلایا۔

عبادات

اتباعِ سنت — حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اپنے ہر عمل، ہر

فعل بلکہ ہر حرکت و سکون میں سنت نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو ملحوظ رکھا کرتے تھے،

چنانچہ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے، کہ کلام اور عمل کیا حقیقت رکھتے ہیں؟ اللہ تعالےٰ نے جو کچھ ہمیں عنایت فرمایا ہے، وہ اس کا محض فضل و کرم ہے، اگر کوئی کام اس کے فضل و کرم کے لئے بہانہ ہو سکتا ہے، تو وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت ہے، ہمیں جو کچھ عطا ہوا ہے، وہ اسی اتباع کی بدولت ہوا ہے۔

رعایت ادب

ایک دن کا ذکر ہے، کہ آپ تحریر معارف میں مشغول تھے، ناگاہ تقاضائے بول اٹھ کھڑے ہوئے، اور بیت الخلا میں داخل ہو گئے، اور جلدی سے باہر نکل آئے، نکلتے ہی پانی طلب کیا، اور بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن دھو کر پھر بیت الخلا میں داخل ہو گئے۔

جب وہاں سے نکلے، تو فرمایا، کہ میں پیشاب کے لئے گیا تھا، جب میں پیشاب کے لئے بیٹھنے لگا، تو میری نظر ناخن پر پڑی، کہ اس پر اس سیاہی کا نقطہ لگا ہوا ہے، جس سے میں آیات قرآنیہ لکھ رہا تھا، یہ امر رعایت ادب کے خلاف تھا، کہ میں ناخن کو دھوئے بغیر استنجا کرنے بیٹھ جاتا، گو مجھے ناخن کے دھونے میں تھوڑی تکلیف برداشت کرنی پڑی، لیکن ترک ادب اس سے کہیں گراں تھا۔

رعایت مستحب

ایک دن آپ نے مولانا صالح ملتانی سے فرمایا کہ تھیلے سے چند لونگ نکال لاؤ، وہ جا کر چند لونگ نکال

لائے، آپ نے خفا ہوکر فرمایا، کہ بقحوائے حدیث شریف۔
اَللّٰہُ وِتْرٌ یُحِبُّ الْوِتْرَ اللہ وترٌ ہے، اور وتر کو پسند کرتا ہے
رعایت وتر کیوں نہ کی، اگرچہ رعایت وترا ستحباب سے ہے، لیکن لوگ مستحب کو کیا جانتے ہیں، مستحب پسندیدہ حق سبحانہ تعالیٰ ہے
میں تو استحباب کی اس قدر رعایت کرتا ہوں، کہ وضو میں قصد کرتا ہوں، کہ منہ دھونے وقت پہلے داہنے رُخسارہ پر پانی پڑے،
کیونکہ تیامن بھی استحباب سے ہے،

لکھے ہوئے کاغذ کا ادب ایک روز آپ تخت پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوئے تھے، کہ جلدی سے نیچے اُتر آئے، اور فرمایا، کہ مجھے تخت تلے ایک کاغذ دکھائی دیا ہے، معلوم نہیں اس میں کچھ لکھا ہوا ہے۔ یا نہیں، میں نے مناسب نہیں سمجھا، کہ میں خادم کو کاغذ اُٹھانے کے لئے کہوں، اور جبتک وہ کاغذ نہ اُٹھائے اُتنی دیر میں اوپر بیٹھا رہوں،

حفاظ کا ادب ایک دفعہ ایک حافظ نے جس کے تلے فرش تھا، آپ کے پاس قرآن شریف پڑھنا شروع کیا جب آپ نے نگاہ کی، تو دیکھا، کہ جہاں پر خود تشریف رکھتے ہیں، وہاں فرش زیادہ ہے، جھٹ اپنے تلے سے نکالدیا، تاکہ اُس حافظ سے اُونچے نہ بیٹھیں۔

شبانہ روز کے اعمال

شب بیداری آپ ہمیشہ سفر ہو یا حضر، گرمی ہو یا سردی، نصف

لہ وتر طاق کو کہتے ہیں۔ ۱۲ منہ رح

شب کے بعد بیدار ہوتے، اور کمال خشوع و خضوع کے ساتھ ادعیہ ماثورہ پڑھتے،

بیت الخلاء بعد ازاں بیت الخلا کو تشریف لے جاتے، پہلے بایاں پاؤں رکھتے، اور پھر دایاں، اور باہر نکلتے وقت پہلے داہنا پیر نکالتے۔

وضوء اس کے بعد وضوء کرنے کے لیئے روبقبلہ ہو بیٹھتے، اور بلا کسی کی مدد کے وضوء کرتے، پہلے داہنے ہاتھ پر پانی ڈالتے بعد ازاں بائیں پر، پھر دونوں ہاتھ جمع کرکے دھوتے، ہر وضوء میں مسواک کا استعمال ضرور کرتے، فراغت کے بعد مسواک کو اکثر خادم کے سپرد کر دیتے، وہ اسکو اپنی پگڑی میں رکھ لیتا،

ہر عضو کے دھوتے وقت کلمہ شہادت مع ان تمام ادعیہ کے پڑھتے، جو کتب احادیث میں درج ہیں، وضوء سے فارغ ہوکر آسمان کی طرف گوشہ چشم سے دیکھتے، اور اس وقت کی دعائے ماثورہ پڑھتے،

نماز تہجد اس کے بعد بحضور تمام نماز تہجد کے لیئے کھڑے ہوتے نماز کو بطول قرأت ادا کرتے، غالباً دو تین سیپارے پڑھتے سورہ یٰسین بھی اکثر طور پر ایک ہی رکعت میں کئی کئی بار تلاوت کرتے،

مراقبہ اور نماز فجر پھر نماز تہجد کے بعد مراقبہ کرتے، بعدہٗ صبح صادق ہونے تک بطریق مسنون تھوڑی دیر آرام کرتے، اور صبح صادق ہوتے ہی نماز فجر میں مصروف ہو جاتے، سنت فجر مکان سے ہی پڑھکر جاتے، سنت و فرض کے درمیانی وقت میں تسبیح و تہلیل میں مشغول رہتے، اس کے بعد بطول قرأت فرض ادا کرتے۔

مراقبہ پھر ادائے فرض کے بعد سے اشراق تک مریدوں کے ساتھ حلقہ باندھ کر مراقبہ کرتے،

اشراق جب سورج اچھی طرح سے نکل آتا، تو چار رکعت نماز اشراق پڑھتے، پھر تسبیحات و ادعیہ ماثورہ میں مشغول ہو جاتے،

تلاوت قرآن مجید بعد ازاں خلوت میں تشریف لے جاتے، اور قرآن مجید تلاوت کرتے، پھر بمقتضائے حال کبھی کلمہ طیبہ کا تکرار کرتے، کبھی طالبان خدا کو جدا جدا طلب کر کے احوال پرسی فرماتے، اور کبھی خاص خاص اصحاب کو بلا کر اسرار خاصہ و معارف مکشوفہ بیان کرتے؛

طعام پھر مکان میں تشریف لے جاتے، اور کھانا وغیرہ تناول کر کے تمام فرزندوں، اور درویشوں کو بہ نفس نفیس جو کچھ گھر میں پکا ہوتا، پہنچاتے، اگر خادموں یا فرزندوں سے اسوقت کوئی حاضر نہ ہوتا تو اس کا حصہ رکھوا دیتے۔

آپ دن میں صرف ایک بار کھانا کھایا کرتے تھے، اور وہ بھی بہت ہی کم مقدار میں۔

قیلولہ بعدہٗ تھوڑی دیر سنت نبوی کے مطابق قیلولہ فرماتے، اور اذان ہوتے ہی بمجرد استماع اللہ اکبر بے اختیار بعجلت اٹھ بیٹھتے، اور تخت سے زمین پر اتر آتے،

نماز ظہر پھر نماز ظہر ادا کرتے،

حلقۂ ذکر و توجہ اس کے بعد لوگوں کی جانب متوجہ ہو بیٹھتے، اور اصحاب کے ساتھ حلقہ کرتے، اور حافظ صاحب

سے قرآن شریف سُنتے۔

تدریس حلقہ سے فارغ ہونے کے بعد دینی کتب سے دو ایک سبق درس فرماتے،

نمازِ عصر جب بعد مثلین وقتِ عصر ہوجاتا، تو تجدید وضوء کے واسطے اُٹھتے، اور چار رکعت سُنّتِ عصر ادا کرتے پھر نماز خود پڑھاتے،

ختم خواجگان نماز سے فارغ ہونے کے بعد اصحاب کے ساتھ ملکر ختم خواجگان پڑھتے، پھر مغرب تک دوستوں کے ساتھ خاموش مراقبہ میں بیٹھتے، اس حلقہ میں بطریق باطن طالبوں کے احوال کی طرف متوجہ ہوتے،

نمازِ مغرب نمازِ مغرب اگر بادل نہ ہو، تو اوّل وقت میں ادا کرتے، نماز سے فارغ ہونے کے بعد ادعیہ ماثورہ کا ورد کرتے،

نمازِ عشاء بیاضِ اُفق کے زائل ہونے کے بعد نمازِ عشاء ادا کرتے،

آپ وتر کبھی شب کے اوّل ہی حصہ میں ادا کرتے، اور کبھی بعد تہجّد، جب اوّل حصہ شب میں ادا کرتے تو نماز تہجّد کے بعد اُن کا اعادہ نہ کرتے،

استراحت نمازِ عشاء کے بعد فوراً ہی آپ بستر استراحت پر لیٹ جاتے، اور ادعیہ ماثورہ پڑھکر سو رہتے، تاکہ آخر شب کی بیداری میں سستی نہ واقع ہو۔

نمازِ جمعہ نمازِ جمعہ کو جس طرح کہ علمائے حنفیہ نے فرمایا، اُسی طرح ادا کرتے۔

نمازِ تراویح نمازِ تراویح سفر وحضر میں باجماعت ادا کرتے، ماہِ رمضان میں صرف تراویح کی نماز میں تین سے کم مرتبہ قرآن شریف ختم نہ کرتے۔ نمازِ تراویح کے درمیان کئی بار مراقبہ کرتے، اور ادعیہ ماثورہ اور درود شریف پڑھتے، نمازِ تراویح بیس رکعت ادا کرتے،

انکشافِ اسرار خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ جب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ قرآن شریف کی تلاوت کیا کرتے تھے، تو آپ کی پیشانی مبارک سے صاف معلوم ہوتا تھا، کہ آپ پر اسرارِ قرآنی منکشف ہو رہے ہیں۔

اعتکاف رمضان شریف کے آخری دس ایّام میں آپ معتکف ہوتے اور یاروں کو بُلا کر فرماتے، کہ سوائے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کے کسی کام کی نیّت نہ کرو،

نمازِ عیدین عیدین کے موقعہ پر عیدگاہ میں حاضر ہو کر نماز ادا کرتے۔

صلوٰۃ کسوف خسوف صلوٰۃ کسوف خسوف بھی آپ پڑھا کرتے تھے۔

حالتِ سفر سفر میں سواری پر بیٹھکر چادر منہ پر ڈالے ہوئے قرآنمجید کی تلاوت کرتے، کپڑا منہ پر اس لیئے ڈالتے تاکہ ادھر اُدھر نظر نہ پڑے، جب سجدہ کی آیت پر پہنچتے، تو نیچے اُتر کر سجدہ کرتے،

تنہا ادائیگی نماز جب کبھی نماز تنہائی میں پڑھتے تو رکوع وسجود میں سات سات اور نو نو دفعہ تسبیحات پڑھتے، اور فرماتے کہ مجھے شرم آتی ہے کہ تنہا نماز پڑھوں اور پھر بھی تسبیحیں زیادہ نہ پڑھوں،

نماز تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد نماز تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد بھی کبھی آپ ترک نہیں کرتے تھے۔

نماز نوافل نماز نوافل میں سے بجز نماز تراویح کے اور کوئی نماز نفل باجماعت نہیں پڑھا کرتے تھے۔ جو لوگ عاشورہ اور شب قدر کو نوافل باجماعت پڑھنا چاہتے، انہیں آپ منع کرتے۔

عیادت آپ مریضوں کی عیادت کو بھی جایا کرتے تھے، اور ہر وقت عیادت ادعیہ ماثورہ پڑھا کرتے تھے،

زیارت قبور زیارت قبور کے لئے بھی آپ جایا کرتے تھے جب جاتے، تو مردوں کے لئے دعائے مغفرت کرتے

استعانت موتے استعانت موتے کو جائز سمجھتے تھے،

عقائد

آپ علمائے ماتریدیہ کی رائے کو علمائے اشعریہ کی رائے پر مقدم رکھتے تھے، اور فرماتے تھے، کہ یہ بزرگ مداخلت فلسفیہ سے دور اور اقتباس انوار نبوت سے نزدیک ہیں۔

آپ ہمیشہ حنفی مذہب کو دیگر مذاہب پر ترجیح اور طریقۂ نقشبندیہ کو دیگر طرق پر فوقیت دیا کرتے تھے ،

بسا اوقات آپ حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے محامد بیان فرمایا کرتے تھے ، لیکن ساتھ ہی ان کے بعض خلاف شرع مکاشفات کی تردید بھی کیا کرتے تھے ۔

آپ نے مکتوبات شریف کے ایک[1] مکتوب میں اپنے عقائد تشریح کے ساتھ تحریر فرمائے ہیں ، یہاں پر اجمالاً درج کئے جاتے ہیں ،

پہلا عقیدہ اللہ تعالےٰ بذات مقدس خود موجود ہے اور تمام اشیاء اُسی کی ایجاد سے موجود ہیں ، اور حق تعالےٰ اپنی ذات و صفات اور افعال میں منفرد و یگانہ ہے ، اور فی الحقیقت کوئی بھی کسی امر اور کسی صفت میں اس کے ساتھ ہرگز شریک نہیں ، خواہ وہ صفت صفتِ[2] وجود ہو یا غیر وجود ، مناسبت[3] لفظی و مشارکت اسمی بحث سے خارج ہے ، اللہ تعالےٰ کے صفات اور افعال اُس کی ذات کی طرح بیچون و بیچگون اور بے مثل و بے کیف ہیں ۔

---

[1] یہ مکتوب مکتوبات شریف کے پہلے دفتر کا دو سو چھیاسٹھواں (۲۶۶) مکتوب ہے جو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اپنے پیر طریقت حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادوں حضرت خواجہ عبید اللہؒ اور خواجہ عبید اللہؒ کو لکھا تھا ، ۱۲ منہ رح

[2] یعنی علم ، قدرت ، ارادہ ، سمع ، بصر ، کلام ۱۲ منہ رح

[3] یعنی اگرچہ اللہ تعالےٰ کو موجود ، سمیع ، بصیر ، قدیر ، علیم ، مرید ، متکلم کہتے ہیں ، اور ممکنات کو بھی انہی صفات سے یاد کرتے ہیں ، لیکن یہ شرکت صرف نام ہی نام میں ہے اسمی اور معنی میں ہرگز نہیں ۱۲ منہ رح

دوسرا عقیدہ اللہ تعالےٰ کسی چیز میں حلول نہیں کرتا، اور نہ ہی کوئی چیز اُس میں حلول کرتی ہے، اور اللہ تعالےٰ تمام اشیاء کو محیط[1] ہے، اور اُن کے ساتھ قرب[2] ومعیت رکھتا ہے اس احاطہ اور قرب ومعیت سے وہ مراد نہیں، جو ہمارے فہم میں آسکے،

تیسرا عقیدہ[3] حق تعالےٰ کسی چیز سے متحد نہیں ہوتا، اور نہ ہی کوئی چیز اس سے متحد ہو سکتی ہے،

چوتھا عقیدہ حق تعالےٰ کی ذات اور اُس کے صفات و افعال کی طرف تغیر تبدل کو راہ نہیں،

پانچواں عقیدہ حق تعالےٰ اپنی ذات وصفات اور افعال میں غنیِ مطلق ہے، اور کسی امر میں کسی چیز کا محتاج نہیں۔

چھٹا عقیدہ حق تعالےٰ نقصان کی تمام صفتوں اور حدوث کے نشانوں سے منزہ اور مبرا ہے، نہ جسم

---

[1] کما قال اللہ تعالیٰ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطًا ۱۲ منہ رح

[2] آیات ذیل اسپر دلالت کرتی ہیں (۱) نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ (۲) وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ (۳)، وَاِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا ۱۲ منہ رح

[3] صوفیاء کے اس کلام یعنی اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہ سے یہ وہم پیدا ہوتا ہے، کہ صوفیاء اتحاد کے قائل ہیں، لیکن یہ وہم صرف عدم واقفیت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، اُنکے نزدیک اسکا یہ معنے نہیں، کہ فقر جب کمال کو پہنچ جائے، تو فقیر خدا کیساتھ متحد ہو کر خدا بنجاتا ہے، بلکہ اسکا یہ مطلب ہے، کہ جب فقر تمام ہوجائے، اور محض نیستی حاصل ہوجائے، تو اسوقت اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی باقی نہیں رہتا، اسی طرح اَنَا الْحَق سے یہ معنی نہیں کہ میں خدا ہوں، بلکہ یہ کہ میں نہیں ہوں اور حق موجود ہے ۱۲ منہ رح

وجسمانی ہے، اور نہ مکانی وزمانی۔

ساتواں عقیدہ حق تعالیٰ قدیم وازلی[۲] ہے، اور اس کے سوا کسی کے لئے قِدم اور ازلیت ثابت نہیں ہے

آٹھواں عقیدہ حق تعالیٰ قادر مختار ہے، اور ایجاب کی آمیزش اور اضطرار کے گمان سے منزہ ومبرا ہے،

نواں عقیدہ تمام کے تمام ممکنات کیا جواہر اور کیا اَعراض، کیا اَجسام اور کیا عُقول، کیا نفوس اور کیا اَفلاک اور کیا عَناصِر سب کے سب اُس قادر مُختار کی ایجاد کی طرف منسوب ہیں، جو اُن کو عدم سے وجود میں لایا ہے۔

دسواں عقیدہ حق تعالیٰ خیر وشر اور نیکی وبدی کا ارادہ کرنیوالا اور اِن دونوں[۳] کا پیدا کرنیوالا ہے، لیکن خیر سے راضی ہے، اور شر سے نہیں۔

گیارھواں عقیدہ آخرت میں مومن لوگ اللہ تعالےٰ کو بے جہت وبے کیف اور بے شبہ وبے مثال جنّت میں دیکھیں گے؎

یَرَاہُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِغَیْرِ کَیْفٍ
وَّاِدْرَاكٍ وَّضَرْبٍ مِّنْ مِثَالٍ

---

[۱] یعنی جن چیزوں سے جسم ترکیب پاتا ہے۔ جیسے اربعہ عناصر وغیرہ ۱۲ منہ رح [۲] یعنی اس کے وجود کی نہ ابتدا ہے، اور نہ انتہا ۱۲ منہ رح [۳] خیر وشر ۱۲ منہ رح [۴] کسی نے اسکا اُردو شعر میں خوب ترجمہ کیا ہے؎

مومن خدا کو دیکھیں گے جنت میں خوشخصال بے کیف وبے جہت وبے شبہ وبے مثال

بارھواں عقیدہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا مبعوث ہونا اہل جہان کے لئے سراسر رحمت ہے، اگر ان بزرگواروں کا واسطہ اور ذریعہ نہ ہوتا تو ہم گمراہوں کو اس واجب الوجود تعالےٰ وتقدس کی ذات وصفات کی معرفت کی طرف کون ہدایت فرماتا؟ اور ہمارے مولیٰ جلّتانہٗ کی مرضیات اور نا مرضیات میں کون تمیز کرتا؟ ہماری ناقص عقلیں ان بزرگواروں کے نورِ دعوت کی تائید کے بغیر معزول و بیکار ہیں، اور ہمارے ناتمام اور ادھورے فہم ان کی تقلید کے بغیر اس معاملہ میں مخذول و خوار ہیں۔

تیرھواں عقیدہ قبر کا عذاب کافروں اور بعض گنہگار مومنوں کے لئے حق ہے، مخبر صادق علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰتُ والتسلیمات نے اس کی نسبت خبر دی ہے۔

چودھواں عقیدہ قبر میں مومنوں اور کافروں سے منکر ونکیر کا سوال بھی حق ہے۔

پندرھواں عقیدہ روزِ قیامت حق ہے، اور اس دن آسمان اور زمین، ستارے اور پہاڑ، سمندر اور حیوان، نباتات، اور معادن سب کے سب معدوم اور ناچیز ہو جائیں گے، آسمان پھٹ جاویں گے، ستارے پراگندہ ہو کر گر جاویں گے، اور زمین وپہاڑ ذرات ہو کر اڑ جائیں گے،

یہ اعدام وافنا نفخۂ اولیٰ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے، اور نفخۂ ثانیہ پر قبروں سے اٹھیں گے، اور محشر میں جائیں گے۔

سولھواں عقیدہ حساب میزان اور صراط حق ہے۔

سترھواں عقیدہ بہشت اور دوزخ موجود ہیں، قیامت کے دن حساب لینے کے بعد ایک گروہ کو بہشت میں اور ایک کو دوزخ میں بھیجدیں گے، اور ان کا ثواب و عذاب ابدی ہے، جو کبھی ختم نہ ہوگا،

اٹھارھواں عقیدہ فرشتے اللہ جل شانہٗ کے بندے ہیں، جو گناہوں سے معصوم اور خطاء و نسیان سے محفوظ ہیں، کھانے پینے اور زن و مرد ہونے سے پاک اور منزّہ ہیں

اُنیسواں عقیدہ ایمان سے مراد اُن تمام دینی اُمور کے ساتھ تصدیق قلبی ہے، جو یقین اور تواتر کے طریقہ پر ہم تک پہنچے ہیں، علماء نے اقرار لسانی بھی ایمان کا رکن کہا ہے،

بیسواں عقیدہ اولیاء اللہ کی کرامتیں حق ہیں۔

اکیسواں عقیدہ افضلیت کی ترتیب خلفائے راشدین کے درمیان اُنکی خلافت[1] کی ترتیب کے موافق ہے، لیکن شیخین[2] کی افضلیت صحابہ اور تابعین کے اجماع سے ثابت ہوئی ہے،

پوشش

آپ کا لباس بھی شرع شریف کے مطابق تھا، سر پر عمامہ اُس

[1] یعنی افضل البشر بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ تعالی عنہم ۱۲ منہ رح [2] یعنی ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالی عنہما ۱۲ منہ رح

کے سرے پر مسواک آویزاں، کرتے کی آستین چاک، پاجامہ ٹخنوں سے اونچا[1] جوتا معمولی، ہاتھ میں عصا، کاندھے پر جا نماز، جمعہ اور عیدین میں لباس فاخرہ زیب تن فرمایا کرتے تھے۔

حُلیہ

آپ کا قد موزوں اور کارہل تھا، جسم کے نازک اور رنگ کے گندم گوں مائل بہ سفیدی تھے، ابرو آپ کے سیاہ باریک آنکھیں آپ کی کشادہ سرخی مائل، بینی بلند، لب سرخ، دہن متوسط، دندان متصل اور درخشاں، ریش مبارک مربع، ہاتھ کھلے، انگلیاں باریک، مگر پتلی، اور پاؤں نہایت لطیف تھے، سینہ پر بالوں کا صرف ایک باریک خط تھا، پیشانی پر بھوؤں کے بیچ سے لے کر سجدہ کی جگہ تک ایک سرخ[2] لکیر تھی

مخصوص کمالات

یوں تو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے بہت سے مخصوص کمالات ہیں، اور کتب میں لکھے ہوئے بھی بہت سے ہیں، مگر حقیقت میں صرف وہ ہی ایسے ہیں، جو آپ کے لئے مخصوص ہیں، اور یہی وہ ہیں، جو باقی کمالات کے پیدا ہونے کا باعث اور سبب ہوئے ہیں۔

---

[1] کبھی نصف ساق تک ہوتا تھا، ۱۲ منہ رح

[2] یہ آپ کی تجدید کی علامت تھی، ۱۲ منہ رح

پہلا کمال پہلا کمال تو یہ ہے، کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو الف ثانی کا مجدد بنایا، اور آپ کے ذریعہ سے دین کو نئے سرے سے رونق اور تازگی بخشی،

دوسرا کمال دوسرا کمال یہ ہے، کہ حق تعالےٰ نے آپ کو منصب قیومیت سے سرفراز فرمایا۔

شیوخ وسلاسل

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے پانچ مرشدوں سے فیض پایا، اور خلافت حاصل کی۔

(۱) شیخ یعقوب کشمیری رح حضرت شیخ یعقوب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے آپنے علاوہ تحصیل علوم ظاہری کے طریقۂ کبریہ سہروردیہ میں بھی خلافت پائی، شجرہ حسب ذیل ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ، شیخ یعقوب کشمیری رح
شیخ کمال الدین حسین خوارزمی رح، شیخ حاجی محمد خبیو
شانی رح شیخ شاہ بندوارمی رح، شیخ رشید الدین رح
شیخ امیر عبد اللہ رح، شیخ خواجہ اسحٰق جیلانی رح شیخ
سید علی ہمدانی رح، شیخ محمود مزدقانی رح شیخ علاؤ الدولہ
سمنانی رح، شیخ عبد اللہ مغربی رح، شیخ احمد جورفانی رح
شیخ علی الا علی، شیخ مجد الدین بغدادی رح، شیخ
نجم الدین کبریٰ رح۔

(۳) حاجی عبد الرحمٰن بدخشیؒ حاجی عبد الرحمٰن بدخشی کابلی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ نے مصافحہ کیا، جسکی سند حسب ذیل ہے

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے حاجی عبد الرحمٰن بدخشیؒ سے مصافحہ کیا، انہوں نے حافظ سلطان اوبہی سے (جنکی عمر ایک سو دس سال کی تھی) انہوں نے شیخ محمودؒ سے، انہوں نے شیخ سعیدؒ سے، اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے[1]

(۴) شاہ سکندرؒ حضرت شاہ سکندر رحمۃ اللہ علیہ سے آپ نے حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کا خرقہ خاص حاصل کیا، اور طریقہ قادریہ میں خلافت پائی، شجرہ حسب ذیل ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے شاہ سکندرؒ سے خرقہ حاصل کیا، اور خلافت پائی، انہوں نے سید شاہ کمالؒ سے، انہوں نے سید شاہ فضیلؒ سے، انہوں نے سید گدا رحمٰن ثانیؒ سے، انہوں نے سید شمس الدین عارفؒ سے، انہوں نے سید ابو الفتحؒ سے، انہوں نے سید گدا رحمٰن اولؒ سے، انہوں نے سید شمس الدین صحرائیؒ سے، انہوں نے سید شاہ عقیلؒ سے، انہوں نے سید شاہ بہاء الدینؒ سے، انہوں نے سید شاہ عبد الوہاب

---

[1] سند مصافحہ میں جو چار اشخاص ہیں، ان میں سے ایک صاحب جن ہیں، کما مر ۱۲ منہ رح

سے انہوں نے سید شاہ شرف الدین رح سے انہوں نے سید شاہ عبد الرزاق رح سے اور انہوں نے حضرت غوث پاک محبوب سبحانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے

(۴) **حضرت مخدوم عبد الاحد رح** آپ نے اپنے والد ماجد حضرت مخدوم عبد الاحد سے پندرہ طریقوں میں خلافت پائی، شجرات حسب ذیل ہیں،

(۱) **سلسلہ فاروقیہ** یہ آپ کا جدی سلسلہ ہے اس کا شجرہ بعینہٖ آپ کا وہی نسبی شجرہ ہے، جو کتاب کے ابتدائی اوراق میں درج ہے،

(۲) **سلسلہ چشتیہ صابریہ** یہ سلسلہ یوں شروع ہوتا ہے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو سلسلہ چشتیہ اپنے والد ماجد حضرت مخدوم عبد الاحد رحمۃ اللہ علیہ سے ملا انہیں شیخ رکن الدین رح سے، انہیں شیخ عبد القدوس گنگوہی رح سے، انہیں شیخ محمد عارف رح سے، انہیں اپنے والد شیخ احمد عبد الحق رح سے، انہیں شیخ جلال الدین پانی پتی رح سے، انہیں شیخ شمس الدین ترک پانی پتی رح سے، انہیں شیخ علاؤ الدین علی احمد صابر رح سے، انہیں شیخ فرید الدین مسعود اجودھنی معروف بہ گنج شکر رح سے، انہیں خواجہ قطب الدین کاکی دہلوی رح سے، انہیں خواجہ معین الدین سنجری اجمیری رح سے انہیں شیخ عثمان ہارونی رح سے، انہیں شیخ حاجی شریف زندنی رح سے انہیں شیخ یوسف چشتی رح سے، انہیں شیخ مودود چشتی رح سے

انہیں شیخ ابو محمد ابدال چشتیؒ سے، انہیں شیخ ابو اسحٰق شامیؒ سے، انہیں شیخ علی دینوریؒ سے، انہیں شیخ ہبیرہ بصریؒ سے، انہیں شیخ حذیفہ مرعشیؒ سے، انہیں سلطان ابراہیم ادہمؒ سے، انہیں فضیل عیاضؒ سے، انہیں عبد الاحد زیدؒ سے، انہیں حسن بصریؒ سے، انہیں حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے، اور انہیں حضرت رسول خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

(۳) سلسلہ سہری سقطیہ یہ بھی کسی قدر تفاوت سے آپ کا جدیہ سلسلہ ہے، اس میں آپکی تیرہویں پشت کے دادا خواجہ سلطان بن مسعودؒ نے حضرت سری سقطی خلیفہ حضرت معروف کرخی سے خلافت پائی ہے، اور انکا شجرہ مشہور ہے،

(۴) سلسلہ سہروردیہ شہابیہ یہ بھی معمولی تفاوت سے آپ کا جدّیہ سلسلہ ہے اس میں آپ کی بارہویں پشت کے دادا حضرت شیخ احمد بن یوسف نے حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی سے خلافت پائی ہے، اور ان کا شجرہ مشہور ہے،

(۵) سلسلہ سہروردیہ بہائیہ یہ بھی کسی قدر تفاوت سے آپ کا جدّیہ سلسلہ ہے اس میں آپ کی گیارھویں پشت کے دادا حضرت شعیب بن احمد نے حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی سے خلافت پائی ہے، اور وہ شیخ الشیوخ کے خلیفہ تھے،

(۶) **سلسلہ سہروردیہ چشتیہ جلالیہ** یہ بھی معنوی تفاوت سے آپ کا جدیہ

سلسلہ ہے۔ اس میں آپ کی پانچویں پشت کے دادا حضرت امام رفیع الدین بانیٔ قلعہ سرہند نے حضرت سید جلال الدین مخدوم جہانیاں سے خلافت پائی ہے، اور وہ خاندان سہروردیہ میں حضرت شیخ رکن الدین نبیرہ حضرت زکریا ملتانی کے اور خاندان چشتیہ میں حضرت چراغ دہلوی کے خلیفہ تھے۔

(۷) **سلسلہ قادریہ حسنیہ حسینیہ** اس کا شجرہ حسب ذیل ہے

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ، حضرت مخدوم عبد الاحد، شیخ رکن الدینؒ، امیر سید ابراہیمؒ، سید شاہ احمد قادریؒ، سید شاہ موسیٰ قادریؒ، سید شاہ عبد القادرؒ، سید شاہ محمد حسنؒ، سید شاہ ابو نصرؒ، سید شاہ ابو صالحؒ، سید عبد الرزاق تاج الدینؒ، حضرت غوث پاکؒ، سید ابو صالحؒ، سید عبد اللہ جیلیؒ، سید یحییٰ زاہدؒ، سید محمدؒ، سید داؤدؒ، سید موسیٰ ثانیؒ، سید عبد اللہؒ، سید موسیٰ الجونؒ، سید عبد المحضؒ، سید حسن مثنیٰ رضؓ، حضرت امام حسینؓ، حضرت امام حسنؓ، حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۸) **سلسلہ قلندریہ** یہ سلسلہ شیخ رکن الدینؒ کے بعد اس طرح شروع ہوتا ہے،

شیخ عبدالقدوسؒ، شیخ عبدالسلام جونپوریؒ، شاہ محمدؒ
شیخ قطب الدینؒ، سید نجم الدین قلندرؒ، سید خضر
رومیؒ، عبدالعزیزؒ کی صحابی حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم

(۹) سلسلہ چشتیہ نظامیہ گیسودرازیہ | یہ سلسلہ شیخ عبدالقدوس
رحمۃ اللہ علیہ کے بعد یوں شروع ہوتا ہے۔

شیخ درویش محمد بن قاسم اودھیؒ، شیخ ابن حکم اودھیؒ، سید صدر الدینؒ
سید محمد گیسودرازؒ، خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلویؒ
شیخ نظام الدین محبوب الٰہیؒ، بابا فرید شکر گنجؒ، الخ

(۱۰) سلسلہ چشتیہ نظامیہ صدریہ | یہ سلسلہ شیخ درویش محمد کے نام کے بعد یوں
شروع ہوتا ہے۔

شیخ سعد اللہؒ، شیخ فتح اللہؒ، شیخ صدر الدین طبیب
چراغ دہلوی الخ

(۱۱) سلسلہ چشتیہ نظامیہ جلالیہ | شیخ درویش محمد کے نام کے بعد یوں
شروع ہوتا ہے۔

سید بڈھنؒ، سید اجمل بہرائچیؒ، سید جلال الدین
مخدوم جہانیاںؒ اور چراغ دہلویؒ۔

(۱۲) سلسلہ قادریہ جلالیہ | مخدوم جہانیاں کے نام کے
بعد یہ سلسلہ یوں شروع

ہوتا ہے،

شیخ عبید علیہؒ، شیخ ابوالقاسم فاضلؒ، شیخ ابوالمکارم محمد فاضلؒ، شیخ محمد قطب الدینؒ، شیخ شمس الدینؒ، شیخ شمس الدین حدادؒ، حضرت غوث پاکؒ، شیخ ابو سعیدؒ، شیخ ابوالحسنؒ، شیخ ابوالفرحؒ، شیخ ابوالفضل عبدالواحدؒ، شیخ ابوبکر شبلیؒ، شیخ ابوالقاسمؒ، جنیدؒ، سری سقطیؒ، معروف کرخیؒ، امام رضاؒ، امام کاظمؒ، امام صادقؒ، امام محمد باقرؒ، امام سجادؒ، امام حسینؓ، امام حسنؓ، حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۱۳) سلسلہ کبرویہ جمالیہ | مخدوم جہانیاں کے بعد یوں شروع ہوتا ہے،

سید حمید الدین سمرقندیؒ، شیخ شمس الدینؒ، شیخ عطا بابا خالدیؒ، شیخ احمد بابا کمال جندیؒ، شیخ نجم الدین کبریٰؒ الخ

(۱۴) سلسلہ سہروردیہ جمالیہ | مخدوم جہانیاں کے بعد یوں ہے۔

شیخ رکن الدینؒ، شیخ صدرالدینؒ، شیخ بہاء الدین زکریاؒ، شیخ الشیوخ شہاب الدینؒ، شیخ ابوالنجیبؒ، حضرت غوث پاکؒ، شیخ ابوسعیدؒ الخ

(۱۵) سلسلہ مداریہ | سید اجمل رحمۃ اللہ علیہ کے نام کے بعد یوں ہے۔

شاہ بدیع الدین قطب مدارؒ، شیخ طیفور شامیؒ، شاہ

عین الدین شامیؒ، شاہ یمین الدین شامیؒ، شیخ عبد اللہ علمبردارؒ، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۵) حضرت خواجہ باقی باللہؒ

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے آپ نے طریقہ نقشبندیہ میں خلافت پائی۔ شجرہ یہ ہے۔

شجرۂ نقشبندیہ

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو سلسلہ نقشبندیہ اپنے پیر طریقت حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملا انہیں خواجہ امکنگیؒ سے، انہیں خواجہ درویش محمدؒ سے، انہیں خواجہ محمد زاہدؒ سے، انہیں خواجہ یعقوب چرخیؒ سے انہیں خواجہ علاؤ الدین عطارؒ سے، انہیں خواجہ بہاؤ الدین محمد نقشبندؒ سے، انہیں خواجہ سید امیر کلالؒ سے، انہیں خواجہ بابا سماسیؒ سے، انہیں خواجہ علی عزیزان رامتنیؒ سے، انہیں خواجہ محمودؒ سے انہیں خواجہ عارف ریوگریؒ سے انہیں خواجہ عبد الخالق غجدوانیؒ سے، انہیں خواجہ ابو یوسف ہمدانیؒ سے، انہیں خواجہ ابو علی فارمدیؒ سے انہیں خواجہ ابو الحسن خرقانیؒ سے، انہیں خواجہ بایزید بسطامیؒ سے، انہیں حضرت امام جعفر صادقؒ سے، انہیں حضرت قاسم بن محمدؒ

سے، انہیں حضرت سلمان فارسی ؓ سے، انہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، انہیں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

تصانیف

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے متعدد تصنیفیں یادگار چھوڑی ہیں، جن میں سے بعض مشہور کتب و رسائل یہ ہیں۔

(۱) رسالہ رد شیعہ:- یہ وہی رسالہ ہے، جس کو آپ نے علماء ماوراء النہر کی درخواست پر روافض کے رد میں لکھکر ایران بھیجا تھا۔

(۲) اثبات النبوۃ:- اس رسالہ میں آپ نے ابوالفضل و دیگر دہریہ اور ملحدین کے اقوال کا رد کر کے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کو بدلائل عقلیہ و نقلیہ نہایت تشریح و بسط سے ثابت کیا ہے۔

(۳) رسالہ معارف لدنیہ اس میں آپ نے اپنے مخصوص احوال و مقامات کا ذکر فرمایا ہے۔

(۴) تعلیقات عوارف اس میں آپ نے امام الطریقت شیخ شہاب الدین سہروردی کی مشہور و معروف مقبول عالم کتاب عوارف المعارف کے غوامض کی تشریح کی ہے

(۵) رسالہ مبدء و معاد اس میں آپ نے اپنے مکاشفات و مقامات خاصہ بیان فرمائے ہیں۔

(۶) **رسالہ تہلیلیہ** یہ رسالہ کلمہ طیبہ کی شرح میں ہے،

(۷) **شرح رباعیات** اس میں حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی رباعیات کی شرح لکھی ہے۔

(۸) **رسالہ آداب مریدین** اس میں مریدین کو پیر کے آداب بتلائے گئے ہیں۔

(۹) **رسالہ مکاشفات غیبیہ** اس میں مکاشفات غیبیہ کا تذکرہ ہے۔

(۱۰) **رسالہ حالات خواجگان نقشبندیہ** اس میں مشائخ نقشبندیہ کے حالات درج ہیں، اس کے ضمن میں بہت سے مسائل تصوف کا حل کر دیا گیا ہے۔

(۱۱) **رسالہ علم حدیث** اس میں علم حدیث کے متعلق عجیب و غریب عقدوں کو حل کیا گیا ہے،

(۱۲) مکتوبات شریف

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی مشہور اور ممتاز تصانیف آپ کے مکتوبات[۱] ہیں، جو تین جلدوں میں ختم ہوئے ہیں، ان میں سے ہر ایک مکتوب اس قابل ہے، کہ اس کو ایک مستقل رسالہ تصور کیا جاسکے

[۱] مکتوبات کی پہلی جلد سنہ ۱۰۲۵ھ ہجری میں جمع ہوئی، دوسری سنہ ۱۰۲۸ھ ہجری میں اور اور تیسری سنہ ۱۰۳۱ھ ہجری میں ۱۲ ارمنہ ر

پہلی جلد پہلی جلد کا تاریخی اسم درالمعرفت ہے، اور اسی نام سے یہ موسوم ہے۔ اس میں مرسلین[1] یا اصحاب بدر کی تعداد کے مطابق تین سو تیرہ ۳۱۳ مکتوب ہیں، جنکو آپ کے خلیفہ حضرت مولنا یار محمد الجدید البدخشی[2] الطالقانی[3] نے جمع کیا ہے۔

دوسری جلد دوسری جلد کا تاریخی اسم نورالخلائق ہے، اور اسی نام سے یہ موسوم ہے۔ اس میں اسمائے حسنیٰ کے شمار کے موافق ننانویں ۹۹ مکتوب ہیں، جن کو آپ کے خلیفہ حضرت مولنا عبدالحی حصاری رح نے جمع کیا ہے۔

تیسری جلد تیسری جلد کا تاریخی اسم معرفت الحقائق ہے اور اسی نام سے یہ موسوم ہے۔ اس میں قرآن شریف کی سورتوں کے عدد کے برابر دو سو بائیس مکتوب ہیں، جن کے جامع آپ کے خلیفہ حضرت مولنا خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

مکتوبات شریف پر ایک نظر

تجدید تصوف آپ کے مکتوبات شریف تصوف اور علم حقیقت کے اسرار و معارف سے لبریز ہیں، آپ نے ان میں تصوف اور معرفت کے عظیم الشان اور معرکۃ الآرا مسائل کو نہایت خوبی اور شرح و بسط کے ساتھ حل کردیا ہے

---

[1] اشارة الی ما رواه الامام احمد عن ابی ذر ۱۲ منہ رح

[2] بدخشی بدخشان کا مخفف ہے۔ ۱۲ منہ رح

[3] طالقان ملک فارس کے ایک شہر کا نام ہے ۱۲ منہ رح

مرور زمانہ سے اس فن شریف میں بہت سے نقائص پیدا ہوگئے تھے جاہل صوفیوں نے طریقت کو شریعت سے علیحدہ اور آزاد ٹھیرا کر احکام قرآن و حدیث کی پابندی کو بالائے طاق رکھدیا تھا، صوفیائے متقدمین کے شطحیات کی بالکل غلط توجیہات کرکے ان کو قابل عمل قرار دیدیا تھا، آپنے اپنے مکتوبات شریف میں ان سب کی اصلاح فرما کر از سر نو حقیقی تصوف کی تجدید فرمائی،

طرز تحریر آپ کا طرز تحریر مجتہدانہ ہے، اہم مسائل میں نہایت تحقیق و تدقیق سے کام لیا گیا ہے،

تردیدات

مکتوبات شریف کی تردید کرنا تو ایک الگ بات ہے، ان کے اسرار و معارف، حکم و دقائق اور بصائر و مواعظ کا سمجھنا ہی ہر ذی علم کو لیاقت کاملہ اور عنایت الہی کے بغیر بالکل دشوار ہے، پھر تردید کرنا خواہ وہ غلط ہو، یا صحیح بدرجہا مشکل ہے، تاہم بعض بعض مکتوبات کی ضرور تردید کی گئی، اس کے دو۲ باعث ہوئے،

پہلا باعث ایک تو یہ کہ آپ کا ایک مرید حسن خاں افغانی آپ سے منحرف ہوکر مکتوبات شریف کے کچھ مسودات آپ سے چُرا کرلے بھاگا تھا، اُس نے ان میں ترمیم و تحریف کرکے اُن کی متعدد نقول بغرض اغوا، عمائد وقت کے پاس بھیجدیں، جس نے اُنکو پڑھا، آپ کا غیر معتقد ہوگیا، بعض بعض نے تردید بھی لکھی، مگر حسن خاں کے واقعہ کا لوگوں کو علم ہوگیا، جس جس

نے تردید لکھی تھی، آخر میں معذرت طلب کی۔

چنانچہ شیخ فتح محمد فتحپوری چشتی اپنی کتاب مناقب العارفین میں لکھتے ہیں، کہ حضرت شیخ عبدالحق کے صاحبزادہ مولٰنا نورالحق سے معلوم ہوا، کہ شیخ صاحب نے آپ کے مکتوبات کے رد میں ایک رسالہ لکھا تھا، جب اُن کو حسن خاں کی تحریف کا واقعہ معلوم ہوا، تو انہوں نے معذرت کا مکتوب لکھا۔

دوسرا باعث دوسرا باعث یہ ہوا، کہ جب آپ کا شُہرہ عالمگیر ہوگیا، تو حاسدین جل گئے، ان کی آتش حسد بھڑک اُٹھی، چنانچہ آپ کے مکتوبات شریف کی تردید میں کوشاں ہوئے، محمد صالح گجراتی نے ایک رسالہ بنام اشتباہ لکھا، پھر اس نے محمد عارف اور عبداللہ سورتی کو اغواء کرکے اُن سے کچھ روپیہ فراہم کیا، اور سید محمد برزنجی کے پاس پہنچکر اس سے بھی آپ کے مکتوبات کا رد لکھوایا، اور اس کا ایرادالبرزنجی نام رکھا، قشاشی نے بھی بعداوت آپ کے خلیفہ حضرت شیخ آدم بنوری کے مکتوبات کے رد میں ایک رسالہ لکھا، اور اس کا نام اسرار المناسک رکھا

جوابات

ان تردیدات کے جواب بھی نہایت شرح وبسط کے ساتھ لکھے گئے، اگرچہ شیخ کے معذرت کر لینے کے بعد ان کے رسالہ کی تردید کی ضرورت باقی نہ تھی، لیکن حضرت مولٰنا وکیل احمد

سکندر پوری نے اس کا جواب شافی ہدیہ مجددیہ اور اشتباہ محمد صالح کا دندان شکن جواب انوار احمدیہ تحریر کیا، اور اس میں ضمناً قشاشی کے رسالہ اسرار المناسک کا بھی جواب دیدیا،

ابراد البرزنجی اگرچہ ایک نہایت ہی غیر معتبر اور بالکل ہی بے حقیقت رسالہ تھا، حرمین شریفین کے سب علماء نے اسکی صحت کی تصدیق پر مہریں کرنے سے کلیتہً انکار کر دیا تھا، تاہم حضرت مولٰنا عبدالحکیم صاحب سیالکوٹی رح نے اسکا مفصل جواب الکلام المنجی فی رد ابراد البرزنجی لکھا، علاوہ ازیں علامۂ وقت شیخ نور الدین محمد بیگ رح نے بھی رد برزنجی میں ایک رسالہ لکھا، اس رسالہ کی صحت پر علمائے حرمین شریفین مثل عبداللہ الافندی رح شیخ احمد الشہشتی، سید اسعد المفتی المدنی الحنفی، امام العلی الطبری المفتی الشافعی رح، عبدالرحمن بن محمد صالح امام المالکی رح، محمد بن القاضی الحنفی رح، شیخ حسن الحنفی، مرشد الدین بن احمد المرشدی نے دستخط کئے، اور مہریں ثبت کیں۔

علاوہ ازیں شیخ المعظم سید محمد آفندی رح، شیخ الاسلام مفتی مکہ معظمہ، شیخ عبداللہ آفندی نے تقریظیں لکھیں، جنکا خلاصہ یہ ہے، کہ محمد صالح نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مکتوبات شریف میں بہت کچھ تحریف اور کمی بیشی کرنے کے بعد ان کا عربی میں ترجمہ کراکے نذر کثیر کے ساتھ سید محمد برزنجی مدنی کے پاس رد لکھنے کی غرض سے بھیجے، برزنجی نے بطمع نفسانی رد لکھدیا فوراً ہی فاضل اجل شیخ نور الدین محمد بیگ نے آپ کے اصل مکتوبات ہندوستان سے منگا کر مقابلہ کیا، معلوم ہوا، کہ محمد صالح نے مکتوبات

میں تحریف کی ہے، فی الحقیقت حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مکتوبات اسرار و معارف کا مخزن ہیں، انہیں پر عمل کرنا چاہیئے،

اولاد

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے سات۷ صاحبزادے اور تین۳ صاحبزادیاں تھیں،

صاحبزادے صاحبزادوں کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

(۱) حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ (۳) حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ (۴) حضرت خواجہ محمد یحیٰی رحمۃ اللہ علیہ (۵) حضرت خواجہ محمد عیسٰی رحمۃ اللہ علیہ (۶) حضرت خواجہ محمد فرخ رحمۃ اللہ علیہ (۷) حضرت خواجہ محمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ،

ان حضرات میں سے صرف چار صاحب اولاد تھے اور باقی تین یعنی حضرت خواجہ محمد عیسٰیؒ، حضرت خواجہ محمد فرخؒ، اور حضرت خواجہ محمد اشرفؒ طفولیت کے زمانہ میں ہی اس جہان سے رحلت فرما گئے تھے،

صاحبزادیاں صاحبزادیوں کی تفصیل یہ ہے، (۱) بی بی رُقیہ بانو (۲) بی بی خدیجہ بانو (۳) بی بی ام کلثوم، بی بی خدیجہ بانو صاحب اولاد تھیں، اور باقی دونوں بچپن کے زمانہ میں ہی انتقال کر گئی تھیں۔

تفصیلی حالات

گو آپ کے صاحبزادوں کے حالات تو اس امر کے مقتضی ہیں کہ انکو

علیحدہ علیحدہ کتاب کی صورت میں لکھا جائے تاہم اس جگہ ان کا تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے،

(۱) حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے پہلے فرزند ہیں، آپکی ولادت ۱۰۰۰ھ ہجری میں ہوئی، زمانہ طفولیت سے ولایت وقطبیت کے آثار آپکی پیشانی سے نمایاں تھے، ایام طفولیت میں آپ اپنے جدامجد کی تربیت میں رہے

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، کہ میرے والد مجھ سے فرمایا کرتے تھے، کہ تمہارا یہ بیٹا ہم سے عجیب عجیب باتیں پوچھتا ہے، جن کے جواب بدشواری دیئے جاتے ہیں۔

طریقت

فنا وبقا جب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے، تو حضرت خواجہ محمد صادقؒ بھی آپ کے ہمراہ تھے، آپنے کمال شفقت سے اپنے فرزند کو فنا و بقا سے مشرف فرمایا،

ان ایام میں حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کا کثرت جذبات وغلبات کی وجہ سے یہ حال ہوگیا تھا، کہ برہنہ پاؤں اور ننگے سر پھرتے رہتے،

ایک روز بارش میں برہنہ سر آشفتہ حال کھڑے تھے، کہ اتفاقاً حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا اسطرف سے گذر ہوا تو آپ نے

تبسم کرکے فرمایا، دیکھو! ہمارا مجذوب کیا کر رہا ہے،

مرتبہ ایک دفعہ گردونواح سے ایک درویش حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا، یہ درویش ایک بزرگ سے تمام سلوک طے کرکے اس سے خلافت واجازت بھی حاصل کر چکا تھا، اس نے آتے ہی آپ سے اپنے احوال بیان کئے اور عرض کیا، کہ اگر آپ کے پاس بھی یہی ہے، جو کچھ کہ میں حاصل کر چکا ہوں، تو آپ کو کیوں تکلیف دوں، اور اگر کچھ زائد ہے، تو پھر استفاضہ کروں۔

آپ نے حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کو طلب فرما کر کہا، کہ بیٹا[1]! اپنے مہمان درویش کے سامنے اپنے احوال بیان کرو، جب آپ نے اپنے احوال بیان کئے، تو اس درویش کے احوال سے زیادہ نکلے، وہ درویش فوراً ہی قدموں پر گر پڑا،

کشف آپ بچپن ہی سے کشفِ کونی وکشفِ قبور میں نظرِ صائب وبصیرتِ صادق رکھتے تھے، چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ آپ کے کشف وفراست پر اعتماد کرتے تھے، اور آپ کو بلا کر امور کونیۃ وغیبیہ پوچھا کرتے تھے، اور آپ فی الفور بمقتضائے کشف اس کا جواب دیدیا کرتے تھے،

شیخ مسعودؒ کا واقعہ کہتے ہیں، کہ آپ کے ہم بزرگ شیخ محمد مسعود رحمۃ اللہ علیہ تجارت کی غرض سے عازم خراسان وقندھار ہوئے، تو حضرت مخدوم زادہ نے

---

[1] اسوقت آپ کی عمر دس سال کی تھی، ۱۲ منہ رہ

اپنے جد امجد حضرت خواجہ عبد الاحد قدس سرہ العزیز کے مزار پر مراقبہ کیا، اس کے بعد اٹھکر کہنے لگے، کہ جدّ امجد انہیں اس سفر سے منع کرتے ہیں، چونکہ مخدوم زادہ کم عمر تھے، اس لئے انہوں نے ایک بچہ خیال کرکے آپ کی بات کا کچھہ خیال نہ کیا، آخر شیخ مسعود اسی سفر میں راہی ملک عدم ہوئے،

شریعت

علم شریعت آپنے تھوڑے ہی عرصہ میں حاصل کرلیا تھا، ظاہری علم میں آپ کی قوت تبحّر اور قوت مُدرکہ یہاں تک زبردست تھی، کہ ایکدفعہ شیراز کا ایک عالم آپ کے پاس آیا، جو معقولات میں بے نظیر تھا آپنے اس سے علوم ہئیت و حکمت کے متعلق چند طبع زاد دقائق بیان کئے، جب آپ بیان کرچکے، تو فاضل موصوف نے کہا، کہ ممکن تھا، کہ اگر میں اس نوجوان کو نہ دیکھتا، تو شاید یقین کرلیتا، کہ طلبہ ہندوستان کے کسی طالبعلم میں عقلی علوم کے دقیق مسائل کے سمجھنے کے لئے قوت مُدرکہ ہے ہی نہیں۔

الغرض اوائل ریعان میں ہی آپنے علمی و عملی وہ ترقی حاصل کی، جو شاذونادر ہی کسی کو حاصل ہوتی ہے،

وفات

سنہ ۱۰۲۵ ہجری میں جب شہر سرہند میں مرض طاعون کا زور ہوا، تو آپنے فرمایا، کہ وبا کوئی تر لقمہ چاہتی ہے، جبتک ہم مجھے نہ

پہنچائیگی، فرو نہ ہوگی، چنانچہ آپ کو بخار چڑھ گیا، اور روز دوشنبہ نہم ربیع الاول ۲۵ھ ہجری کو آپ داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے اس دار فانی سے دار ابدی کی جانب کوچ کر گئے، إِنَّا لِلَّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

ایک درویش کا خواب آپ کے انتقال کے بعد ایک درویش نے خواب میں کسی کو کہتے ہوئے سنا کہ جو کوئی آپ کا نام لکھکر اپنے پاس رکھیگا، وہ اس مرض سے نجات پائے گا، چنانچہ تجربہ کے بعد ایسا ہی ثابت ہوا،

اولاد

شیخ محمدؒ آپ کی اولاد میں صرف ایک فرزند شیخ محمدؒ تھے، جو بچپن ہی سے مجذوب اور مغلوب الاحوال تھے، ہمیشہ گوشۂ تنہائی میں رہتے، اور کھانا وغیرہ بہت کم کھاتے تھے، بسا اوقات تو آپ کی والدہ کھانا بچاکر خود ان کے منہ میں لقمیں دیتی تھیں،

آپ کے تین فرزند تھے (۱) شیخ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ، (۲) شیخ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ، (۳) شیخ محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ

(۱) شیخ محمد ابراہیمؒ آپ شیخ محمدؒ کے بڑے بیٹے تھے، نہایت صالح، متقی، متدین اور پرہیزگار تھے،

آپ کے تین بیٹے (۱) شیخ محمد اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ (۲) شیخ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ (۳) شیخ محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ، اور ایک بیٹی زینت النساء تھی۔

(۲) شیخ محمد عابدؒ آپ شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے فرزند تھے، ورع و تقویٰ سے آراستہ تھے، آپ کا صرف ایک لڑکا شیخ بہاء الدین عرف شیخ کلاں تھا۔

(۳) شیخ محمد زاہدؒ آپ شیخ محمدؒ کے تیسرے فرزند تھے، نہایت متقی اور پرہیزگار تھے، اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پر کاربند تھے، آپ کی ایک بیٹی تھی، جو شیخ ابراہیمؒ کے بیٹے شیخ شمس الدینؒ سے منسوب تھی۔

(۲) حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے دوسرے فرزند تھے، آپ مکارمِ اخلاق، وفورِ احوال، نرمیٔ گفتار اور کثرتِ فضائل سے آراستہ تھے۔

سعید از ازل آمدہ نامِ او
سعادت بود اولیں کامِ او

آپکی ولادت ماہ شعبان ۱۰۰۵ھ ہجری میں ہوئی۔

شریعت

جب آپ سن تمیز کو پہنچے، تو تحصیلِ علوم ظاہری میں مشغول ہو گئے کچھ حصہ علوم کا آپنے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سے تحصیل کیا اور کچھ اپنے برادر بزرگ کی خدمت میں، باقی علوم کی تحصیل شیخ طاہر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کی، الغرض سترہ سال کی عمر میں

آپ بالکل فارغ التحصیل ہو گئے،

اس کے بعد آپ بمہارت تمام کتب معقول و منقول کا درس دینے لگے، اور بعض کتابوں پر حواشی بھی لکھے۔

سجدۂ تحیت ایک دفعہ لاہور کے ایک بزرگ نے مجلس منعقد کی، اور علماء و مشائخ بلدہ کو جمع کیا، حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ بھی مع برادر عزیز کے اس مجلس میں موجود تھے اتفاق سے علماء کے درمیان سجدہ تحیت و سجدۂ عبادت کے متعلق گفتگو ہونے لگی۔

حضرت مخدوم زادہ مع برادر عزیز ایک جانب تھے، اور جماعت علماء ایک جانب، تمام علماء آپ کی قوت علمیہ کو دیکھکر انگشت بدنداں رہ گئے، دریافت کرنے لگے، کہ یہ دونوں کون صاحب ہیں؟ جب ان کو معلوم ہوا، کہ یہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے صاحبزادے ہیں، تو کہنے لگے، ایسے صدف ولایت سے ایسے ہی دُرِ ہدایت نکلا کرتے ہیں۔

طریقت

غائبانہ نسبت حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے، کہ محمد سعید چار یا پانچ برس کا تھا، کہ بیمار ہو گیا، غلبۂ ضعف میں اس سے پوچھا گیا، کہ کیا چاہتے ہو اسنے ختبابہ کہا، کہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ علیہ کو چاہتا ہوں۔

جب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے حضرت خواجہ باقی باللہ

رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا ذکر کیا، تو خواجہ صاحب نے فرمایا، کہ محمد سعید بڑا رند ہے، اس نے غائبانہ ہی ہم سے نسبت لیلی ہے،

اخذ طریقہ آپنے اخذ طریقہ و مراقبہ اپنے والد بزرگوار سے کیا، اور نسبتہائے علیہ کو پہنچے،

کرامات

آپ سے بہت سے خارق عادت اُمور بھی ظاہر ہوئے، تبرکًا دو ایک درج کئے جاتے ہیں،

باغ کی سیر سلطان الاولیاء حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ ایک بار حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے ایک دولتمند نوجوان مخلص نے آپ سے ایک روز عرض کیا، کہ حضور! اجازت ہو، تو باغ کی سیر کراؤں آپنے فرمایا، لو! تمہیں یہیں باغ کی سیر کرا دیتے ہیں، یہ کہتے ہی آپنے اُس کے چہرہ پر اپنی آستین ڈالدی، اور فرمایا، غور سے دیکھو، دیکھتے ہی اس نے اپنے آپ کو ایک ایسے باغ میں پایا، جو اس سے پیشتر کبھی نہیں دیکھا تھا، اس نے اپنے زعم میں قریبًا نصف دن اس باغ کی سیر کی، لیکن جب آستین اُٹھائی، تو صرف ایک گھڑی گذری تھی۔

باطنی قوت حضرت شیخ حسن احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ ایک دفعہ بادشاہی لشکر میں ایک فقیر تھا، جو بے تکلف لوگوں کے گھروں میں جا گھستا، اور کوئی شخص اسے

آتے جاتے نہ دیکھ سکتا، اور اگر وہ کبھی ظاہری شکل وصورت میں بھی کسی کے گھر میں چلا جاتا، تو کسی کو اتنی جرأت نہ پڑتی، کہ اُسے باہر نکال دے لشکر میں حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مخلص بھی تھا، اس کے گھر میں وہ فقیر گھس آیا، اُس مخلص نے اُس فقیر کو روکا، جس پر اُس فقیر نے اُس مخلص کو اُٹھا کر زمین پر دے مارا اور اس کی چھاتی پر ہو بیٹھا، اُس نے مجبوراً حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کی طرف توجہ کی، توجہ کرتے ہی ایسا معلوم ہوا، کہ آپ آئے ہیں، اور آتے ہی آپ نے اُس فقیر کو جھڑک کر باہر نکالدیا ہے، اس کے بعد پھر وہ فقیر اس مخلص کے گھر میں کبھی نہ آیا

وفات

سفر شاہجہان آباد جب سلطان اورنگ زیب عالمگیر تخت نشین ہوا، تو اس نے بڑے اخلاص اور بڑی منت وسماجت سے حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کو دار الخلافہ شاہجہان آباد میں بلایا، آپ بھی اس کے اخلاص کو مدّ نظر رکھکر تشریف لے گئے، ابھی شاہجہان آباد ہی میں تھے، کہ بیماری نے آن دبایا، شبانہ روز ترقی کرتی گئی، بہت علاج معالجہ کرایا، مگر ع

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

مراجعت جب آپ نے معلوم کیا، کہ ایام وصال نزدیک ہیں، تو بادشاہ سے رخصت لے کر سرہند کی طرف

روانہ ہوئے، ابھی شاہجہان آباد سے چھتیس ۳۶ میل مسافت طے کر کے ایک گاؤں میں پہنچے تھے، کہ عمر نے وفا نہ کی، اور آپ داعی اجل کو لبیک کہہ کر رخصت ہو گئے،

تکفین وتدفین پھر خدام آپ کو تجہیز وتکفین کے بعد پالکی میں ڈال کر سرہند لائے، اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے قبہ میں دفن کیا۔

تاریخ وفات آپ کی تاریخ وفات ۲۷ر جمادی الثانی ۱۰۷۸ھ ہجری ہے۔

وفات کے بعد کے واقعات

آپ کی وفات کے بعد کئی ایک عجیب وغریب واقعات ظہور پذیر ہوئے، جنکا تذکرہ یہاں ضروری معلوم ہوتا ہے،

پہلا واقعہ شیخ سعد الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اثنائے راہ میں ایک رات میں نعش مبارک کی پاسبانی کر رہا تھا، اور ہر گھڑی بسبب بیقراری آپ کے چہرہ مبارک کو دیکھتا تھا، ایک دفعہ جو چہرہ مبارک سے چادر کا کونا اٹھایا، تو کیا دیکھتا ہوں، کہ چادر خالی پڑی ہے، اور آپ اس میں نہیں، میں نہایت پریشان ہوا، لیکن جونہی میں نے دوبارہ چادر کا کونا اٹھایا، تو آپ بدستور پالکی میں موجود تھے،

دوسرا واقعہ وفات کے کچھ عرصہ بعد آپ کی قبر کی لحد بارش کے پانی کے سبب سے ننگی ہو گئی تھی، جب

دوبارہ درست کرنے لگے، تو دیکھا، کہ آپکا بدن مبارک بدستور قائم تھا، بلکہ کفن تک میلا نہیں ہوا تھا،

عمر وفات کے وقت آپ کی عمر پورے پینسٹھ سال کی تھی،

اولاد

آپ کے آٹھ صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں تھیں،

صاحبزادے صاحبزادوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں (۱) شاہ عبداللہؒ (۲) شاہ لطف اللہؒ (۳) مولوی فرخ شاہؒ (۴) شیخ سعدالدینؒ (۵) شیخ عبدالاحدؒ (۶) شیخ خلیل اللہؒ (۷) شیخ محمد یعقوبؒ (۸) شیخ محمد تقی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ۔

صاحبزادیاں صاحبزادیوں کے نام یہ ہیں ۔ (۱) بی بی صالحہ (۲) بی بی فاطمہ (۳) بی بی شاکرہ (۴) بی بی شرف النساء (۵) بی بی زینب ۔

تفصیلی حالات

(۱) شاہ عبداللہؒ آپ حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے بڑے فرزند ہیں، حضرت مجدد الفثانی علیہ الرحمۃ کی حیات ہی میں پیدا ہوئے تھے، آپنے سلوک باطنی اپنے چچا بزرگوار سے حاصل کیا تھا، آپ کا ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں، بیٹے کا نام شیخ عبدالحقؒ تھا ۔

(۲) شاہ لطف اللہؒ آپ حضرت خواجہ محمد سعید علیہ الرحمۃ کے دوسرے بیٹے ہیں، آپ اپنے زمانہ کے صالح اور عارف تھے، باطنی سلوک آپ نے اپنے والد بزرگوار کی خدمت سے حاصل کیا، حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری بیٹی آپ کی منسوبہ تھیں، آپ کا کوئی بیٹی بیٹا نہ تھا،

(۳) مولوی فرخ شاہؒ آپ حضرت خواجہ محمد سعید علیہ الرحمۃ کے تیسرے بیٹے ہیں، آپ ظاہری و باطنی علوم کے جامع تھے، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی اکثر اولاد مولویصاحب کی شاگرد رہے، مولویصاحب نے علوم ظاہری کی اکثر کتب پر حواشی لکھے، مخالفوں نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے کلام مبارک پر جو اعتراضات کئے تھے، اُن کے جواب میں کشف الغطا نام ایک کتاب لکھی، آپ نے سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار اور چچا سے حاصل کیا۔

حضرت شیخ حسن احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں جب مولویصاحب کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ اُسوقت سوئے ہوئے تھے، لیکن زبان بدستور ذکر الٰہی میں متحرک تھی، میں حیران رہ گیا، کہ یہ کس قسم کی نیند ہے، ہرچند میں نے آپ کو جگانے کی کوشش کی، لیکن آپ بدستور سوئے رہے۔

۴ر شوال ۱۱۱۸ھ ہجری کو آپ کا انتقال ہوا، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے روضہ مبارک میں قبہ شریف سے جنوب کیطرف مدفون ہوئے، آپ کے مرقد شریف پر قبہ بنایا گیا۔

آپکی اولاد کی تعداد سات ہے، چار لڑکے اور تین لڑکیاں، بیٹوں کے نام یہ ہیں،

(۱) علی رضاؒ (۲) مولوی محمد ارشدؒ (۳) شیخ ضیاء اللہؒ (۴) شیخ محمد سعیدؒ،

ان میں سے علی رضا باپ سے منحرف ہوکر جزائر وغیرہ میں چلے گئے تھے، وہاں انہوں نے سخت مشقت و ریاضت اٹھانے کے بعد علم تکسیر، تسخیر، کیمیا اور سیمیا وغیرہ حاصل کرکے جنّات کو اپنے قابو میں کیا، لیکن کچھ عرصہ کے بعد ان سب باتوں سے تائب ہوگئے تھے، اور اپنے والد بزرگوار سے معافی بھی مانگ لی تھی۔

(۴) شیخ سعد الدین

آپ حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے چوتھے فرزند ہیں، آپ نے سلوک باطنی حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت سے حاصل کیا، صلاحیت و پرہیزگاری، ورع و تقوے اور شریعت و طریقت پر ثابت قدمی میں بے نظیر تھے۔

آپ کے ہاں صرف ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں، بیٹے کا نام شیخ محمد قطب رحمۃ اللہ علیہ تھا۔

(۵) شیخ عبد الاحدؒ

آپ حضرت خواجہ محمد سعید علیہ الرحمۃ کے پانچویں فرزند ہیں، آپ پہلے اپنے والد بزرگوار کے مرید ہوئے، بعد ازاں حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سلوک باطنی پورا کیا، اور خلافت پائی آپ اپنے زمانہ کے قطب تھے، ظاہری علم بھی آپنے انتہائی درجہ

تک حاصل کیا تھا،

جس سال کفار سرہند پر حملہ آور ہوئے، آپ نے انکی آمد کی اطلاع دو تین مہینے پیشتر دیدی تھی، آپ لوگوں کو اطلاع دینے کے بعد شاہ جہان آباد چلے آئے تھے، اور وہیں جمعہ کے روز ۲۷ ذی الحجہ ۱۱۲۷ھ ہجری کو اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے، پھر آپ کو سرہند شریف میں لاکر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خانقاہ کے جنوب کی طرف دفن کیا گیا۔

آپکی اولاد میں چار لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں، لڑکوں کے نام حسب ذیل ہیں،

(۱) شیخ ابو حنیفہؒ (۲) شیخ محمد نقیؒ (۳) شیخ محمد جوادؒ (۴) شیخ نور الحقؒ۔

آپ کے خلفاء بھی بہت سے تھے، چند ایک مشہور خلفاء کے نام درج کئے جاتے ہیں،

(۱) شیخ محمد عابدؒ:۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے باطنی استفادہ کیا۔

(۲) سید جیونؒ:۔ آپ کے انبالہ میں بکثرت مرید تھے۔

(۳) حاجی محمد امین:۔ لاہور میں آپ کے بہت سے لوگ مرید تھے

(۴) شاہ گلشنؒ:۔ آپ شعر بہت عمدہ کہا کرتے تھے، اکثر شعراء آپ کے ہی شاگرد ہیں، باطنی حالات بھی آپکے اعلٰے تھے

(۵) شیخ مرادؒ:۔ آپ اپنے وقت کے مشہور مشائخ میں سے تھے،

(۶) شیخ خلیل اللہ آپ حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے چھٹے فرزند ہیں، حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ سے مرید تھے، علم و حلم، وَرع اور تقوی سے بدرجۂ کمال آراستہ تھے، شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے، ۱۱۳۱ھ ہجری میں اس دار فانی سے رحلت فرما گئے،

آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے روضہ شریف میں قبہ کے برابر مغرب کی طرف مدفون ہوئے۔

آپ کی ایک بیٹی اور تین بیٹے تھے۔

(۷) شیخ محمد یعقوب رح آپ حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے ساتویں فرزند ہیں، آپ بھی حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے، سلوک باطنی آپ نے حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت سے حاصل کیا آپ کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی، بیٹے کا نام شیخ محمد عصمت اللہ تھا

(۸) شیخ محمد تقی رح آپ حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے آٹھویں فرزند تھے، آپ بھی خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ کے مرید تھے، شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے، آپ میں قوت بدنی بدرجۂ غایت تھی، چنانچہ اُس وقت کا کوئی پہلوان آپکا مقابلہ نہیں کرسکتا تھا، آپ کی شجاعت بہادری اور قوت کی یہ کیفیت تھی، کہ ایک دوشاخوں والا درخت تھا، جس کی شاخیں ہاتھی کے پاؤں سے بھی موٹی تھیں، آپنے دونوں شاخوں کو پکڑ دو ٹکڑے کر دیا تھا۔

آپ کا ایک لڑکا اور سات لڑکیاں تھیں، لڑکے کا نام میر نجیب اللہ تھا۔

(۳) حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے تیسرے فرزند ہیں

ولادت آپ کی ولادت گیارہ ماہ شوال المکرم ۱۰۰۷ھ ہجری کو ہوئی، ولادت سے قبل حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے خواب میں دیکھا تھا، کہ تمام اولیاء اللہ ایک جگہ جمع ہیں، اور آپ کو مخاطب کرکے فرما رہے ہیں، کہ مبارک ہو! آپ کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہونے والا ہے، جو آپ کے تمام کمالات کا وارث کامل ہوگا،

آپ کی شیرخوارگی کے ایام کا ایک یہ واقعہ مشہور ہے، کہ آپ ماہ رمضان میں بالکل دودھ نہ پیا کرتے تھے، ایک دفعہ ماہ رمضان میں لوگوں کو شبہ ہوا کہ شاید چاند نکلا ہے، یا نہیں، اگلے دن تک بھی کوئی شہادت نہ آئی، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا، اچھا! دریافت کرو، کہ آج محمد معصوم نے دودھ پیا ہے، یا نہیں، معلوم ہوا، کہ نہیں پیا، آپ نے فرمایا، معلوم ہوتا ہے، کہ آج سے ماہ رمضان شروع ہے، چنانچہ اس امر کی دو تین روز کے بعد شہادتیں بھی آگئیں،

شریعت

حفظ قرآن شریف آپ نے سات سال کی عمر میں قرآن شریف

تجوید و قرأت کے ساتھ حفظ کر لیا تھا،

علم معقول و منقول پھر ایک قلیل ہی عرصہ میں معقول و منقول کی تمام کتب سے بالکل فارغ ہو گئے تھے، آپ کی یادداشت اس قدر تیز تھی، کہ اگر ایک دفعہ کوئی بات آپ کے مطالعہ سے گذر جاتی، تو پھر تھوڑے کئے کبھی فراموش ہونے نہ پاتی،

طریقت

حقیقت تجلی ذات ابھی آپ کا زمانہ طفولیت ہی تھا، کہ آپ نے حقیقت تجلی ذات اور توحید میں لب کشائی کی، اور کہنے لگے، کہ میں زمین ہوں، میں آسمان ہوں، میں فلاں ہوں، میں فلاں ہوں۔

آثار قطبیت جب آپکی عمر چودہ سال کی ہوئی، تو ایک دن آپ نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کیخدمت میں عرض کیا، کہ میں اپنے آپ سے ایک ایسا نور نکلتا ہوا دیکھتا ہوں جس سے تمام عالم منور ہے، اور وہ تمام موجودات کے ذرّے ذرّے میں سرایت کئے ہوئے ہے، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا، کہ میری بات کو یاد رکھنا، تم اپنے وقت کے قطب ہو گے ؎

تو آخر چو من قطب دوراں شوی
ز من این حکایت بیاد آوری

خلعت قیومیت

۱۰۳۲ھ ہجری میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے آپ کو اپنا قائم مقام بنا کر منصب قیومیت سے سرفراز فرمایا،

مسند ارشاد

یکم ربیع الاول ۱۰۳۴ھ ہجری پنجشنبہ کے روز اشراق کے وقت آپ مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے، اُس روز پچاس ہزار آدمیوں نے آپ سے بیعت کی۔ ان میں سے دو ہزار تو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے بڑے بڑے خلفاء تھے،

تزویج

آپ کی شادی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے خلیفۂ خاص میر صغیر احمد رومی رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری بیٹی بی بی رقیہ سے ہوئی، آپ کی تمام اولاد اسی خاتون سے ہے،

ولادتِ فرزند

۱۰۳۴ھ ہجری میں ہی آپ کے ہاں ایک فرزند ارجمند پیدا ہوئے، جنکا نام آپ نے محمد نقشبند کنیت ابوالقاسم اور لقب شرف الدین مقرر فرمایا۔

ہجوم خلق

جب آپ کا شُہرہ عام ہوگیا، تو کثرت کے ساتھ علماء و مشائخ اقطاب و اطراف سے آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہونے کے لئے آنے شروع ہوئے،

خواجہ محمد حنیف کابلی رح

خواجہ محمد حنیف کابلی رحمۃ اللہ علیہ جو کابل کے بڑے مشائخ سے تھے

آپکی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے، آپ کے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا، کہ خواجہ صاحب نے ایک رات خواب میں دیکھا تھا، کہ اولیائے اُمت شہر سرہند میں جمع ہیں، اور اُن کے درمیان ایک شخص تخت پر بیٹھا ہے، خواجہ صاحب نے دریافت کیا، کہ یہ کون صاحب ہیں، جو تخت نشین ہیں؟ جواب ملا، کہ یہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے صاحبزادہ حضرت خواجہ محمدؐ معصوم رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

خواجہ محمد حنیف رحمۃ اللہ علیہ اس سے قبل میر محمد نعمانؒ کے آشنا تھے، صبح اُٹھ کر یہ خواب اُن سے بیان کیا، میر صاحب نے خواجہ صاحب کو حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لاکر مرید کرایا، آپنے کچھ عرصہ کے بعد خواجہ صاحب کو خلافت دیکر کابل روانہ کردیا، وہاں خواجہ صاحب کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی،

خواجہ محمد صدیقؒ خواجہ محمد صدیقؒ جو توران کے بڑے خواجہ زادوں میں سے تھے، آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے، آپ اپنے مرید ہونے کا یہ سبب بیان فرماتے ہیں، کہ ایک دفعہ میں بلخ سے سمرقند آرہا تھا، کہ میں نے ہر منزل پر گروہ در گروہ ہزارہا آدمی ہندوستان کو جاتے ہوئے دیکھے، میں نے ان لوگوں سے دریافت کیا، کہ تم کدھر جارہے ہو انہوں نے کہا، کہ ہم حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے سرہند شریف جارہے ہیں، میں حیران رہ گیا، کہ ایسے وقت میں ایسا شیخ پیدا ہوا ہے، جس کے پاس

اس قدر ٹڈی دل لوگ جا رہے ہیں، یہ دیکھکر میرے دل میں آپ کی محبت پیدا ہوگئی، بے ختیار آپ کی زیارت کو دل چاہا، بالآخر میں نے استخارہ کیا، خواب میں کیا دیکھتا ہوں، کہ اللہ کی مخلوق کثرت کے ساتھ آپ کی زیارت کو جا رہی ہے، اور یہ آواز آرہی ہے، کہ محمد صدیق! تم بھی چلو، تم بھی چلو، جب میں صبح اُٹھا، تو اپنے کام کو چھوڑ کر دُور دراز سفر طے کر کے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر حلقۂ ارادت میں داخل ہو گیا،

سیّد اخون رح ننگرہار کے بڑے شیخ سید اخون رح آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے، آپ کے مرید ہونے کا یہ سبب ہوا، کہ اخون صاحب رح ایک ایسی مجلس میں گئے، جہاں آپ کے مخالفین بھی موجود تھے، جب اثنا میں آپ کا ذکر خیر ہوا، تو مخالفین نے آپ کے برخلاف مخالفانہ و معاندانہ باتیں شروع کیں، اس مجلس میں آپکا ایک مرید بھی موجود تھا، اس نے للکار کر کہا، کہ او ظالمو! تم ایسے شخص کے حق میں بُرا بھلا کہتے ہو جو ایک ادب کے ترک کرنے کو بھی حرام سمجھتا ہے، جس کے تمام افعال و اقوال کتاب و سُنّت کے موافق ہیں، جس کے ذریعہ سے شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کو رواج ہو رہا ہے،

بعد ازاں اُس نے ہاتھ اُٹھا کر آسمان کی طرف منہ کر کے دعا مانگی، کہ اے پروردگار! اگر حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ حق پر ہیں، تو ان لوگوں کو کوئی نشان دکھا، ابھی وہ شخص دعا مانگ ہی رہا تھا، کہ اس زور سے آندھی اور جھکڑ آیا، کہ چاروں طرف تاریکی

چھا گئی، اس کے بعد سخت زلزلہ آیا، جس سے مکانوں کی بنیادیں ہل گئیں، درخت جڑ سے اکھڑ کر زمین پر گر گئے، کئی گھنٹے یہی کیفیت رہی،

یہ دیکھکر سب مخالفین اپنی مخالفت سے باز آگئے، اور شیخ اخون صاحب حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے،

خواجہ عبدالصمد کابلی رح خواجہ عبدالصمد کابلی رحمۃ اللہ علیہ جو کابل کے بڑے خواجہ زادوں میں سے تھے، اپنا خواب بیان کرتے ہیں، کہ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا، کہ ایک جگہ اولیاء اللہ جمع ہیں، میں ان میں جا گھسا ہوں، ان سے میں نے کہا، کہ مجھے حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچادو، دو شخصوں نے پکڑ کر مجھے آپ کے پاس پہنچا دیا، صبح اٹھا، تو حاضر خدمت ہو کر حلقۂ ارادت میں داخل ہوگیا۔

شیخ بدر الدین رح اور شیخ انور رح یہ دونوں حضرات بھی رویائے صادقہ کی بنا پر آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے، اور خلافت حاصل کی،

شیخ عبداللہ دمشقی رح شیخ عبداللہ دمشقی جو مشائخ شام کے سردار تھے، ایک رات مسجد اقصیٰ میں سوگئے، نماز عشاء کے بعد جب لوگ چلے گئے، تو شیخ صاحب ایک کونے میں بیٹھ گئے، ابھی ایک ساعت نہ گذری تھی، کہ کیا

دیکھتے ہیں کہ نورانی چہروں والے لوگ کثرت کے ساتھ گروہ در گروہ مسجد میں آکر وضو کر کے بیٹھ گئے ہیں، ایسے معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص کا انتظار کر رہے ہیں، اتنے میں ایک بزرگ تخت پر بیٹھا ہوا نمودار ہوا، سب نے اس کا استقبال کیا، پھر ایک جوان کو لاکر اس بزرگ مرد کے فرمان سے خلعت پہنائی گئی، اس کے بعد خود اس بزرگ نے اپنے ہاتھ سے اس جوان کے سر پر دستار رکھی، شیخ عبداللہ نے پوچھا کہ یہ تخت نشین بزرگ کون ہیں؟ اور جس جوان کی دستار بندی کی گئی ہے، وہ کون ہے؟ حاضرین نے کہا کہ تخت پر کے بزرگ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے صاحبزادہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ ہیں، آج اس ملک کا قطب فوت ہوگیا تھا، تمام اولیاء اللہ اس لیے جمع ہوئے ہیں، کہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ اس کی جگہ کسی اور کو مقرر فرماویں، سو اس نوجوان کو اس علاقہ کی خلعت قطبیت پہنائی گئی ہے

علی الصبح شیخ عبداللہ ملک شام کے ایک ہزار بڑے بڑے مشائخ اور علماء سمیت حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے،

شیخ عبدالسلام شیخ عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ نے جو علمائے شام کے سردار اور بیت المقدس میں مسجد اقصیٰ کے متولی تھے، جب یہ تمام قصہ سنا، تو بے اختیار قدم بوسی کے لئے سات سو علماء کی معیت میں ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے،

الغرض شیخ عبد اللہ اور شیخ عبد السلام اپنی اپنی جمعیتوں کے ساتھ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے ان کے حال پر نہایت شفقت فرمائی، اور ان سب کو حلقۂ ارادت میں داخل فرمایا۔

حاکم روم حاکم روم شیخ عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ کا نہایت معتقد تھا، اس نے جب شیخ صاحب سے یہ واقعہ سنا، تو اپنے وکیل کے ہاتھ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک عرضی مع تحائف و ہدایا بھیجی، اس عرضی میں اس نے ارادت کی خواہش ظاہر کی ہوئی تھی۔

شیخ حبیب اللہؒ شیخ حبیب اللہ اپنے مرید ہونے کا سبب یہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے گیا، اور رات کو وہیں سو رہا، جب آدھی رات ہوئی، تو کیا دیکھتا ہوں، کہ شمال کی طرف سے بہت سی فوج نمودار ہوئی ہے، اور ہر ایک کے ہاتھ میں نور کی مشعل ہے، اس فوج کے درمیان ایک شخص تخت پر بیٹھا ہوا ہے، جب یہ فوج میرے قریب پہنچی، تو میں نے دریافت کیا، معلوم ہوا کہ تخت نشین بزرگ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ ہیں، صبح میں آپ کی زیارت کے لئے روانہ ہوا، اور حاضر خدمت ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوا۔

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو کچھ عرصہ بعد

منصب خلافت سے سرفراز فرما کر بخارا بھیجا تھا۔

شاہ سلیمان ایران کے بادشاہ شاہ سلیمان نے ایک عرضی آپ کی خدمت میں بھیجی، اس میں حلقۂ ارادت میں داخل ہونے کے لئے درخواست کی گئی تھی،

کاشغر کا بادشاہ کاشغر کا بادشاہ بھی آپ کا غائبانہ مرید ہوا،

یمن کا بادشاہ شاہ یمن بھی آپ کا مرید ہوا، اس کے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا، کہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے چند خاص مرید حج کے لئے گئے تو اثنائے راہ میں علاقہ یمن کے ایک شہر سے ان کا گذر ہوا، وہاں کا حاکم شاہ یمن کے رشتہ داروں میں سے تھا، جب اُس نے آپ کے مریدوں کو شریعت کا کامل پابند اور طریقت پر ثابت قدم پایا، اور ہر طرح سے صالح دیکھا، تو ان کا نہایت ہی معتقد ہوگیا، اتفاقاً اُن دنوں شاہ یمن کی بیوی کچھ ایسی بیمار ہوگئی، کہ زندگی کی کچھ اُمید باقی نہ رہی، اطبّاء نے لاعلاج کر دیا، ایک روز تو ایسی غشی طاری ہوئی، کہ قریب المرگ ہوگئی، شاہ یمن نے ان سے دعا و توجہ کی درخواست کی، انہوں نے تھوڑا سا پانی دم کر کے دیا، کہ مریضہ پر چھڑک دو، بادشاہ نے ایسا ہی کیا، مگر چھڑکتے ہی آرام ہوگیا، وہ ان کا اور بھی معتقد ہوگیا، آخر جب اس کو معلوم ہوا، کہ یہ لوگ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں، تو آپ کا نہایت ہی معتقد ہوگیا، ایک دن آپ

کے متعلق ایک عجیب و غریب خواب بھی دیکھا، پھر توسیلہ اختیار آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہونے کے لئے اس نے آپکی خدمت میں ایک عریضہ لکھا، اور آپ کا غائبانہ مرید ہوا۔

شیخ مرادؒ ہندوستان کے بڑے بزرگ شیخ مراد بھی رویائے صادقہ کی بنا پر آپ کے مرید ہوئے، آپ نے شیخ مراد رحمۃ اللہ علیہ کو ایک ہفتہ اپنے پاس رکھا، اور خلافت دے کر ملک شام میں روانہ فرمادیا۔

شیخ میرؒ شیخ میر رحمۃ اللہ علیہ جوارکان سلطنت میں سے تھے، آپ کے مرید ہوئے۔

حج بیت اللہ

جب ۱۰۶۸ھ ہجری میں آپ کو بیت اللہ شریف کی زیارت کا اشتیاق لاحق ہوا، تو آپ حج کا عزم مصمم کرکے رخصت ہونے کے لئے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے روضہ شریف پر گئے، کچھ دیر مراقب رہنے کے بعد تشریف لے آئے، پھر اپنے دونوں بھائیوں حضرت خواجہ محمد سعیدؒ اور حضرت خواجہ محمد یحییٰؒ اور سات ہزار خاص مریدین کی معیت میں حرمین الشریفین کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے، جب اکبرآباد پہنچے، تو بادشاہ نے استقبال کیا، اور بہت کچھ تحائف و ہدایا آپ کے پیش کئے، لیکن آپ نے تھوڑے سے رکھ لئے، اور باقی سب واپس کردیئے۔

پھر آپ اکبر آباد سے ساحل سمندر کی طرف روانہ ہوئے اثنائے راہ میں چالیس ہزار آدمی حج کے ارادہ سے آپ کے ساتھ ہو گئے، ساحل پر پہنچکر آپ جہاز پر سوار ہوئے۔

یمن جب جہاز یمن کی بندرگاہ پر پہنچا، تو والئے یمن نے ارکانِ سلطنت کو آپ کے استقبال کے لیے بھیجا، پھر وہاں سے آپ اونٹوں پر سوار ہو کر حرم شریف کی طرف روانہ ہوئے،

مکہ معظمہ مکہ معظمہ میں عرب، روم، شام، یمن کے ہزار ہا لوگ ہر وقت آپ کی خدمت میں موجود رہتے، اور کثرت سے آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے،

مدینہ منورہ پھر حج سے فارغ ہونے کے بعد آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ شریف کی زیارت کے لیئے مدینہ منورہ تشریف لے گئے، روضہ شریف پر ہر روز کئی کئی گھنٹے متواتر حالت مراقبہ میں بیٹھے رہتے۔

مراجعت پھر کچھ مدت قیام کرنے کے بعد آپنے عرب یمن، روم اور شام کے تمام آدمیوں کو رخصت کیا، اور خود اپنے اصحاب سمیت ہندوستان آنے کے لیئے جہاز پر سوار ہوئے،

استقبال جب سلطان اورنگ زیب عالمگیر کو اس کی خبر ہوئی، تو اس نے حکم دیا، کہ ہندوستان کے تمام علماء و مشائخ اور امراء وغیرہ آپ کے استقبال کے لیئے

جائیں، چنانچہ ہزار ہا لوگ کیا امیر اور کیا فقیر، کیا علما اور کیا مشائخ سب آپ کے استقبال کے لیے گئے، کچھ روز بادشاہ کے قلعہ میں قیام کرنے کے بعد آپ سیدھے سرہند تشریف لے آئے۔

کرامات

آپکی بہت سی کرامتیں بھی مشہور ہیں، یہاں صرف چند ایک درج ذیل کی جاتی ہیں۔

(۱) جنات سے ملاقات حضرت شیخ محمد ہادی رحمۃ اللہ علیہ[۱] سے مروی ہے، کہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید کو مالوہ کے جنگل میں رات آگئی، جہاں کوسوں تک آبادی کا نام و نشان نہ تھا، آپ کا وہ مرید بہت گھبرایا، اور آپ کی طرف متوجہ ہوا، اتنے میں ایک بڑا بھاری لشکر دکھائی دیا، لشکر کے دیکھنے سے اُسے قدرے تسلی ہوئی، جب لشکر اس کے پاس پہنچا، تو لوگوں نے اس کی بڑی آؤ بھگت کی، اس کو بادشاہ کے پاس لے گئے، بادشاہ اٹھکر بغلگیر ہوا،

اتنے میں انہیں سے کسی شخص نے کام کے لئے ہاتھ بڑھایا تو اس کا ہاتھ کئی گز لمبا ہو گیا، جسے دیکھکر اس شخص کے اوسان خطا ہو گئے، بادشاہ نے جب اس کی یہ کیفیت دیکھی، تو کہنے لگا،

---

[۱] انہوں نے یہ واقعہ اپنی کتاب کواکب دریہ میں تحریر فرمایا ہے ۱۲ مئۃ

ڈرو مت، یہ سب لوگ جن ہیں، اور میں ان کا بادشاہ ہوں، اس ملک میں رہتا ہوں، حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہوں، آپ نے اس وقت مجھے حکم دیا ہے، کہ میرا ایک مرید فلاں جنگل میں ہے، اس کی خبرگیری کرو، تم میرے پیر بھائی ہو آج رات میرے پاس رہو، کل جہاں چاہو گے، وہاں تمہیں پہنچا دیا جائیگا، رات بھر وہ آرام میں رہا، صبح انہیں کہا، کہ میں نے فلاں شہر جانا ہے، وہاں پہنچا دو، جنوں کے بادشاہ نے کہا تمہاری مہمانداری میں مجھ سے کوتاہی ہوئی ہے، یہ روپیہ لیلو تمہارے کام آئیگا، اور آنکھیں بند کرو، اس نے روپیہ سنبھال لیا، اور آنکھیں بند کیں، ایک گھڑی کے بعد جب کھولیں، تو اس شہر کے پاس تھا، جب تھیلی کھولی، تو اُسمیں پانچہزار اشرفیاں نکلیں۔

(۳) **طیّٔ مسافت** ایک روز[1] حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ میں بیٹھے تھے کہ اچانک آپ کا دست مبارک اور آستین تر ہو گئے، لوگ حیران رہ گئے، جب وجہ پوچھی، تو فرمایا، کہ میرا ایک سوداگر مرید غرق ہونے کو تھا، اُس نے میری طرف توجہ کی، میں نے اپنے ہاتھ سے اس کو غرق ہونے سے بچا دیا۔

مدت بعد وہ سوداگر نذر لے کر حاضر خدمت ہوا، تو اس غرقابی سے اپنے بچنے کا حال بیان کیا۔

[1] یہ واقعہ طبقات معصومی میں لکھا ہے، واللہ اعلم ۱۲ سنہ رح

(۳) سلبِ مرض

ایک دفعہ آپ کا ایک مرید سخت بیمار ہو گیا، ہر چند علاج کیا گیا، مگر مرض شدید روز ترقی کرتا گیا، زندگی کی کوئی اُمید باقی نہ رہی، آخر ایک دن اُس نے حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دعا اور توجہ کے لئے درخواست کی، آپ نے اپنے وضو کا پانی اُسے پینے کے لئے دیا، جس کا پینا ہی تھا، کہ مرض بالکل کافور ہو گیا،

(۴) بینائی کا لوٹ آنا

آپ کے ایک مخلص کا بیان ہے، کہ ایک دفعہ میری آنکھ میں درد ہوا، بہتیرا علاج کیا، لیکن بے سود، ایک شخص دوائی لایا جس کی اُس نے بہت تعریف کی، جب وہ میری آنکھ میں ڈالی گئی، تو میں اندھا ہو گیا، کچھ عرصہ اسی حالت میں رہا، جب آپ سفرِ حج سے واپس تشریف لائے، تو ایک شخص میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے آپ کی خدمت میں لے گیا، اور میرا سب حال کہہ سنایا، آپ نے افسوس کیا، اور اپنا لعابِ دہن میری آنکھوں پر لگا کر فرمایا، کہ آنکھیں بند کر لو، گھر جا کر کھولنا، میں نے حسبِ الحکم آنکھیں گھر جا کر جب کھولیں، تو دونوں بالکل روشن تھیں،

(۵) باطنی بصیرت

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے خاص مرید حافظ حامد بیان کرتے ہیں، کہ جب آپ نے حج کا ارادہ کیا، تو مجھے بھی شوق دامنگیر ہوا میں نے تیاری کی، اور ضروریاتِ سفر بہم پہنچائیں، اسی اثناء میں ایک روز آپ نے فرمایا، حامد! تمہارا جانا کچھ مشکل سا معلوم ہوتا

ہے ، اچھا ! ہمارے حج سے واپس آنے تک تم قرآن شریف حفظ کرلینا ، میں حیران رہ گیا ، کہ باوجود سامان مہیا کرنے کے میرا جانا کیونکر نہ ہوگا ، چنانچہ اللہ کا کرنا چند روز بعد میں ایسا بیمار ہو گیا ، کہ بستر سے اٹھنے تک کی طاقت نہ رہی ، آپ حج کے لئے روانہ ہوگئے ، اور میں حسرت دیاس سے کف افسوس ملتا پیچھے رہ گیا ، جب مجھے بیماری سے افاقہ ہوا ، تو آپ سمندر پار تھے ، میں نے قرآن شریف حفظ کرنا شروع کیا ، اور آپ کی واپسی تک حفظ کرلیا ،

(۶) لڑکے کا پیدا ہونا — آپ کے ایک مرید کے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی ، اس نے آپ سے اس بارہ میں التماس کی ، آپ نے فرمایا ، جاؤ اس سال تمہارے ہاں لڑکا پیدا ہوگا ، چنانچہ اسی سال اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ، جو ہوش تمیز کو پہنچکر آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوا ،

(۷) برکت — آپ کے ایک مرید کا بیان ہے ، کہ جب میں عسرت و افلاس سے تنگ آگیا ، تو میں نے گھبرا کر آپ کی خدمت میں اپنی تنگ حالی کا شکوہ کیا ، آپ نے مجھے اشرفیوں کی ایک تھیلی دی ، اور فرمایا ، بے شمار مت کرنا جتنا درکار ہو ، خرچ کئے جانا ، چنانچہ میں اس میں سے حسب ضرورت وقتاً فوقتاً خرچ کرتا رہا ، حتیٰ کہ ایک لاکھ روپیہ کے قریب میں نے اس میں سے صرف کیا ، لیکن وہ اسی قدر

ہی رہا، ایک روز میری بیوی نے وہ روپیہ گنا، تو سات سو نکلا، اس کے بعد جب ہم نے خرچ کیا، تو ختم ہوگیا۔

(۸) باطن بینی ایک دفعہ سلطان اورنگ زیب عالمگیر اپنے ہاتھ سے پھل صفا کر کے آپ کو کھانے کے لیئے دے رہا تھا، کہ آپ کے ایک مرید کے دل میں خیال گزرا، کہ اگر آپ یہ صفا شدہ پھل مجھے دیدیں، تو بادشاہ کے ہاں میری عزت زیادہ ہو جائے گی، ابھی میرے دل میں یہ خیال پیدا ہی ہوا تھا، کہ آپ نے مجھے بادشاہ کے ہاتھ کا صفا شدہ پھل دیکر فرمایا، کہ دنیاوی بادشاہوں کے ہاں عزت کی کیا خواہش کرتے ہو، کوشش یہ کرو، کہ اللہ تعالےٰ کے ہاں عزت پاؤ۔

وفات

مرض حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کو قدیم سے وجع المفاصل کا عارضہ تھا، ۱۰۷۹ ہجری میں اس مرض کا بہت غلبہ ہوگیا، بہت علاج معالجہ کیا، لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا لیکن مرض دن بدن بڑھتا گیا، لوگ جب اس مرض کا علاج کرتے، تو آپ فرماتے، کہ بے فائدہ تکلیف نہ اُٹھاؤ، اب میرے آخری ایام ہیں۔

تقسیمِ کتب انہی ایام میں آپ نے اپنا تمام کتب خانہ چھ فرزندوں کو بانٹ دیا۔

شدتِ مرض جب آپ کے مفاصل کے درد نے زور پکڑا تو آپ کو تپ بھی ساتھ ہی ہوگیا، آخر روز شنبہ نہم ربیع الاول کو اس دنیا سے رحلت فرما گئے، اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔

کواکب دریہ میں لکھا ہے، کہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی زبان آخری وقت بڑی تیزی سے حرکت کرتی تھی، جب آپ کے ایک خاص مرید نے کان لگا کر سنا، تو آپ سورہ یٰسین پڑھ رہے تھے،

تاریخ وفات

بہت سے لوگوں نے آپکی وفات کی تاریخیں لکھی ہیں جنہیں سے چند ایک درج ذیل کی جاتی ہیں۔

(۱) ہیچ دنیا رحلت نمود۔

(۲) بخدا پیوست۔

(۳) نورِ عالم برفت۔

(۴) رفتہ زجہاں امام معصوم۔

(۵) آہ بکہ شد مقام قیومیت۔

تجہیز و تکفین

آپ کے ارتحال کے بعد بہت مینہ برسا، آپ کو اسی محل میں غسل دیا گیا، جس کے اندر آپ کا وصال ہوا تھا، پھر ایک

بڑی جمعیت کے ساتھ قصر معصومی کے شمال کی طرف کے میدان میں نماز جنازہ ادا کی گئی، پھر آپ کے قصر کے جنوب کی طرف کی زمین میں آپ کو دفن کیا گیا۔

اولاد

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے چھ صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں تھیں۔

صاحبزادے صاحبزادوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ (۱) حضرت خواجہ محمد صبغۃ اللہ رح (۲) حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی رح (۳) حضرت خواجہ محمد عبید اللہ (۴) حضرت خواجہ محمد اشرف رح (۵) حضرت خواجہ سیف الدین رح (۶) حضرت شیخ محمد صدیق رح۔

صاحبزادیاں صاحبزادیوں کے نام یہ ہیں۔ (۱) بی بی امۃ اللہ (۲) بی بی عائشہ (۳) بی بی عارفہ (۴) بی بی فاطمہ (۵) بی بی صفیہ۔

تفصیلی حالات

صاحبزادوں میں سے صرف تین حضرات یعنی حضرت خواجہ محمد صبغۃ اللہ رح، حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی رح اور حضرت خواجہ محمد عبید اللہ رح کے حالات مشہور ہیں، لہذا انہی کے تفصیلاً قلمبند کئے جاتے ہیں۔

(۱) حضرت خواجہ محمد صبغۃ اللہ

آپ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے فرزند ہیں، آپ کی ولادت ۱۰۳۳ ہجری میں ہوئی،

ایک دفعہ کا ذکر ہے، کہ حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ بہت بیمار ہو گئے، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اس وقت زندہ تھے، حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے اپنے فرزند کے لئے دعا کی درخواست کی، آپ نے فرمایا، کہ اس فرزند کے بارے میں کچھ فکر نہ کرو، میں دیکھتا ہوں کہ ایک بوڑھا ہاتھ میں عصا لئے ہوئے ہے، اور ہزاروں مرید اس کے گرد کھڑے ہیں، واقعی آپ کے فرمانے کے مطابق حضرت خواجہ محمد صبغۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر تقریباً ۹۰ سال کی ہوئی،

حضرت خواجہ محمد صبغۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے قبل علم معقول و منقول انتہائی درجہ تک حاصل کیا، پھر باطنی سلوک اپنے والد ماجد کی خدمت سے حاصل کیا -

حضرت خواجہ حسن احمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ ایک فقیر نے حضرت خواجہ محمد صبغۃ اللہ علیہ الرحمۃ سے سوال کیا، آپ نے اس فقیر کو اپنے استنجا کا ڈھیلا دے دیا، جب فقیر نے ہاتھ میں پکڑا، تو وہ سونا تھا،

آپ کا وصال ۹ ربیع الثانی ۱۱۲۲ ہجری کو جمعہ کے روز عصر کے وقت ہوا، آپ کے وصال کے وقت باوجودیکہ سرہند

ہیں کفار کا غلبہ تھا، تاہم آپ کو بڑی دھوم دھام سے ہزارہا مسلمانوں کی جمعیت کے ساتھ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرہ میں دفن کیا گیا،

آپ کے چار لڑکے اور سات لڑکیاں ہیں، لڑکوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(۱) حضرت شیخ ابوالقاسمؒ (۲) حضرت شیخ محمد اسمٰعیلؒ (۳) حضرت شیخ اہل اللہؒ (۴) حضرت شیخ پیرؒ۔

لڑکیوں کے اسماء یہ ہیں۔

(۱) بی بی صائمہ (۲) بی بی راضیہ (۳) بی بی عالیہ (۴) بی بی ماریہ (۵) بی بی رافعہ (۶) بی بی باقیہ (۷) بی بی روشن آرا،

(۳) حضرت خواجہ محمد عبید اللہؒ

آپ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے تیسرے فرزند ہیں، آپ کی ولادت ۱۲ شعبان ۱۰۳۴ھ ہجری کو ہوئی،

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا اسم محمد عبید اللہ، لقب بہاء الدین اور کنیت ابوالعباس مقرر فرمائی۔

آپ نے بہت ہی جلدی ظاہری و باطنی علوم و معارف حاصل کر لئے تھے، حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے بعد بروز سوموار ۱۱ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ ہجری کو آپ مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے، ہزارہا لوگ آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل

ہوئے۔"

آپ نے چوالیس ۴۴ سال کی عمر میں وفات پائی، آپ کے پانچ لڑکے[1] اور تین لڑکیاں تھیں، بیٹوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(۱) حضرت شیخ عبدالرحمٰنؒ (۲) حضرت شیخ عبدالرحیمؒ (۳) حضرت شیخ محمد ہادیؒ (۴) حضرت خواجہ محمد پارساؒ (۵) حضرت شیخ محمد سالمؒ۔

بیٹیوں کے اسماء یہ ہیں۔

(۱) بی بی فضل النساء (۲) شائستہ بیگم (۳) حسن النساء

(۳۲) حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانیؒ

آپ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے فرزند ہیں، آپکی ولادت بروز جمعہ ۱۷ رمضان المبارک ۱۰۳۴ھ ہجری میں ہوئی، آپ نے زمانہ طفولیت ہی میں سلوک کے مقامات طے کر لیئے تھے، ظاہری علوم سے بھی بہت جلد فراغت حاصل کر لی تھی، آپ اپنے زمانہ کے قطب تھے، قیومیت کا منصب آپ کو بھی عطا ہوا تھا، آپ سے بہت سی کرامات ظہور پذیر ہوئیں۔

ایک دفعہ ایک شخص کو بچھو نے کاٹ کھایا تھا، آپ نے لعاب دہن لگا دیا، مطلقاً کوئی تکلیف محسوس نہ ہوئی، اسی طرح سلب امراض و طیٔ مسافت کے متعلق آپ کی بہت سی کرامتیں

---

[1] آپ کے صاحبزادوں میں سے شیخ عبدالرحمٰن اور شیخ عبدالرحیم زمانہ طفولیت ہی میں فوت ہوگئے تھے ۱۲ منہ رح

مشہور ہیں،

آپ کی وفات شب جمعہ ۲۹، محرم ۱۱۱۴ھ ہجری کو ہوئی۔

آپکی اولاد میں چھ لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں،

بیٹوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں،

(۱) حضرت شیخ ابو العلیؒ (۲) حضرت شیخ محمد عمرؒ (۳) حضرت شیخ محمد کاظمؒ (۴) حضرت خواجہ عبد الرحیمؒ (۵) حضرت خواجہ عبد الرحمٰنؒ (۶) حضرت خواجہ میر عبد اللہؒ۔

بیٹیوں کے اسماء یہ ہیں۔

(۱) بی بی امت الکریم (۲) بی بی امت القیوم مشہور بہ چھوٹی بیگم۔

خلفاء

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء تو بیشمار ہیں، یہاں پر صرف چند ایک مشہور خلفاء کے حالات قلمبند کئے جاتے ہیں، مشہور ہے کہ آپ کے ہاتھ پر نو لاکھ آدمیوں نے بیعت کی، اور سات ہزار آدمیوں کو آپنے خلافت عطا فرمائی۔

(۱) خواجہ محمد حنیف کابلیؒ

فرزندوں کے بعد آپ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے پہلے خلیفہ ہیں، آپ کو کابل کی خلافت حاصل تھی، وہاں کے ہزارہا لوگ آپ سے فیض یاب ہوئے۔

(۲) خواجہ محمد صدیق پشاوریؒ

آپ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے

خلیفہ ہیں، پشاور کی خلافت آپ کو حاصل تھی۔

(۳) **شیخ ابوالمظفر برہانپوریؒ** آپ حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کے تیسرے خلیفہ ہیں، خواجہ صاحب آپ پر بہت مہربان تھے، آپ کو خلافت دے کر برہانپور بھیجا گیا تھا۔

(۴) **شیخ حبیب اللہ بخاریؒ** آپ بھی حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کے خلفائے عظام میں سے تھے، آپ کو بخارا کی خلافت حاصل تھی، جہاں آپ کو قبولیت عامہ نصیب تھی

(۵) **شیخ محمد مراد شامیؒ** آپ نے حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں صرف ایک ہفتہ رہکر خلافت حاصل کی تھی، ملک شام میں آپ کو بہت شہرت حاصل ہوئی تھی،

(۶) **شیخ اخون موسیٰ ننگرہاریؒ** شیخ اخون رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کے بڑے خلفاء سے ہیں، ننگرہار کے علاقہ میں آپ کے ذریعہ سے سلسلہ نقشبندیہ کا بہت رواج ہوا تھا،

(۷) **اخون بدرالدین سلطانپوریؒ** آپ بھی حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کے خلفاء سے ہیں، ظاہری اور باطنی دونوں علوم کے عالم تھے، اپنے علاقہ میں آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔

(۸) **شیخ انور نور سرائی لاہوریؒ** آپ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کے خاص اصحاب میں سے تھے

آپ نے باطنی احوال کے بارہ میں متعدد کتب تصنیف کی ہیں۔

(۹) **صوفی پائندہ طلا رح** آپ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کے بڑے خلیفہ ہیں، آپ نے مدت تک خواجہ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں رہ کر سلوک باطنی انتہائی درجہ تک حاصل کیا، اور پھر خلافت حاصل کی، آپ سے خوارق عادات بکثرت ظہور میں آئے، اُن میں ایک یہ تھا، کہ آپ زرد کاغذ منہ میں ڈالتے جب نکالتے، تو روپیہ نکلتا، جو مستحقین پر صرف ہوتا۔

(۱۰) **شیخ محمد یوسف پیرزادہ ملتانی رح** آپ کو ملتان کی خلافت حاصل تھی، اس علاقہ گردونواح میں آپ نے نقشبندیہ طریقہ کو بہت رواج دیا، آپ عارف کامل تھے،

(۱۱) **خواجہ ارغون خطائی رح** آپ کو ملک خطا کی خلافت حاصل تھی، آپ کے ذریعہ سے وہاں دین اسلام کو بہت تقویت پہنچی تھی، حتیٰ کہ بہت سے سرکش امراء مسلمان ہوکر آپ کے مرید بن گئے تھے۔

(۱۲) **شیخ عطاء اللہ سورتی رح** آپ خلافت حاصل کرکے بندر سورت میں چلے گئے تھے، جہاں آپ کو خلافت عامہ نصیب ہوئی، آپ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک قرآن شریف جو طول میں دو گز اور عرض میں سوا گز تھا، خانقاہ شریف میں پڑا ہے۔

(۱۳) **خواجہ کلاں سمرقندی رح** آپ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کے قدیمی خلیفہ ہیں، حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ

نے آپ کو خلافت دیکر سمرقند بھیجدیا تھا، وہاں آپ نے سلسلۂ نقشبندیہ
کو بہت رواج دیا تھا۔

(۱۴) خواجہ عبدالرحمٰن فر آسمانیؒ فر آسمان ترکستان میں ایک علاقہ کا نام ہے، آپ
کو وہاں کی خلافت حاصل تھی، بہت سے لوگ آپ کے حلقۂ ارادت
میں داخل تھے، آپ سے بہت سے کرامات و خوارق ظہور میں آتے تھے،

(۱۵) شیخ علی یمنیؒ آپ کو یمن کی خلافت حاصل تھی، شاہ یمن آپ کا مرید تھا، بڑے بڑے علماء و مشائخ
آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل تھے۔

(۱۶) خواجہ معین الدین بدخشیؒ آپ کو بدخشاں کی خلافت حاصل تھی، اکثر اہل بدخشاں
آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل تھے، آپ اس ملک کے بڑے شیخ
شمار ہوتے تھے،

(۱۷) خواجہ محمد کاشف کاشغریؒ آپ کو کاشغر کی خلافت حاصل تھی، شاہ کاشغر بھی آپ کا
مرید تھا، اس ملک میں آپنے طریقۂ نقشبندیہ کو بہت رواج دیا۔

(۱۸) شیخ عمر وشافعی یمنیؒ آپ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کے بڑے خلیفہ ہیں، ملک یمن کے جیّد
علماء سے تھے، یمن میں آپ کا ارشاد بکثرت ہوا۔

(۱۹) خواجہ محمد صادق بخاریؒ آپ کو حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے خلافت دے کر

عرب میں بھیجا تھا، جہاں کثرت کے ساتھ اہل عرب آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے،

(۲۰) حاجی مصطفٰے جلال آبادیؒ آپ کا ارشاد جلال آباد میں بکثرت تھا،

(۲۱) حاجی ابو تراب رحؒ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے آپ کو خلافت دیکر ماوراء النہر بھیجدیا تھا، جہاں آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی، وہاں کے تمام خان اور بادشاہ آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے،

(۴) حضرت خواجہ محمد یحیٰی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے ساتویں فرزند ہیں، آپ کی ولادت ۱۰۲۴ھ ہجری میں ہوئی،

وجہ تسمیہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے آپ کے زمانہ ولادت سے قبل ایک خواب دیکھا تھا، کہ ہاتف غیبی نے آواز دی ہے، کہ آپ کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوگا، جس سے آپ کا نام روشن ہوگا، جب وہ لڑکا پیدا ہو جائے، تو اس کا نام محمد یحیٰی رکھنا۔

چنانچہ جب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے گھر لڑکا پیدا ہوا، تو آپنے اس کا نام رویائے صادقہ کی بناء پر محمد یحیٰی رکھا،

آپ شاہ جیوؒ کے نام سے مشہور تھے اس کی وجہ یہ تھی، کہ ایک روز شاہ کمالؒ کے پوتے شاہ سکندر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت

مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سے درخواست کی، کہ اپنا ایک بیٹا مجھے عنایت فرما دیں، اتفاقاً اسوقت حضرت شیخ محمد یحییٰ موجود تھے، آپ نے فرمایا، اسی کو لے لو، شاہ سکندر رحمۃ اللہ علیہ نے آپ پر اپنی نسبت کا القا کیا، اور فرمایا، کہ آج سے انہیں شاہ جیو کے نام سے پکارا کرو۔

تحصیل علم

حفظِ قرآن مجید آپ استعداد عالی رکھتے تھے، آپ کی قوت حافظہ اسقدر تیز تھی، کہ آٹھ سال کی عمر میں آپ نے قرآن شریف حفظ کر لیا تھا،

علم شریعت اسی طفولیت کے زمانہ میں آپ علم معقول و منقول سے بالکل فارغ ہو گئے تھے، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ آپ پر بہت ہی مہربان تھے، اور فرمایا کرتے تھے، کہ میرے اس فرزند کی استعداد بہت ہی بلند ہے،

ایک دفعہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے سفر اجمیر سے مراجعت کی، اور بعض خادم دو تین منزل آپ کے استقبال کے لئے گئے، تو حضرت خواجہ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ہمراہ لیگئے جب آپ کو معلوم ہوا، کہ والد بزرگوار تو کسی سبب سے تین چار روز بعد سرہند جائیں گے، تو آپ نے اُن سے رخصت ہونے کی اجازت لی، آپ نے فرمایا، بیٹا! اتنی جلدی کیوں واپس جاتے ہو؟ عرض کیا کہ اگر یہ چند دن میں سبق نہیں پڑھونگا تو میرا فلاں ہم سبق مجھ سے

آگے بڑھ جائیگا، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ یہ گفتگو سنکر بہت خوش ہوئے، اور فرمایا، کیوں نہیں، یہ طبقۂ علماء سے ہے،

حلیہ حضرت خواجہ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کا حلیہ، قد و قامت رفتار گفتار، چشم و ابرو سب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سے مشابہت تام رکھتے تھے،

تزویج آپنے حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ قدس سرہ العزیز کے فرزند حضرت خواجہ عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ عرف خواجہ کلاں کی دختر فرخندہ اختر سے شادی کی تھی، آپ کی تمام اولاد اسی خاتون کے بطن سے ہے،

وفات آپ کی وفات ۲۷ جمادی الثانی ۱۰۹۶ھ ہجری کو ہوئی،

مدفن آپ کو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مقبرہ کے برابر مغرب کی جانب دفن کیا گیا۔

اولاد

آپ کی ایک صاحبزادی اور تین صاحبزادے تھے، صاحبزادوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(۱) شیخ ضیاء الدینؒ (۲) شیخ زین العابدینؒ (۳) شیخ محمد امامؒ۔

تفصیلی حالات

(۱) **شیخ ضیاء الدینؒ** آپ حضرت شیخ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے فرزند ہیں، حضرت خواجہ

محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے، باطنی سلوک آپ نے حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پورا کیا۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے پوتوں میں آپ نے سب سے اخیر دنیا سے رحلت فرمائی، آپ کا وصال ۱۱۴۶ھ ہجری میں ہوا، وصال کے بعد آپ اپنے والد بزرگوار کے گنبد میں مدفون ہوئے۔

آپ کے دو لڑکے اور چار لڑکیاں تھیں، لڑکوں کے نام یہ ہیں۔

(۱) شیخ حسن علی معروف بہ شاہ چراغ رح (۲) شیخ شاہ احمد رح۔

(۲) شیخ زین العابدین رح

آپ حضرت خواجہ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے فرزند ہیں، شیخ فقیر اللہ کے نام سے مشہور تھے، شریعت و طریقت کے بڑے پابند تھے اپنے وقت کے عالم تھے، ۱۱۲۰ھ ہجری کو رحلت فرماگئے۔

آپ کے سات صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تھیں، صاحبزادوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(۱) شیخ نور الاحد رح (۲) شیخ رضوان اللہ رح (۳) شیخ محمد روشن ضمیر رح (۴) شیخ محمد درویش رح (۵) شیخ شاہ گدا رح (۶) شیخ ضیاء احمد رح (۷) شیخ رضی الدین رح

(۳) شیخ محمد امام رح

آپ حضرت خواجہ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کے تیسرے فرزند ہیں، آپ کے ہاں کوئی لڑکی لڑکا نہیں ہوا۔

(۵) حضرت خواجہ محمد فرخ رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے چوتھے فرزند ہیں، آپ

گیارہ سال کی عمر میں اس دار فانی سے رحلت فرما گئے تھے، اس چھوٹی سی عمر میں آپ سے عجیب و غریب خوارق ظہور میں آئے۔

(۶) حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے پانچویں فرزند ہیں، آٹھ سال کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہکر اس جہان سے رخصت ہو گئے تھے،

آپ کا نام محمد عیسیٰ رکھنے کی وجہ یہ تھی، کہ جس وقت آپ شکم مادر میں تھے، تو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے کشفی حالت میں دیکھا، کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے ہیں، اور فرما رہے ہیں، کہ آپ کے گھر میں ایک فرزند تولد ہوگا، اسکا نام ہمارے نام پر رکھنا۔

(۷) حضرت خواجہ محمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے چھٹے فرزند ہیں، دو سال کی عمر میں وفات پا گئے تھے،

صاحبزادیوں کے تفصیلی حالات

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی صاحبزادیاں جیسا کہ بیان ہو چکا ہے، تین تھیں۔

(۱) بی بی رقیہ آپ حالت شیر خوارگی میں فوت ہو گئی تھیں۔

(۲) اُمّ کلثوم | آپ چودہ سال کی عمر میں اس جہان سے رخصت ہو گئی تھیں۔

(۳) خدیجہ بانو | آپ صاحب اولاد تھیں، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے بھتیجے شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کی منسوبہ تھیں، آپ کے تین بیٹے اور سات بیٹیاں تھیں۔

اولاد

(۱) شیخ غلام محمدؒ | آپ خدیجہ بانو کے بڑے بیٹے ہیں، نہایت صالح، متقی، پرہیزگار اور متدین تھے، باطنی سلوک آپ نے حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاصل کیا، آپ کا صرف ایک ہی بیٹا تھا، جو زمانہ طفولیت ہی میں فوت ہو گیا تھا۔

(۲) شیخ عبد اللطیفؒ | آپ بی بی خدیجہ بانو کے دوسرے فرزند ہیں، آپ نے حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ سے سلوک باطنی حاصل کرنے کے علاوہ حضرت خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت سے بھی استفادہ کیا تھا، آپ کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں، بیٹوں کے نام یہ ہیں،

(۱) شیخ محمد موسیٰؒ (۲) شیخ عبد الحقؒ (۳) شیخ زین العابدینؒ۔

(۳) شیخ حاجی فضل اللہؒ | آپ بی بی خدیجہ کے تیسرے فرزند ہیں آپ نے باطنی سلوک حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت سے حاصل کیا، آپ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے منسوب تھے، جن سے تین لڑکے اور دو لڑکیاں ہوئیں۔

مشاہیر خلفاء

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے خلفاء تو بہت سے ہیں، لیکن یہاں صرف مشاہیر کا تذکرہ کیا جائیگا۔

تعداد خلفاء کہتے ہیں، کہ آپ کے تمام خلفاء پانچہزار[1] تھے،

تعداد مریدین اور سوائے خلفاء اور صاحبزادوں کے مریدین کی تعداد نو لاکھ تھی۔

تفصیلی حالات

مناسب معلوم ہوتا ہے، کہ مشاہیر خلفاء کے حالات ذرا تفصیل کے ساتھ قلمبند کئے جائیں۔

(۱) حضرت خواجہ میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ

آپکے والد ماجد آپ کے والد ماجد حضرت سید شمس الدین یحیٰی المعروف بہ میر بزرگ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو تقویٰ، طہارت، نسبت، حضور اور صفا میں مشاہیر وقت سے تھے میر بزرگ کو لوگ میر بلبل بھی کہا کرتے تھے، اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ تلاوت قرآن مجید کرتے تھے، تو بلبلیں آپ کے گرد جمع ہو جایا کرتی تھیں۔

---

[1] بعض نے انکی تعداد کم بتائی ہے، اور بعض نے زیادہ واللہ اعلم بالصواب ۱۲

میر بزرگ رحمۃ اللہ علیہ نے نسبت ارادت ایک موزہ دوز درویش سے حاصل کی تھی، جو سلسلۂ عشق میں صاحب حالات و کرامات تھا، یہ درویش سمرقند کی ایک خانقاہ میں رہتا تھا۔

اس درویش کے علاوہ میر بزرگ نے حضرت شیخ قاسم کرمنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت سے بھی استفادہ کیا، اور ان کے نام سے ایک رسالہ بھی تالیف کیا۔

مولد و مسکن میر بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کا مولد و مسکن بدخشان تھا، آخر عمر میں آپ وطن کو خیرباد کہہ کر کابل چلے آئے تھے، اور وہیں ۹۹۴ھ ہجری میں آپ کا انتقال ہو گیا۔

ولادت آپ کے فرزند ارجمند حضرت خواجہ میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ ۹۷۷ھ ہجری میں سمرقند میں پیدا ہوئے۔

وجہ تسمیہ آپ کا نام محمد نعمان رکھنے کی وجہ یہ ہوئی، کہ آپ کی ولادت سے قبل آپ کے والد ماجد نے ایک خواب دیکھا تھا، کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے ہیں، اور فرما رہے ہیں، کہ تمہارے گھر میں ایک سعادت مند لڑکا تولد ہوگا، اس کا نام ہمارے نام پر رکھنا۔

بن صبا زمانۂ طفولیت ہی سے آپ کی جبین صلاحیت آگین سے آثار تقدس نمایاں تھے، چنانچہ بچپن ہی سے آپ اکثر فقراء کی صحبت کو پسند کرتے تھے،

ایک جگہ آپ فرماتے ہیں، کہ طفولیت کے زمانہ میں مجھے غور و فکر اور حیرت و استعجاب لاحق ہوا کرتا تھا، جب مجھے فقراء کی خدمت میں رہنے

کا موقع ملا، اور مراقبہ وغیرہ کی حقیقت سے آگاہی ہوئی، تو میں اس نتیجہ پر پہنچا، کہ وہ فکر اور وہ چیز میں اس راہ کے شعبے ہیں۔

اوائل ریعان آپ ابتدائے شباب میں بلخ پہنچکر حضرت امیر عبداللہ بلخی عشقی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُن سے استفادہ کیا، پھر وہاں سے رخصت ہو کر ہندوستان پہنچے یہاں آکر فقراء اور مشائخ کی جستجو اور تلاش شروع کی، آخر آپ کے طالع ہمایوں نے آپ کو حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچایا

حلقۂ ارادت حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کمالِ مہربانی سے آپ کو اپنے حلقۂ ارادت میں داخل کر کے ذکر و مراقبۂ طریقۂ نقشبندیہ سے مشرف کیا،

اس کے بعد آپ نے مع عیال واطفال کے حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کے پاس ہی استقامت اختیار کر لی، اور کچھ عرصہ کے بعد حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کے منظورِ نظر ہو گئے،

حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کے بعض مخلص امراء نے آپ سے التماس کی، کہ چونکہ خانقاہ کے بعض فقراء کو فقر و فاقہ کی بہت تکلیف پہنچتی ہے، اس لئے اگر ارشاد ہو، تو ہر ایک کا وظیفہ مقرر کر کے ہم سعادت دارین حاصل کریں، حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے چند افراد کے لئے یہ رائے تجویز کی، اُسی وقت کسی نے آپ سے میر محمد نعمان رحمۃ اللہ کا ذکر کر کے عرض کیا، کہ میر صاحب کو کثرت اہل و عیال کے باعث بہت تکلیف رہتی ہے، ان کے لئے بھی اگر کچھ وظیفہ مقرر ہو جائے، تو بہت ہی بہتر ہوگا۔

خواجہ علیہ الرحمۃ نے جب یہ سُنا، تو فرمایا، کہ میر صاحب ہمارے جزو بدن ہیں، ہم اُنکو ان اُمور کے نزدیک تک نہیں جانے دینگے۔

حضرت خواجہ میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ جب میں نے یہ سُنا، کہ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے میرے متعلق یہ الفاظ فرمائے ہیں تو میری اُمیدیں بندھ گئیں۔

سکریات نیز آپ فرماتے ہیں، کہ اِس فرمان کے چند روز بعد مجھہ پر بعض خلاف شرع حالات سُکریہ غالب آگئے، میں نے ہرچند کوشش کی، کہ دفع ہو جائیں، لیکن دفعہ نہ ہوئے ناچار قصد کیا، کہ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بیان کروں، جب میں مسجد میں پہنچا، تو نماز تیار تھی، میں ایک صف کے کنارے کھڑا ہوگیا، حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ اس صف کے دوسرے کنارے پر کھڑے تھے، اچانک میری نظر آپ پر اور آپکی نظر مجھہ پر پڑی، بس آنکھوں کے دوچار ہوتے ہی یہ سکریات مجھہ سے مسلوب ہو گئے۔

حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ نیز آپ بیان کرتے تھے، کہ جب حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ العزیز نے اپنی حیات کے آخری ایام میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو اجازت ارشاد عطا فرمائی، اور تمام مرید آپ کے حوالے کر دیئے، تو فرداً فرداً سب کو بُلا کر آپ نے رخصت کیا، اور فرمایا، کہ حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی موجودگی میں تم میری طرف توجہ نہ کیا کرو، اس ضمن میں آپ نے اِس فقیر محمد نعمان کو بھی بلایا، اور حضرت مجدّد علیہ الرحمۃ کی خدمت میں رہنے کے لئے ارشاد فرمایا، میں نے اس

بارے میں ذرا تامل کیا، حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے ناراض ہوکر فرمایا کہ میاں! کس خیال میں ہو، حضرت شیخ احمد تو وہ آفتاب ہیں، جن کے سامنے ہم جیسے ہزاروں ستارے بالکل ماند ہیں، الغرض پھر تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور تجدید کے ساتویں سال حلقۂ ارادت میں داخل ہوگیا۔

القائے نسبت اسی سال حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ بیمار ہو گئے، اور مرض نے غلبہ کیا، تو آپ نے بایں خیال کہ شاید یہ مرض آخری ہو، اور غلبۂ ضعف کی وجہ سے امانتِ خواجگان علیہم الرحمۃ اہل امانت کے سپرد کرنے کا موقع نہ ملے، حضرت خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ اور حضرت خواجہ میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ کو کو بلا کر اپنی نسبت خاصہ القا فرمائی۔

خلافت لیکن بعد ازاں جب آپ کو صحت ہوگئی، تو آپ نے میر صاحب کو خلافت عطا فرما کر ہدایت وارشاد کے لئے برہان پور بھیجدیا، جب میر صاحب رخصت ہونے لگے، تو ان کو اجازت نامہ بھی لکھکر دیدیا۔

اجازت نامہ وہ اجازت نامہ یہ ہے۔

هُوَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى نَبِيِّهٖ وَنُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهِ الْكِرَامِ وَبَعْدُ فَاِنَّ الْاَخَ الصَّالِحَ السَّالِكَ طَرِيْقَةَ اَهْلِ اللّٰهِ الْعَارِفَ بِاللّٰهِ السَّيِّدَ الْكَامِلَ مُحَمَّدَ نُعْمَانَ وَفَّقَهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَاِيَّانَا لِمَرْضَاتِهٖ لَمَّا دَخَلَ بِتَوَسُّطِ هٰذَا الْفَقِيْرِ فِيْ سِلْكِ اِرَادَةِ الْمَشَائِخِ النَّقْشَبَنْدِيَّةِ وَسَلَكَ طَرِيْقَتَهُمْ

الْعَالِيَةِ قَدَّسَ اللهُ تَعَالٰی اَسْرَارَهُمْ وَظَهَرَ مِنْهُ الْاِنْتِفَاعُ لِلطَّلَبَةِ اَجَزْتُهٗ بِتَعْلِيْمِ طَرِيْقَةِ هٰؤُلَاءِ الْاَكَابِرِ لِلطُّلَّابِ وَشَرْطُ الْاِجَازَتِ الْاِسْتِقَامَةُ عَلَى الشَّرِيْعَةِ وَالثَّبَاتُ عَلَى الطَّرِيْقَةِ وَالْحَقِيْقَةِ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى وَالْتَزَمَ مُتَابَعَةَ الْمُصْطَفٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهِ الصَّلٰوتُ وَالتَّسْلِيْمَاتُ

برہانپور میر صاحب دو دفعہ برہان پور گئے، لیکن آپ کے طریقہ نے وہاں چنداں رواج نہیں پایا، کیونکہ وہاں شیخ محمد فضل اللہؒ اور شیخ عیسیٰؒ جیسے صاحب حال و قال، بڑے بڑے مشائخ موجود تھے، جن کے ہزار ہا مرید تھے۔

مراجعت اس لئے میر صاحبؒ حضرت مجدد الفِ ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں واپس چلے آئے۔

روانگی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے آپ کو پھر تیسری مرتبہ روانہ کیا، اور فرمایا، کہ اب کی دفعہ ایسا نہ ہوگا،

کامیابی چنانچہ اس دفعہ جب آپ برہانپور پہنچے، تو کیا اُمراء اور کیا فقراء، کیا علماء، اور کیا مشائخ، اور کیا عوام اور کیا خواص سب کے سب آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہونے شروع ہو گئے، آپکی مجالس کی تو یہ کیفیت تھی، کہ جب لوگ دُور سے بھی آپ کی مجلس دیکھ لیتے، تو یکایک اُن کے قلوب میں جذبہ پیدا ہو جاتا، اور غلبۂ شُکر کے باعث کپڑے چاک کرکے مرغ بسمل کی طرح خاک پر لوٹنے لگتے۔

یہ کیفیت ملاحظہ کرکے بعض مشائخ وقت کے مرید بھی آپ کے

حلقۂ استفاضہ میں داخل ہوئے،

میر صاحب رح کا مرتبہ اسی اثناء میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا ایک عنایت نامہ میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نام پہنچا، جسمیں آپنے تحریر فرمایا، کہ ایک روز میں نماز صبح کے بعد دوستوں کے حلقہ میں بیٹھا ہوا تھا، کہ آپ کیطرف توجہ پیدا ہوئی، اور ظلمات اور کدورات محسوسہ کے دفع کرنے میں کوشش کرنے لگا، یہاں تک کہ تمہارا ہلال کمال بدر کامل ہوگیا۔

میر صاحب رح کا خواب میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے جامع مسجد برہانپور میں خواب میں دیکھا، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع خلفائے کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین تشریف فرما ہیں، اور حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مخاطب ہوکر فرما رہے ہیں، کہ جو شخص شیخ احمد کا مقبول ہے، وہ میرا مقبول ہے،

کرامات

میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بہت سی کرامات مشہور ہیں، ان میں سے دو تین بطور مشتے نمونہ از خروارے درج ذیل ہیں،

مال حلال و حرام میں تمیز خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ کسی ایک شخص نے میر صاحب رح کی دعوت کی، میر صاحب نے اس کو کسب حلال سے کھانا تیار کرنے کے لئے تاکید فرمائی، اس شخص نے جاتے ہی بکری

ذبح کی، ایک گھڑی کے بعد شور مچ گیا، کہ بکری میں کیڑے پڑ گئے ہیں اور گوشت سے ہڈی تک پہنچ گئے ہیں، جب میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سُنا، تو فرمایا، کہ یہ بکری کسب حلال سے معلوم نہیں ہوتی، چنانچہ جب تحقیق و تفتیش کی گئی، تو معلوم ہوا، کہ اس شخص کے ایک دوست نے جو شاہی ملازم تھا، وہ بکری کسی اپنے ماتحت ملازم سے جبراً چھین کر بھیجی تھی،

برات کا گم ہونا ایک رات میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ تہجد کی نماز ادا کر رہے تھے، کہ اتنے میں ایک برات ڈھول، نقارے اور باجے کے ساتھ گاتی بجاتی آپ کے مکان کے پاس سے گذری، آپ کے حضور قلبی میں جو فرق آیا، تو فوراً اسلام پھیر سامنے پڑے ہوئے ایک برتن کو اوندھا کر دیا، اس کو اوندھا کرنا تھا، کہ وہ برات مع ساز و سامان غائب ہو گئی، اس کو کچھ عرصہ گذر گیا، اور آپ برتن کو سیدھا کرنا بھول گئے، لوگوں میں برات کے گم ہونیکا چرچا ہو گیا، آپنے جب سُنا، تو فرمایا، یہ میرا ہی قصور ہے، فوراً وہ برتن سیدھا کر دیا، بس سیدھا کرنا ہی تھا، کہ برات ویسے ہی نمودار ہو گئی، اور اسی شور و غوغا سے گاتی بجاتی روانہ ہوئی۔

سلب مرض تربیت خان نے اپنے بیٹے سیف خاں کو میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نذر کیا ہوا تھا، زمانۂ طفولیت میں اس لڑکے کو چیچک نکل آئی تھی، میر صاحب نے جب توجہ کی، تو فوراً مرض دور ہو گیا، اور اس کا کوئی نشان تک باقی نہ رہا۔

مکتوبات میں میر صاحبؒ کا تذکرہ

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اپنے اکثر مکتوبات میں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کیا ہے، اور آپ کے بہت سے سوالوں کے جوابات ان مکتوبات میں دیئے ہیں،

(۲) شیخ طاہر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے بڑے خلفاء سے ہیں، آپ صاحب ریاضت و مجاہدہ تھے، تشرع و اتباع، تبتّل و انقطاع، فقر و قناعت اور انکسار و مسکنت میں یگانۂ وقت تھے کسی اہل دنیا کو اپنے پاس تک نہیں پھٹکنے دیتے تھے۔

ظاہری علم علم ظاہری انتہائی درجہ تک حاصل تھا، قرآن شریف ازبر تھا، تجوید و قراءت سے پڑھا کرتے تھے،

حضرت مجدد الف ثانیؒ جب آپ کو خدا طلبی اور سلوک طریقت کا شوق دامنگیر ہوا، تو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پہنچے، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے آپ کو نقشبندیہ، قادریہ اور چشتیہ سلسلوں کی اجازت عنایت فرما کر لاہور روانہ کیا، وہاں آپ افادۂ طلبہ علوم دینی و افاضۂ سالکان میں مشغول رہے۔

اکثر دفعہ آپ درویشان خرقہ پوش کے ساتھ لاہور سے پیادہ پا حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی زیارت کے لئے سرہند

آیا کرتے تھے

لاہور میں کثرت کے ساتھ لوگ آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل تھے صبح و مسا ہمیشہ آپ کی مجلس گرم رہتی تھی ،

(۳۲) شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے خلفاء سے ہیں ابتدائے زمانہ میں آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں تلویح ، توضیح پڑھا کرتے تھے ، اور درویشوں کے چنداں معتقد نہ تھے ، بلکہ نماز کے بھی اتنے بڑے پابند نہ تھے -

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا روحانی اثر

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو جب معلوم ہوا ، تو آپ نے انہیں بلا کر وجہ پوچھی ، انہوں نے عرض کیا کہ اگر حضور توجہ باطنی سے مجھے راہ راست پر لے آئیں ، تو ممکن ہے ، ورنہ صرف نصیحت سے یہاں کچھ نہیں بنتا ، حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے فرمایا ، بہت اچھا ، کل اسی نیت سے میرے پاس آنا ، جب دوسرے روز حاضرِ خدمت ہوئے ، تو آپ نے خلوت میں طلب کرکے ذکرِ قلبی کی تعلیم دی ، اور ان کے دل پر توجہ کی ، جس سے بیخود ہوکر زمین پر گر پڑے لوگ انکو اٹھا کر گھر لائے ،

سلوک باطنی

دوسرے دن جب ہوش آیا ، تو انہوں نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خانقاہ میں رہکر سلوک باطنی شروع کیا -

خلافت پھر سلوک باطنی کے ختم ہونے کے بعد خلافت پائی، اور اپنے وطن باوف سہارنپور کو رخصت ہوگئے، وطن پہنچکر آپ نے کنج تنہائی اختیار کیا، اور یاد الہٰی میں مشغول ہوگئے،

حفظ قرآن مجید انہی ایام میں آپنے قرآن شریف حفظ کیا۔

افاضۂ طالبان اس کے بعد آپ افادہ وافاضہ وارشاد وہدایت طالبان میں مشغول ہوئے، کچھہ مدت کے بعد حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے فرمان کے مطابق آگرہ تشریف لے گئے، وہاں مسکان شہر کثرت سے آپکے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے۔

(۴) شیخ نور محمد پٹنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے خلفاء سے ہیں، ظاہری اور باطنی علوم کے جامع تھے،

انتخاب شیخ اوائل ریعان میں جب آپ تحصیل علوم سے فارغ ہوئے، تو آپنے اپنی سب ہمت، اپنی سب سعی اور اپنی سب کوشش سلوک طریقت کی طرف صرف کی، ہندوستان کے بہت سے مشائخ کے پاس پہنچے، لیکن مطلب کسی سے حل نہ ہوا، آخر جب حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پہنچے، تو سمجھہ گئے میرا عقدہ یہیں وَا ہوگا، میری گرہ یہیں کھلیگی، میرا مرحلہ یہیں طے ہوگا، میری امیدیں یہیں برآئیں گی،

سلوک پھر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں رہکر آپنے

باطنی سلوک پورا کیا، اور خلافت حاصل کی،

رخصت پھر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے شیخ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ کو اجازت تعلیم دے کر شہر پٹنہ کی طرف رخصت کیا، لیکن آپ وہاں پہنچکر بوجہ غلبۂ تفرید جنگلوں، بیابانوں، غاروں اور ویرانوں میں پھرتے رہے، اور صحبت خلق سے مجتنب رہے۔

جب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو خبر ہوئی، تو آپ نے تہدید آمیز حکم ان کی جانب لکھا، اور تاکید کی کہ شہر میں رہو،

آخر آپ نے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے ارشاد کے مطابق شہر کی جانب دریائے گنگا کے کنارے گھانس پھونس کا ایک جھونپڑا بنایا لیکن جھونپڑے کے ساتھ ایک مسجد بھی تعمیر کروائی، اور مع عیال و اطفال اس جھونپڑے میں رہنے لگے، اور افادہ علوم دینیہ میں مشغول ہو گئے،

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ میں نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مخلص اصحاب سے سُنا ہے، کہ آپ فرمایا کرتے تھے، کہ شیخ نور محمد رجال الغیب سے ہیں

(۵) شیخ حمید بنگالی رحمۃ اللہ علیہ

مسکن آپ کا اصل وطن بنگالہ تھا، علوم دینیہ کی تحصیل آپ نے لاہور میں کی،

حلقۂ ارادت آپ نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سے

حلقۂ ارادت میں داخل ہونے کا قصہ عجیب و غریب ہے، وہ یہ کہ آپ صوفیاء اور علم تصوف کے منکر تھے،

آگرہ چنانچہ جب آپ لاہور سے فارغ التحصیل ہو کر وطن مالوف کو جانے لگے، تو اثنائے راہ میں آگرہ ٹھیرے، آگرہ میں آپ کا جائے قیام مفتی خواجہ عبد الرحمٰن کے قرب و جوار میں تھا اچانک انہی ایام میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سرہند سے آگرہ تشریف لائے، مفتی عبد الرحمٰن نے شیخ حمید سے آپ کا تذکرہ کیا، شیخ حمید نے جب سُنا، تو مفتی عبد الرحمٰن کے قرب و جوار کو چھوڑ کر دوسری جگہ چلے گئے، کیونکہ وہ کسی صوفی (کو) ملنا پسند نہیں کرتے تھے، ایک دن شیخ حمید مفتی صاحب کے مکان پر ایک کتاب مطالعہ کر رہے تھے، کہ اوپر سے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ آ گئے،

توجہ آتے ہی آپ نے فرمایا، شیخ حمیدؒ یہاں بیٹھے ہو؟ یہ کہکر آپ نے شیخ حمیدؒ کی طرف توجہ کی، پھر اُٹھکر چل دیے، شیخ حمید پر ایسی بیخودی طاری ہوئی، کہ کجا آپ کی ملاقات کو پسند نہیں کرتے تھے اب دیوانوں کی طرح آپ کے پیچھے پیچھے ہو لئے،

جب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ قیام گاہ میں داخل ہو گئے تو شیخ حمیدؒ دروازہ پر گھنٹوں حیران و پریشان کھڑے رہے،

القائے نسبت پھر کچھ عرصہ بعد حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے آپ کو طلب کر کے جذبہ و نسبت سے مشرف کیا

رجعت جب آپ سرہند واپس ہوئے، تو شیخ حمید پیادہ پا آپ کے ساتھ سرہند گئے۔

خلافت پھر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے آپکو بنگال کی خلافت عطا کرکے روانہ فرمایا، جاتے وقت آپنے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ سے عرض کیا، کہ مجھے آپ اپنی پاپوش عنایت فرماویں، آپنے درخواست منظور کی، اور اپنی استعمال شدہ پاپوش انکو دیدی، چنانچہ وہ پاپوش آج تک ملک بنگال کے منگل کوٹ میں موجود ہے۔

کامیابی آپ کو اس ملک میں بہت کامیابی ہوئی، ہزارہا لوگ آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے،

(۶) شیخ مزمل رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے قدیمی خلفاء میں سے تھے، اکثر سفر وحضر میں آپکی خدمت میں رہے ہیں، اور آپ کے خاص الطاف وعنایات سے مشرف وممتاز ہوئے ہیں، حسن سیرت ومکارم اخلاق میں یگانہ اور انکسار وایثار نفس میں منفرد وقت تھے،

آپکے متعلق حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی رائے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ ہمیشہ یاروں کے آگے آپ کے سلوک کی تعریف وتوصیف کیا کرتے تھے، بلکہ کئی ایک مخلصوں کے نام تو آپکی تعریف وتوصیف پر مشتمل مکاتیب بھی لکھے، چنانچہ ایک مکتوب میں اپنے کسی مخلص کو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں، کہ تمہارے لئے شیخ

لہ اصل عبارت یہ ہے، میاں شیخ مزمل شمارا مغتنم است وامثال ایں عزیز الوجود اعز من الکبریت الاحمر ۱۲ منہ رح

مزمل رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کافی ہے، اس قسم کے لوگ سُرخ[1] گندھک کی طرح نہایت ہی عزیز الوجود اور نایاب ہوتے ہیں

انتقال شیخ مزمل رحمۃ اللہ علیہ کے مخلصوں سے مروی ہے، کہ ایک روز آپ پہاڑ پر شکار کے لئے گئے ہوئے تھے، اتفاقاً جب ایک غار کے قریب آئے، تو پاؤں پھسل گیا، اور آپ غار میں جا پڑے، ہر چند کوشش کی، لیکن باہر نہ نکل سکے، اور داعی اجل کو لبیک کہکر راہی ملک بقا ہوئے،

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اسوقت سرہند میں تشریف فرما تھے، بیٹھے بیٹھے خدام کو فرمایا، معلوم ہوتا ہے، کہ شیخ مزمل کسی ہولناک جگہ گر گئے ہیں، اور ہاتھ پاؤں مارتے ہیں، لیکن نکل نہیں سکتے، آخر چند روز بعد ایک صحرائی نے شیخ مزمل کو غار میں پڑا دیکھا، اور لوگوں کو جاکر خبر دی، انہوں نے آپ کو غار سے نکالا،

جب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے آپکے انتقال کی خبر سنی، تو رنج والم کا اظہار کیا، اور فاتحہ و دعا سے یاد و شاد فرمایا،

تاریخ وصال آپ کا انتقال سنہ ۱۰۲۲ ہجری میں ہوا تھا،

(۷) شیخ طاہر بدخشی رحمۃ اللہ علیہ

آپ فوج میں سپاہی کے عہدہ پر ملازم تھے،

رویائے صادقہ ایک دفعہ آپ فوج کی معیت میں ایک قلعہ پر چڑھائی کرنے کے لئے جا رہے تھے

[1] سرخ گندھک اکسیر کا حکم رکھتی ہے، ۱۲ منہ

کہ اثنائے راہ میں آپنے بوقت شب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مع خلفائے اربعہ کے خواب میں دیکھا، کہ فرما رہے ہیں، کہ طاہر! ملازمت کو ترک کرکے فقر و تجرد اختیار کرو،

ترک ملازمت جب آپ خواب سے بیدار ہوئے، تو ترک ملازمت کا عزم مصمم کرلیا، اور ہر وقت و ہر ساعت اسی دھن، اسی خیال اور اسی کوشش میں لگے رہے، کہ کسی طرح موقع پاکر فوج سے بھاگ جاؤں۔

فرار چنانچہ جب اثنائے راہ میں لشکر ایک جزیرہ کے قریب پہنچا، تو آپ گھوڑے سے اتر پڑے، اور جزیرہ کی جانب ہولئے رفقاء نے خیال کیا، کہ شاید قضائے حاجت کے لئے گئے ہیں، بہت مدت تک آپکا انتظار کیا، لیکن جب دیکھا، کہ بہت دیر ہوگئی ہے، اور نہیں آئے، تو آپکی تلاش کی، آدمی پیچھے دوڑائے، اگرچہ سب کچھ بیسود و بیفائدہ نکلا، کیونکہ آپ روپوش ہوگئے تھے،

ایک دہقان سے ملاقات شیخ طاہر جب فوج سے علیحدہ ہوکر جزیرہ پر پہنچے، تو وہاں ایک دہقان سے ملاقی ہوئے، اسے اپنا فوجی لباس اتار کر دیدیا، اور اس کی گدڑی آپ پہن لی،

تلاش فقراء پھر اس علاقہ کے فقراء کی جستجو میں نکلے اور بہت سے درویشوں سے ملاقات کی،

زوجہ سے ملاقات اس کے بعد آپ گھر لوٹ آئے، اور اپنی زوجہ سے کہا، میں نے تو ملازمت

کو ترک کرکے فقیری اختیار کری ہے، بتا! تیری اس بارہ میں کیا رائے ہے؟ زوجہ نے کہا: مجھے تم سے ہر طرح اتفاق ہے،

اختیار فقر

چنانچہ زوجہ نے بھی تمام مال و اسباب کو خیرباد کہہ کر گدڑی پہن لی، اور کمر ہمت باندھ کر شوہر کے ساتھ ہو گئی،

ایک صاحب دل

پھر دونوں ایک ولی اللہ کی خدمت میں پہنچے، اس ولی اللہ نے کہا، معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں نقشبندیوں سے فیض پہنچیگا،

دہلی کی جانب روانگی

چونکہ اُن دنوں طریقہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کا عام شہرہ تھا، اس لئے شیخ طاہر رحمۃ اللہ علیہ زوجہ سمیت دہلی روانہ ہوئے، لیکن آپ کے دہلی پہنچنے سے قبل حضرت خواجہ باقی باللہ رحلت فرما گئے،

جب آپ نے یہ خبر سُنی، تو سخت حیران و پریشان ہوئے،

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ

آخر ہادی توفیق نے آپ کی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی طرف رہنمائی کی،

ذکر و انابت

چنانچہ آپ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر ذکر و انابت سے مشرف ہوئے،

آپ نہایت سادہ لوح تھے، چنانچہ جب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ علوم و معارف بیان فرماتے، تو آپ نعم، ہاں، درست

بجا وغیرہ کلمات کہکر بہت زور سے سر ہلاتے ،

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ معارف کے بیان کے وقت بسا اوقات فرمایا کرتے تھے ، کہ ایسا معلوم ہوتا ہے ، کہ یہ اسرار مولٰنا طاہر پر وارد ہورہے ہیں ، اور ہم ان کے مترجم ہیں ،

خلافت جب آپ احوال وجذبات سے آراستہ وپیراستہ ہو گئے ، تو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے آپ کو خلافت عطا کرکے اجازت تعلیم دی ، اور جونپور رخصت کیا ،

لیکن شیخ طاہر رحمۃ اللہ علیہ نے وہاں جاکر نشست وبرخاست طرح وضع ایسی اختیار کی ، کہ طالبوں نے آپکی طرف بہت کم رجوع کیا

عریضہ چنانچہ آپنے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں ایک عریضہ بھیجا ، جسمیں یہ تحریر کیا ، کہ طالبوں کو فقیر کی جانب رجوع نہیں ہے ،

جواب اس کے جواب میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے ایک مکتوب لکھا ، کہ جب کوئی طالب تمہارے پاس آئے ، تو لازمی ہے کہ تم خالصًا لوجہ اللہ اس کی تعلیم وتربیت میں مشغول ومصروف ہوجاؤ اور طالبوں کی کشش وتوجہ کے لئے ایسی راہ سنت اختیار کرو ، جس سے لوگونکی طبیعت متنفر ہو ، جب آپکو یہ مکتوب پہنچا ، تو آپنے عملی جامہ پہنایا پھر تو آپ کو بہت عروج حاصل ہوا ،

(۸) مولٰنا یوسف سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مخصوص خلفاء میں سے

تھے، آپ اُن اشخاص میں سے تھے، جنہیں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے سپرد کیا تھا آپ کے بارے میں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ سے خاص توجہ کے لئے سفارش کی تھی،

سلوک تھوڑے ہی عرصہ میں آپ نے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے یمن و برکات سے بہت کچھ فوائد حاصل کرلئے تھے،

وفات اثنائے سلوک میں اجل نے آپ کو آن دبایا، عین نزع کے وقت حضرت مجدد علیہ الرحمۃ آپ کے سرہانے کھڑے تھے، آپ نے بتضرع و حسرت عرض کیا، کہ حضور! اب تو صرف چند لمحے باقی ہیں، توجہ فرمائیں، کہ میرا کام سرانجام ہو،

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کشادہ دل ہوکر متوجہ ہوئے، کچھ دیر کے بعد سر اُٹھایا، اور فرمایا، کہ ہاں مولٰنا یوسف! کہو کیا حال ہوا ہے؟ مولٰنا یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے مسرت بھرے قلب سے فرمایا، کہ الحمد للہ جس چیز کا مدت سے طالب تھا، آج مل گئی،

اس کے چند منٹ بعد داعی اجل کو لبیک کہکر دار ابدی کی جانب رخصت ہوگئے، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

(۹) مولٰنا احمد برکی رحمۃ اللہ علیہ

برک برک کابل و قندہار کے درمیان ایک شہر کا نام ہے، آپ اس شہر کے جید علماء سے تھے،

ایک تاجر برک کا ایک تاجر ہندوستان آیا، تو حضرت مجدد الف ثانی

علیہ الرحمۃ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوگیا، اور جاتے وقت آپ کے مکاتیب سے کچھ اجزاء لیتا گیا،

جب اپنے شہر میں پہنچا، تو مولٰنا احمد برکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے اکابر ہندوستان کا حال دریافت کیا، اس نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی بہت تعریف کی، اور آپ کے مکتوبات کے اوراق مولٰنا کو دئے، مولٰنا نے بشوق تمام ان کا مطالعہ کیا، اور آپ کے علو حال سے واقف ہوکر سرہند روانہ ہوئے،

حلقۂ ارادت جب آپ کی خدمت میں پہنچے، تو آتے ہی بے اختیار حلقۂ ارادت میں داخل ہوگئے، اور با خلاص تمام ہر وقت آپکی خدمت میں حاضر رہنے لگے،

خلافت واجازت چنانچہ ایک ہی ہفتہ میں محض آپ کی عنایت و توجہات سے درجۂ کمال کو پہنچے، اور اجازت تعلیم حاصل کرکے وطنِ مالوف کو واپس ہوئے،

ارشاد وہدایت وطن پہنچکر ارشاد وہدایت طریقت میں مشغول ہوگئے، ہزار ہا لوگ آپ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوئے،

وفات ۱۰۲۶ھ ہجری میں مولٰنا نے رحلت فرمائی، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے آپ کے فوت ہونے کا بہت افسوس کیا۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اپنے مخصوص یاروں میں آپ کی بہت کچھ تعریف کیا کرتے تھے، چنانچہ مولٰنا کے دوستوں کو تعزیت نامہ

لکھتے ہوئے آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ اللہ تعالےٰ مولٰنا کی مغفرت کرے مولٰنا مرحوم[1] کا وجود اس وقت مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی آیات سے ایک آیت اور اُسکی رحمتوں سے ایک رحمت تھا،

(۱۰) مولٰنا حسن برکی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مولٰنا احمد برکی رحمۃ اللہ علیہ کے مخصوص یاروں میں سے تھے، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے مولٰنا احمد برکی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مکتوب میں لکھا تھا کہ مولٰنا حسن رح تمہارے ارکان دولت میں سے ہیں، اگر تمہیں کہیں سفر درپیش آئے، تو انہیں اپنا قائم مقام بنا جاؤ

مولٰنا حسن رح کا حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے حلقہ میں داخل ہونا

مولٰنا احمد برکی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد مولٰنا حسن رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپنے انہیں خلافت و اجازت دیکر خراسان روانہ فرمایا، جہاں ہزار ہا لوگ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے

(۱۱) مولٰنا صالح رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے قدیم خلفاء میں سے تھے، انکسار و افتقار اور عجز و غربت کے ساتھ موصوف تھے

[1] مکتوب کی اصل عبارت یہ ہے" وجود شریف مولٰنا در یوقت مر مسلمانان را آیتے بود از آیات حق جل و علا و رحمتے بود از رحمتہاے او تعالیٰ الخ ۱۲ منہ رح

کم گوئی آپ میں ایک خوبی یہ تھی، کہ آپ نہایت ہی کم گو تھے، ہر وقت سکوت کا عالم آپ پر طاری رہتا تھا،

وجہِ سکوت اگر کوئی آپ سے وجہِ سکوت دریافت کرتا، تو آپ زمین پر یہ شعر لکھ دیتے، کہ ؎

مُنِعَ اللِّسَانُ عَنِ الْکَلَامِ دِلَالَتُہٗ
سَبَبُ الرَّدٰی وَجَالِبُ الْاٰفَاتِ

یعنی زبان کو کثرتِ گفتگو سے اس لئے روکا گیا ہے، کہ وہ مہلکات کا باعث ہے، اور آفات کو کھینچنے والی ہے،

حلقۂ ارادت میں داخل ہونیکا سبب آپ فرمایا کرتے تھے، کہ جب مجھے علم طریقت کے حصول کا شوق دامنگیر ہوا، تو میں اکثر مشائخؒ سے جو قرب وجوار میں تھے، ملا، لیکن مطلقاً کوئی کشش اور کوئی جذبہ پیدا نہ ہوا، یہاں تک کہ ایک روز جمعہ کے دن آگرہ کی جامع مسجد میں میں نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی زیارت کی بمجرد آپ کی شکل مبارک دیکھنے کے میرے قلب میں ایک کشش اور جذبہ پیدا ہوا، میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا، اور ذکر قلبی تعلیم کرنے کے لئے التماس کی، آپنے نہایت مہربانی سے میری التماس قبول کی، میں مدت تک آپ کے آستانہ پر رہا، لیکن کم استعدادی کے باعث کوئی فتح وکشائش رونمود نہیں ہوئی، میں اپنی شومیٔ قسمت پر نہایت حیران تھا، کہ ماہ رمضان المبارک آیا، حضرت علیہ الرحمۃ اعتکاف میں بیٹھے جب آپنے دست مبارک دھوئے، تو میں غسالہ لیکر تنہائی میں گیا،

اور اُسے پی گیا، پیتے ہی میرے باطنی پردے کھل گئے، اور فتح و کشائش رونمود ہوئی،

خلافت جب مولٰنا صالح رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجدد الفثانی علیہ الرحمۃ کی توجہ سے درجۂ کمال کو پہنچے، تو خلافت واجازت حاصل کی، اور بہت سے طالبوں کو فیض پہنچایا،

تالیف مولٰنا نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے لیل ونہار کے وظائف مخدوم زادوں کے مشورے سے ایک جگہ جمع کیے ہیں، اس میں آپ تحریر فرماتے ہیں، کہ میں نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سے اُن وظائف کی اجازت مانگی، تو آپنے فرمایا، میاں! لائق اقتداء تو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعمال ہیں، جو کتب احادیث میں مذکور ہیں، میں نے عرض کیا، کہ حضور کے اعمال بھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال کے بالکل مطابق ہیں، تو فرمایا، کہ اچھا تمہیں اجازت ہے، لیکن یہ یاد رکھو، کہ اگر میرا کوئی قول یا عمل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق نہ ہو، تو اُسے فوراً ترک کردو،

وفات مولٰنا نے ۱۰۳۸ ہجری میں انتقال کیا،

(۱۴) مولٰنا محمد صدیق کشمی رحمۃ اللہ علیہ

مسکن آپ کا اصل وطن بدخشان تھا، عنفوانِ شباب میں ہندوستان آئے تھے،

دلچسپی سخن چونکہ آپ شعر وسخن سے خاص دلچسپی رکھتے تھے

اس لئے آپ نے محب الفقراء عبدالرحیم خان خاناں کی صحبت اختیار کی تھی، خان خاناں کو اس گروہ سے خاص تعلق تھا،

حلقۂ عقیدت آپ اُنہی اشخاص میں سے ہیں، جنہیں حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ قدس سرہٗ العزیز نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے حوالے کیا تھا،

خلافت جب آپنے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں سلوک پورا کیا، تو خلافت پائی،

حج بیت اللہ ۱۰۳۱ھ ہجری میں آپ متعلقین کی ایک جماعت کے ساتھ حج کے لئے گئے، اور حرمین الشریفین کی زیارت کے بعد ہندوستان واپس چلے آئے،

فقر و فاقہ چونکہ اس سفر میں آپ کے پاس زاد راہ بہت ہی قلیل تھا، اس لئے آپ کو حالت سفر میں فقر و فاقہ کی بہت تکلیف برداشت کرنی پڑی،

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے ساتھ آپ کا خاص تعلق مکتوبات شریف میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے آپ کے نام پر بہت سے مکتوبات تحریر فرمائے ہیں، آپ کو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے ساتھ خاص تعلق تھا، جس زمانہ میں آپ سفر حجاز میں تھے، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے ایک دن فرمایا، کہ میں بعض غیر حاضر دوستوں کی طرف متوجہ ہوا، مولانا محمد صدیق نظر آئے، وہ تمام محبت و اخلاص ہماری طرف متوجہ ہیں،

آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے علوم و معارف سے بہت واقفیت رکھتے تھے،

شعر و سخن آپ شعر و سخن میں کامل ملکہ رکھتے تھے، حقائق صوفیہ کے متعلق حضرت مولٰنا روم کی مثنوی کی طرز پر آپنے بھی ایک مثنوی لکھی ہے، اسکے علاوہ آپکی بہت سی نظمیں مشہور اور زبان زدِ خلائق ہیں،

ایک نظم آپنے خسرو شیریں کی طرز پر لکھی ہے، چنانچہ اس کے چند اشعار درج ذیل کئے جاتے ہیں،

بتنہائی چنیں میلِ دلم چیست؟
وزیں تنہا نشستن حاصلم چیست؟
سگم من در سگی معذور باشم
بدیں عذر از خلائق دور باشم
غلط گفتہ اگر سگ داند ایں راز
کہ خود را کردہ ام نسبت باو باز
ز ننگِ ایں سخن افغاں برآرد
کہ بدعہدی ز ما خود را شمارد
سگاں خود صاحبِ خود را شناسند
بسے از ناشناسائی ہراسند
نہ خود را می شناسد نے خدا را
چرا بدنام سازد نسلِ ما را
دریں مدت کہ عمر من بسر شد

نہ از کفرم نہ از دینم خبر شد
نہ دانم بر چہ ملت نہ بیستم من؟
نہ سگ نہ آدمی پس کیستم من؟

ایک فقیر کا بیان

مولنا محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ ایک دفعہ ایک درویش جس کے چہرہ سے ذوق و وجدان اور تجرید و تفرید کے آثار نمایاں تھے، مجھ سے ملاقی ہوا، اُسنے مجھ سے دریافت کیا، کہ تمھیں کس سے ارادت و عقیدت حاصل ہے؟ میں نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا نام لیا، کہنے لگا، کیا تم نے حضرت علیہ الرحمۃ سے کوئی کرامت دیکھی ہے؟ میں نے جو کچھ دیکھا تھا، عرض کیا، کہنے لگا، کہ میں نے بھی آپکی ایک عجیب و غریب کرامت دیکھی ہے،

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی ایک کرامت

وہ اس طرح کہ جب میں نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے اوصاف حمیدہ سُنے، تو میں سرہند کو راہی ہوا، قریبًا نصف شب گذری تھی، کہ میں شہر میں داخل ہوا، میں نے اُس وقت آپ کو تکلیف دینا مناسب نہ سمجھا، اور ایک مسجد میں ٹھیر گیا، مسجد کے قریب ایک شخص رہتا تھا، اُسنے جب مجھے دیکھا تو اپنے گھر لے گیا،

اثنائے گفتگو میں میں نے اُنسے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے حالات بھی دریافت کئے، تو معلوم ہوا، کہ وہ آپ کے مخالفین میں سے ہے، اُس نے آپ پر طعن کرنا شروع کیا، میں سخت

پریشان ہوا، اور باطن میں آپکی طرف متوجہ ہوا، تو گویا دیکھتا ہوں، کہ آپ شمشیر بکف آئے، اور اُس شخص کو خوب زدوکوب کر کے چلے گئے ہیں، جاتے وقت میں آپ کے پیچھے پیچھے گیا، لیکن آپ معًا نظروں سے پوشیدہ اور غائب ہو گئے،

علی الصبح جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپنے مجھ سے معانقہ کرتے ہی فرمایا، مَا مَضٰی بِاللَّیْلِ لَمْ یَذْکُرْ فِی النَّھَارِ یعنی جو واقعہ رات کو گذرا ہے، اب اس کا ذکر نہ کرنا،

(۱۳) حضرت شیخ عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اصفہاں کے رہنے والے تھے، نیک صورت، فرشتہ خصلت آدمی تھے، خاموشی و مسکینی آپ کے چہرہ سے ٹپکتی تھی،

خلافت واجازت آپ برسوں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے آستانہ پر رہے، اور سلوک باطنی پورا کر کے خلافت و اجازت حاصل کی،

خاص توجہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ آپ پر خاص توجہات و عنایات رکھتے تھے، مکتوبات میں آپ کے نام کے بھی بہت سے مکاتیب ہیں،

شہر پٹنہ آپکو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے خلافت عطا کرنے کے بعد شہر پٹنہ بھیج دیا تھا، جہاں آپ شیخ نور محمد پٹنی کی رفاقت میں طالبین کے افادہ و افاضہ میں مشغول رہے

قبولیت عامہ آپ کو اس شہر میں قبولیت عامہ نصیب ہوئی ہزارہا

لوگ حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے،

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے، کہ شہر پٹنہ میں شیخ نور محمدؒ اور شیخ عبد الحیؒ کا وجود قران السعدین ہے،

خطوط حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے شیخ عبد الحیؒ کی تعریف میں شیخ نور محمدؒ کو بہت سے خطوط لکھے، وہ سب مکتوبات شریف میں درج ہیں،

(۱۴۷) مولانا یار محمد القدیم الطالقانی رحمۃ اللہ علیہ

وجہ لقب آپ کو قدیم اس لئے کہا گیا ہے، کہ آپ کے بعد ایک اور یار محمد بھی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پہنچے تھے، جنہوں نے مکتوبات شریف کی پہلی جلد کو جمع کیا

اتقاء آپ قائم اللیل، صائم النہار، کثیر السکوت، طویل المراقبہ اور نہایت ہی حسین و وجیہ تھے،

حج آپ بیت اللہ شریف حج کو گئے تھے، ایک دن عرفات میں تھے، کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے حالت بیداری[۱] میں مشرف ہوئے، بے ہوش و بے خود ہو کر زمین پر گر پڑے

---

[۱] رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور ملاقات آپکی وفات کے بعد ہو سکتی ہے، بلکہ ہوئی بھی ہے، اولیاء اللہ اور بندگان خدا کی بہت سی حکایات اس بارہ میں مروی ہیں، نیز بخاری شریف کی یہ حدیث اس امر کی بڑے زور سے تائید کرتی ہے،

مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِي فِي الْيَقَظَةِ (بخاری) — جس نے مجھے خواب میں دیکھا، وہ عنقریب مجھے بیداری میں دیکھیگا،

جب ذرا افاقہ ہوا، تو رقص کرنے لگے، لوگ دیکھکر حیران رہ گئے بعض عرب کہنے لگے، ھٰذا احمد مجنون یہ کیا اچھا مجنوں ہے، مولٰنا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷۳) ابن حجر مکی ہاشمی کے فتاوی حدیثیہ میں اس کی تفصیل موجود ہے،

علاوہ ازیں متعدد حدیثوں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ثابت ہوتی ہے، جیسے حدیث شریف میں آیا ہے، کہ

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ	اللہ تعالی نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ انبیاء
اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ	کے اجساد کو کھائے، پس اللہ کے نبی زندہ ہیں
فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ (ابن ماجہ)	رزق دیئے جاتے ہیں،

اسی طرح مشکوۃ باب الفتن میں ایک حدیث موجود ہے، جو آپکی حیات پر بڑے زور سے دال ہے، وھو ھٰذا،

عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ	حضرت سعید ابن عبد العزیز سے روایت
قَالَ لَمَّا كَانَ اَيَّامُ الْحَرَّةِ	ہے، فرمایا، کہ جب ایام حرہ کا واقعہ
لَمْ يُؤَذَّنْ فِيْ مَسْجِدِ النَّبِيِّ	ہوا، تو حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کی
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ	مسجد میں نہ تین روز تک اذان کہی گئی، اور
يُقَمْ وَلَمْ يَبْرَحْ سَعِيْدُ ابْنُ	نہ اقامت، اور حضرت سعید ابن مسیب مسجد
الْمُسَيَّبِ الْمَسْجِدَ وَكَانَ لَا يَعْرِفُ	نبوی ہی میں رہا کرتے تھے، اور آپ نماز
وَقْتَ الصَّلٰوةِ اِلَّا بِهَمْهَمَةٍ	کا وقت ایک ہلکی آواز سے معلوم کیا کرتے تھے
يَسْمَعُهَا مِنْ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ	جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ـ	سنا کرتے تھے۔

دوسرے حدیث شریف میں جو یہ آیا ہے، کہ

نَحْنُ مَعَاشِرَ الْاَنْبِيَاءِ لَا نُوْرَثُ	یعنی ہم انبیاء کی جماعت کا کوئی وارث نہیں ہوتا

کی زبان پر اسوقت یہ شعر جاری تھا، ؎

گر ایں پیلے از خیمہ بیروں شود
بسا کوہ و صحرا کہ مجنوں شود

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷۴) مَاتَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں، سب صدقہ ہوتا ہے،

تو اس کا سبب اور اسکی علت غائی کیا ہے؟ غور کرنے سے یہ عقدہ کھل جاتا ہے، وہ یہ کہ وارث ہمیشہ مردہ کے ہوتے ہیں، زندہ کے نہیں، نبی چونکہ زندہ ہوتے ہیں، اس لئے ان کا کوئی وارث نہیں ہو سکتا،

ہاں اگر کوئی یہ اعتراض کرے، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے متعلق بہت سی احادیث وارد ہیں، اب اگر آپکی حیات مانی جائے، تو اجتماع نقیضین واقع ہوتا ہے، جو محال ہے، تو اس کا جواب یہ ہے، کہ یہاں نقیضین کا اجتماع ہوتا ہی نہیں، کیونکہ اجتماع نقیضین شئے کے اصل میں ہو تو محال ہوتا ہے، یہاں اصل میں اجتماع ثابت ہی نہیں، کیونکہ وفات تو عارضی ہے، اور حیات اصل ہے، جیسے پانی کا اصل اور اسکی خاصیت برودت اور ٹھنڈک ہے، لیکن اگر اس کو آگ پر رکھدو، تو یہ کھولنے لگ جائیگا، اور اس میں دوسری خاصیت حرارت بھی پیدا ہو جائے گی، لیکن یہ حرارت عارضی ہے، اصل برودت ہی ہے، اسی کھولتے ہوئے گرم پانی کو آگ پر ڈالدو، فوراً بجھا دیگا، اب یہاں برودت اور حرارت دونوں جمع ہیں، جو آپس میں ایکدوسرے کی نقیض ہیں، لیکن چونکہ یہ اصل میں جمع نہیں، حرارت صرف عارضی ہے، لہٰذا ان کے اجتماع کو محال نہیں کہ سکتے، اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات وحیات کے اجتماع کو محال نہیں کہ سکتے،

اب رہی یہ بات کہ وہ حیات کیسی ہے؟ اس کے متعلق یہ عرض ہے، کہ وہ حیات بے کیف ہے، اسکی حقیقت سے ہم آشنا نہیں،

اب جبکہ آپکی حیات روز روشن کی طرح ثابت ہوگئی ہے، تو کچھ غیر ممکن نہیں، کہ اللہ کے برگزیدہ بندے بیداری کی حالت میں بھی شرف زیارت سے مشرف ہوتے ہوں ۱۲ مترجم

(۱۵) مولٰنا یار محمد جدید بدخشی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بدخشاں کے رہنے والے تھے، جب ہندوستان آئے، تو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے،

سلوک باطنی آپنے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں سلوک باطنی پورے طور پر حاصل کر کے خلافت پائی، آپ شریعت و طریقت کے بڑے پابند تھے،

مکتوبات کی پہلی جلد مکتوبات شریف کی پہلی جلد کے آپ ہی جامع ہیں،

(۱۶) شیخ بدر الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

آپ سترہ سال حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں رہے، اور سلوک باطنی بدرجۂ کمال حاصل کر کے خلافت پائی،

علوم آپکو علومِ ظاہری و دیگر علوم بالخصوص تاریخ وغیرہ میں کامل دسترس تھی

تصانیف کتاب حضرات القدس آپ ہی کی تصنیف ہے، علاوہ ازیں سنوات الاتقیاء بھی آپکی مشہور و معروف تصنیف ہے، جس میں آپنے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اپنے زمانہ تک کے تمام حالات درج کئے ہیں،

(۱۷) مولٰنا قاسم علی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اُنہی اشخاص میں سے ہیں، جنہیں حضرت خواجہ باقی باللہ

رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے سپرد کیا تھا، آپ نے سلوک باطنی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاصل کر کے خلافت پائی،

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے آپکی تعریف و توصیف میں ایک خط اپنے پیر طریقت حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تحریر فرمایا تھا،

(۱۸) مولانا شیخ عبد الهادی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

تربیت آپکی تربیت بھی حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے سپرد کی تھی چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے سلوک پورا ہونے کے بعد آپکو خلافت سے سرفراز فرمایا تھا،

آپ انکسار و افتقار سے متصف تھے، نہایت متقی اور پرہیزگار تھے،

آپ بہت مدت تک حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں رہے تھے،

(۱۹) شیخ یوسف برکی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اکثر مشائخ وقت کی صحبت میں رہ چکے تھے، لیکن آپ کے احوال میں کوئی ترقی و نمود نہیں ہوتی تھی،

عریضہ چنانچہ جب آپ نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے

متعلق سنا، تو اپنے احوال کے بارہ میں ایک عریضہ آپکی خدمت میں لکھا، جس میں غائبانہ توجہ کے لئے بھی التماس کی،

توجہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے جب خط کو ملاحظہ فرمایا، تو آپ کے باطنی احوال کی ترقی کے لئے دعا کی،

کشش دعا کا کرنا ہی تھا، کہ آپ کے قلب میں ایک جذبہ، جوش اور ولولہ پیدا ہوا، بے اختیار عاشق بیدل کی طرح کھچے ہوئے سرہند چلے آئے،

خلافت واجازت پھر کچھ مدت حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں رہکر سلوک باطنی طے کر کے خلافت واجازت حاصل کی،

شہر جالندھر میں آپکو بہت عروج حاصل ہوا، ہزارہا مخلوق خدا آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئی، صبح وشام آپکی مجلس گرم رہتی،

(۳۰) سید محب اللہ مانکپوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے سب سے قبل حضرت شیخ محمد فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ برہانپوری سے خلافت حاصل کی، پھر حضرت میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے، اور ذکر طریقہ نقشبندیہ اخذ کیا،

چونکہ آپ میر صاحب کی مجلس میں اکثر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا ذکر خیر سنا کرتے تھے، اس لئے آپ کو حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے دیدار کا شوق غالب ہوا، خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، اور آستانہ پر مدت گذاری۔

خلافت پھر سلوک باطنی پورا کرکے خلافت واجازت حاصل کی،

مانک پور حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے آپکو خلافت دیکر آپ کے وطن مانک پور کی طرف روانہ فرمایا لیکن وطن میں آپ کے اعزّہ و اقارب نے آپ کو سخت اذیتیں پہنچائیں۔

عریضہ اس بارہ میں آپنے حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا کہ مجھے کسی اور جگہ بھیجدیا جائے

الہ آباد حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے آپ کو الہ آباد بھیجدیا، جہاں آپ کو قبولیت عامّہ نصیب ہوئی، اور کثرت کے ساتھ خلقت آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئی،

مزار آپ کا مزار بھی الہ آباد میں ہے،

(۲۱) حاجی خضر افغان رحمۃ اللہ علیہ

خلافت آپ حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے منظور نظر تھے، سلوک باطنی پورا کرنے کے بعد حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے آپکو منصب خلافت سے سرفراز فرمایا تھا، آپ صاحب اذواق و مواجید اور صاحب سرور و ولولہ تھے اکثر طور پر شب گریہ وزاری میں بسر کیا کرتے تھے، نہایت مسکین اور منکسر المزاج تھے،

جائے اقامت آپ سرہند کے قریب ہی ایک قریہ میں سکونت پذیر تھے، دوسرے تیسرے دن حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے،

آپ کا مرتبہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مخلصوں میں سے ایک شخص کا بیان ہے، کہ ایک روز حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا، کہ ایک دفعہ میں نے ابلیس کو دیکھا، اور اس سے کئی ایک باتیں دریافت کیں، ان میں سے ایک یہ بات بھی میں نے اس سے پوچھی، کہ ہمارے احباب میں سے ایسا کون ہے، جس پر تجھے بہت کم تصرف حاصل ہے؟ اس نے کہا، حاجی خضر رح۔

انتقال آپنے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی وفات کے ایک سال بعد انتقال کیا،

(۲۲) شیخ احمد دیبنی رحمۃ اللہ علیہ

مسکن آپ دیبن کے رہنے والے تھے، دیبن مضافات سہارنپور سے ایک مقام کا نام ہے،

تلمذ اوّلاً آپ مدت تک بطریق تلمذ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں رہے،

شیخ فضل اللہ رح سے خلافت بعد ازاں آپ ایک تقریب پر برہانپور گئے، وہاں شیخ فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تعلیم ذکر حاصل کیا، مدت مدید تک ان کے آستانہ پر رہکر خلافت و اجازت حاصل کی،

تربیت بعد ازاں آگرہ پہنچے، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ

بھی اُن دنوں آگرہ میں تشریف فرما تھے، آپکی خدمت میں حاضر ہوئے اور ذکرِ طریقۂ نقشبندیہ آپ سے اخذ کیا، پھر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے آپکی تربیت میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کی، چنانچہ آپ میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں حضور و نسبت خواجگان قدس اللہ اسرارھم سے مشرف ہوئے، اور لذت و حلاوت پائی،

خلافت اس کے بعد آپ پھر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس دفعہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے آپ کو منصب خلافت سے سرفراز فرمایا،

افاضۂ طالبین آپ آگرہ میں مدت تک افاضۂ طالبین میں مشغول رہے، پھر بنگالہ گئے، جہاں آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی، ہزار ہا بندگان خدا آپکے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے،

(۲۳) شیخ کریم الدین حسن ابدالی رحمۃ اللہ علیہ

مسکن آپ حسن ابدال کے رہنے والے تھے، جو کابل اور لاہور کے مابین واقع ہے،

تربیت شروع زمانہ میں آپ طلب حق کے لئے تمام اعزا اور اقارب کو خیرباد کہکر گھر سے نکلے، جب سرہند پہنچے، تو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے بمجرد حاضر ہونے کے آپ کا حال بدل گیا، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے آپ کو تعلیم ذکر و مراقبہ سے سرفراز فرمایا، ایک قلیل

ہی عرصہ میں آپ میں ترقیات رُونمود ہوئیں ،

اجازت تعلیم پھر سلوک پورا کرنے کے بعد حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے آپکو طریقت کی تعلیم کی اجازت دی ، بہت سے لوگوں نے آپ سے فیض پایا ، اور اس سلسلہ میں داخل ہوئے ،

خاص عنایت آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے منظور نظر تھے چنانچہ عمر کے آخری ایام میں جب حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے گوشۂ تنہائی اختیار کیا ، تو سوائے صاحبزادوں اور چند مخصوص اصحاب کے اور کوئی شخص آپ کے پاس جانے کا مجاز نہ تھا ، لیکن شیخ کریم الدین کے متعلق آپ نے اجازت دیدی تھی ، کہ جب چاہیں ، بخوشی آسکتے ہیں ،

ارشاد جب شیخ کریم الدین رحمۃ اللہ علیہ کا شہرہ عام ہوا ، تو شیخ اسحٰق نام ایک عالم جو ملک سندھ کا مقتدا تھا ، شیخ صاحب کا مرید ہوا ،

مرید ہونے کے بعد شیخ اسحٰق نے متواتر اکیس ۲۱ راتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ، ہر دفعہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ پر خاص عنایات فرماتے رہے ۔

(۲۴) مولٰنا عبد الواحد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی اُسی جماعت سے ہیں ، جسے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیم و تربیت کے لیے حضرت مجدد الف ثانی علیہ

الرحمۃ کے پاس بھیجا تھا،

کثرتِ عبادت آپ کثیر المراقبہ اور کثیر العبادت شخص تھے،

ایک دفعہ آپنے ایک عالم سے پوچھا، کہ کیا بہشت میں نماز ہوگی، یا نہیں؟ اُس نے جواب دیا، کہ نہیں، کیونکہ وہ دارِ جزا ہے، نہ دارِ عمل، آپنے ایک سرد آہ نکالی، اور زار زار رونے لگے، اور فرمایا کہ آہ! وہاں اُس بے نیاز کی بندگی اور عبادت کے بغیر کیونکر زندگی بسر ہوگی،

بخارا حضرت مجدد الف ثانیؒ نے جب آپکو خلافت دی، تو بخارا بھیج دیا، آپنے وہاں جاکر شب کے وقت ایک مسجد میں نوافل پڑھنے شروع کر دیئے، خادم مسجد نے آنکر سختی سے کہا، کہ مسجد کا دروازہ بند ہوتا ہے، نوافل اپنے گھر جاکر پڑھو، شب کو اس خادم نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو خواب میں دیکھا، فرمایا، کہ وہ ہندی درویش ہمارے احباب سے ہے، اُس سے جاکر معذرت کرو، چنانچہ علی الصبح وہ مولنا کی خدمت میں حاضر ہوا اور بہت معذرت کی،

(۲۵) مولنا امان اللہ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے اجازت یافتہ مریدین سے تھے، اور صاحب تجرید و تفرید تھے،

سفرِ حجاز ۱۰۳۱ھ ہجری میں پیادہ پا آپ سفر حجاز کی طرف متوجہ

ہوئے، ہرچند کہ راستہ میں آپ کے مرید اور رشتہ دار بکثرت تھے اور چاہتے تھے، کہ زادِراہ اور راحلہ سے آپکی مدد کریں، لیکن آپ نے اُن سے پھوٹی کوڑی تک نہ لی، اور اسی طرح پیادہ پا حرمین الشریفین چلے گئے، حرمین الشریفین کی زیارت کے بعد حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مزارات کی زیارت کے لیے ملکِ شام میں گئے، اور وہیں آپ کا وصال ہوگیا،

(۲۶) شیخ محمد حری رحمۃ اللہ علیہ

آپ اپنے زمانہ کے مشہور مشائخ سے تھے، ترکِ مشیخت کر کے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں رہنا شروع کیا، اور آپ کے فیوض و برکات سے بہرہ ور ہو کر خلافت و اجازت حاصل کی،

(۲۷) شیخ داؤد سالکی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کو بھی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے منصب خلافت سے سرفراز فرمایا تھا،

آپ نہایت منکسر المزاج تھے، ساری ساری رات عبادت الٰہی میں گذار دیتے، بندگان خدا نے بکثرت آپ سے فائدہ اٹھایا،

(۲۸) شیخ سلیم بنوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے اکمل خلفاء سے تھے، شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے،

خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے پاس دو سالک آئے، جب تنہائی میں مجھ سے انہوں نے اپنے احوال بیان کئے، تو وہ بالکل صحیح تھے، میں نے ان سے پوچھا کہ آپ نے تعلیم ذکر کس سے حاصل کی ہے؟ تو انہوں نے کہا شیخ سلیم بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے،

شیخ سلیم سے بہت سے بندگانِ خدا نے فیوض و برکات حاصل کئے،

(۲۹) شیخ نور محمد بہاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے خلیفہ تھے، آپ نے سلوک باطنی حضرت اقدس کی خدمت میں رہکر باقاعدہ حاصل کیا اور خلافت پائی، ہزارہا لوگ آپ کے مرید ہوئے،

مکتوبات شریف کی تیسری جلد کا آخری سے پہلا مکتوب آپ ہی کے نام لکھا گیا ہے،

(۳۰) صوفی قربان قدیم رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے بڑے خلفاء سے تھے، صاحب حال و ذوق تھے، سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے پابند تھے،

(۳۱) مولانا صادق کابلی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے کامل خلیفہ تھے ، مستقیم الاحوال ، قائم اللیل ، صائم النہار تھے ، آپ سے لوگوں کو باطنی علم کے بہت کچھ فیوض و برکات پہنچے ،

(۳۲) مولٰنا محمد ہاشم خادم رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مخصوص خلفاء سے تھے ، چونکہ حضرت علیہ الرحمۃ کی خاص خدمت آپ کے سپرد تھی ، اس واسطے آپ کا لقب خادم ہوگیا تھا ،

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ آپ پر بہت مہربان تھے آپ نے سلوک باطنی پورے طور پر ختم کرکے خلافت پائی ،

(۳۳) مولٰنا غازی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کو بھی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خلافت حاصل تھی آپ کثرت مراقبہ میں مشہور تھے ، شریعت و طریقت کے بڑے پابند تھے گوشہ نشینی اور قطع تعلق آپ کا شیوۂ مرضیہ تھا ،

آپ بہت عرصہ تک حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے آستانہ پر رہے ،

(۳۴) صوفی قربان جدید رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مخصوص خلفاء میں سے تھے ، آپ صادق اللہجہ ، مستقل الفکر ، حر الضمیر اور آزاد گو تھے ، زہدو

تقوی اور فقر و تصوف سے آراستہ وپیراستہ تھے،

(۳۵) مولٰنا سید باقر سارنگپوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے قدیم الخدمت ہیں، آپ کو عمر کے آخری حصہ میں خلافت عطا ہوئی تھی، آپ انکسار و افتقار اور غربت و خاموشی کے ساتھ موصوف تھے،

(۳۶) مولٰنا فرخ حسین رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے قدیم خلفاء میں سے ہیں، آپنے تمام شرائط کے مطابق سلوک حاصل کیا، اور خلافت پائی آپ کے ذریعہ بہت سے لوگوں کو فنا و بقا حاصل ہوئی، آپ نہایت ہی متواضع تھے،

(۳۷) مولٰنا ظفر احمد رومی رحمۃ اللہ علیہ

آپ روم کے بڑے اجل مشائخ سے تھے، رویائے صادقہ کی بنا پر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے تھے،

ایک مدت آپ کے آستانہ پر رہکر سلوک باطنی پورا کرکے خلافت حاصل کی،

آپ کی دختر حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی منکوحہ تھی، حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی موجودہ اولاد اسی

خاتون سے ہے،

(۳۸) مولٰنا محمد احمدی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مخصوص خلفاء میں سے تھے، ظاہری و باطنی علوم کے جامع تھے، آپ صاحب ریاضت و مجاہدہ تھے، بکثرت لوگوں نے آپ سے فیوض و برکات حاصل کئے،

(۳۹) حاجی حسین رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے بھی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں باقاعدہ سلوک پورا کرکے خلافت و اجازت حاصل کی، آپ نہایت ہی صالح، متقی، متدین، متشرع اور پرہیزگار تھے،

آپ سے بکثرت خوارق و کرامات ظاہر ہوئے،

(۴۰) شیخ عبد الرحیم برکی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے خلفاء سے تھے آپ صاحب انکسار و نیستی اور وجد و جذبہ تھے، بہت سے بندگانِ خدا آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل تھے،

اصحاب خانقاہ

علاوہ ازیں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے بعض مخلص منظور و مقبولِ نظر اور بھی تھے، جو بظاہر اہل سپاہ سے تھے لیکن

درحقیقت اعزّہ واجلّۂ اصحاب خانقاہ سے تھے؛ حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرّحمۃ کے بعض مکتوبات ہیں اُن کے اسمائے گرامی بھی درج ہیں، جیسے

(۱) حضرت خواجہ محمد اشرف کابلی رحمۃ اللہ علیہ
(۲) حضرت مولٰنا حاجی محمد زکی رحمۃ اللہ علیہ
(۳) حضرت مولٰنا عبد الغفور سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ
(۴) حضرت شیخ حافظ محمود گجراتی رحمۃ اللہ علیہ

قطعۂ تاریخ

انطباع کتاب مستطاب سیرت امام ربّانی حضرت مجدّد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ السّامی

(از جناب حکیم فیروز الدین احمد صاحب طغرائی مدیر روزنامہ وکیل امرتسر)

زندگیٔ شیخ سرہندی کا حال

مولوی بوالبیان نے جب لکھا

ہر طرف سے شورشِ تحسین اٹھی

ہر کسی کے منہ سے نکلا مرحبا

الفِ ثانی کے مجدّد کا ہے ذکر

کیوں نہ ہو اس کا مُصنّف باصفا

کاشفِ اسرار ہے اُن کا قلم

جس نے دیکھا خوش ہوا بے انتہا

جمع و ترتیبِ حقائق سے فقط

درسِ پند و موعظت ہے مدعا

یکقلم شرحِ رموزِ معرفت

سربسر زُہد و حاریّت کا ماجرا

دلکشا ہے جملہ جملہ لفظ لفظ

وجد میں ہے جس سے ہر اہلِ ذکا

آبِ زمزم سے وضو کر لے نگاہ

ہو اگر منظور اس کا دیکھنا

فکرِ طغرائی نے کی ہنگامِ طبع

سال[1] "تاریخِ امامِ کُل" ہوا ۱۳۴۳ھ

[1] یعنی سیرت امام ربانی کا تاریخی نام "تاریخ امام کل" ہے ۔

قاعدہ تیسیر القرآن

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا بچہ چند ہی ماہ میں با آسانی قرآن کریم پڑھ جائے تو آج ہی یہ قاعدہ منگا کر شروع کرا دیجیے جو نہایت محنت و جانفشانی سے تیار کیا گیا ہے جسقدر قاعدے لکھے جا چکے ہیں قاعدہ تیسیر القرآن سب سے زیادہ کامل و مکمل ہے اس میں مندرجہ ذیل خوبیاں ہیں :- (۱) قاعدہ کا خط نہایت جلی اور سادہ ہے جس سے بچے کی نظر گھبراتی ہے اور نہ وہ پڑھنے میں رکتا ہے (۲) پہلے مفرد حروف کی پہچان کرائی گئی ہے پھر حرکات کی ، اس کے بعد زبر زیر پیش جزم تنوین ، تشدید اور مد وغیرہ کی ترتیب وار علیحدہ علیحدہ پہچان کرائی گئی ہے (۳) ہر ایک سبق کے بعد مخلوط مشقیں درج ہیں تاکہ تمام قواعد گذشتہ کی یاد دہانی ہوتی رہے (۴) ہر سبق کے شروع میں ہدایات درج ہیں تاکہ استاد ان کے مطابق بچہ کو پڑھائے (۵) حرکات بین حروف کے اوپر یا نیچے اپنی اپنی جگہ پر دیئے گئے ہیں (۶) اس قاعدہ کے پڑھنے کے بعد بچہ ہر ایک قرآن کریم سے با آسانی پڑھ سکتا ہے کسی مخصوص طرز کتابت کی حاجت نہیں کیونکہ حروف کی مختلف شکلیں جو لکھنے میں آتی ہیں ، ان سب کی اسے پہچان ہو جاتی ہے (۷) قاعدہ کے آخر میں مکمل نماز بھی درج کر دی گئی ہے (۸) قاعدہ لمبائی میں سات انچ اور چوڑائی میں پانچ انچ ہے ، اور حجم مع ٹائیٹل ۵۲ صفحے ہے ، بچہ نہایت آسانی سے اسے سنبھال سکتا ہے ، اوراق کے پھٹ جانے کا بھی کچھ خوف نہیں (۹) قاعدہ کا کاغذ بہت سفید موٹا اور مضبوط ہے ٹائیٹل انگریزی کتابوں کی طرح نہایت موٹے اور رنگین کاغذ کا ہے تاکہ جلد کا کام دے ، دوبارہ جلد بندی کی کچھ ضرورت نہیں ، مختصر یہ کہ قاعدہ کی خوبیاں دیکھنے اور پڑھانے سے تعلق رکھتی ہیں ، باوجود ان خوبیوں کے قیمت **صرف اڑھائی** آنہ رکھی گئی ہے ۔ انہیں خوبیوں کے ساتھ پہلا اور دوسرا سیپارہ بھی تیار کیا گیا ہے قیمت فی سیپارہ اڑھائی آنہ

ہدایۃ الہدایہ مصنفہ امام غزالی اردو یہ ایک نہایت مفید کتاب ہے ، اردو میں ترجمہ کر کے شائع کی گئی ہے ، صحیح معنوں میں مسلمان بنانے والی ہے ، تمام احکام و عبادات و طاعات الٰہیہ کا مفصل بیان اس میں درج ہے ہر مسلمان مرد و عورت کو ضرور اس کا مطالعہ کرنا چاہیئے ، اس میں مندرجہ ذیل ابواب درج ہیں ، حصول علم کا منشاء ، طاعات و عبادات ، نیند سے بیدار ہونے کے آداب ، پاخانہ جانے کے آداب ، وضو کے آداب ، غسل کے آداب ، مسجد میں جانے اور داخل ہونے کے آداب ، طلوع آفتاب سے زوال تک کے آداب ، بندہ دوسرے بندوں کے حق میں تین درجہ پر ہے باقی نمازوں کے لئے تیار ہونے کے آداب ، سونے کے آداب ، نماز کے آداب ، ...... امامت و اقتدا کے آداب جمعہ کے آداب ، روزوں کے آداب ، گناہوں سے اجتناب کرنے کا بیان ، اعضاء کے گناہ ، دل کی معصیتوں کا بیان وغیرہ وغیرہ اس کتاب کے آخر میں ایک اور کتاب **حقوق الاسلام** مصنفہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی درج ہے ، کاغذ لکھائی چھپائی نہایت عمدہ ٹائیٹل عمدہ رنگین قیمت صرف چھ آنہ (ملنے کا پتہ منیجر **رسالہ الفیض** چوک فرید امرتسر)